سلطانِ نصیر

پروفیسر احمد رفیق اختر

المرا

سُلطانِ نصِیر

[المرا]

يَٰمَعۡشَرَ ٱلۡجِنِّ وَٱلۡإِنسِ إِنِ ٱسۡتَطَعۡتُمۡ أَن تَنفُذُواْ مِنۡ أَقۡطَارِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ فَٱنفُذُواْ لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلۡطَٰنٍ (٣٣) [سُوۡرَةُ الرَّحمٰن : 33] اے گروہِ جِن و اِنس اگر تم آسمانوں اور زمین کی حدود سے باہر نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ تم بغیر زور (سلطان)کے نہ نکل سکو گے۔

[O ye assembly of Jinns and men! if it be ye can pass beyond the zones of the heavens and the earth, pass ye! Not without authority shall ye be able to pass!]

ہے صباحتِ رُخِ جاناں کی آرزو لے کر
گُزر رهی هے غمِ دِل کی جُستجُو کرتے

اُن مُبارک هستیوں کے نام . . .
جنھوں نے اُس علم کے آفتابِ عالم تابؒ
سے جِلا پائی اور تمام عالم کے لیئے رُشد و هدایت
کا سر چشمہ هوئے، جِن کے بارے میں حضورؐ
کا ارشاد هے کہ " اَصحَابِک النجوم " . . .

پروفیسر احمد رفیق اختر
هاوس نمبر 143 – اے، سٹریٹ نمبر 12، چکلالہ سکیم 3، راولپنڈی، پاکستان۔

سیرتِ رسولﷺ (کچھ انوکھے پہلو)

مذھب: ماضی، حال اور مستقبل

قرآن کا نظریئہ کائنات

مذھب اور الحاد

تَالِیف: صلاح الدین میر
ترتیبِ نَو (سیکنڈ ایڈیشن)
26 اگست 2011ء جمعتہ المبارک
[27 ویں شبِ رمضان الکریم، یو کے]

سُلطانِ نصِیر

[المرا]

پروفیسر احمد رفیق اختر

فہرست

یہاں سے بھی آپ براہِ راست لیکچر یا سوال پر جا سکتے ھیں۔

یہ کتاب استادِ محترم کے ساتھ چار خطّابات پر مُشتمل ھے جو کہ درج ذیل ھیں۔

1	**سِیرتِ رسولؐ(کُچھ انوکھے پہلو) لیکچر 16 اگست، 2009 ، بمعہ سوالات و جوابات** 1.01 متابعتِ رسولؐ کے لیئے عقل یا دِل؟ 1.02 خوفِ الٰہی 1.03 موسیٰؑ اور خضرؑ کا عِلمی تقابل 1.04 پاکستان کے سیاسی حالات میں تبدیلی 1.05 داڑھی اور سنّتِ رسولؐ 1.06 حدیثِ عقل کی سنّد 1.07 اسلام ایک تبلیغی مذھب اور توھین رسالتؐ 1.08 نماز اور عِشق رسولؐ 1.09 دنیا کی بھلائی 1.10 پاکستان کا مُستقبل	نوٹ 1 > معزّز قارئین! دورانِ مطالعہ اس کتاب میں اگر آپ کسی قسم کی زیر، زبر، پیش، حرف، لفظ، جملہ، محاورہ یا لغت کی غلطی یا نا مناسب تحریر کو نوٹ کریں تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔ اس تعاوّن پر پیشگی شکریہ ادا کرتا ھوں۔
2	**مذھب: ماضی، حال اور مُستقبل (لیکچر 15 مارچ، 2009) بمعہ سوالات و جوابات** 2.01 ناجائز ٹیکس اور حکومتی نظام 2.02 سیاسی حالات میں تحریکِ وکلاء کا کردار 2.03 انکار ابلیس اور کن فیکن 2.04 نوازشریف کا مُستقبل 2.05 دنیا کی بیوی اور جنّت کی حوریں 2.06 خُدا کی پہچان کی دلیل 2.07 مزاراتِ اولیاء پر دھشت گردی 2.08 اسماء کا شخصیت پر اثر 2.09 مسلمانوں کی خدمات 2.10 وجد اور مجذوبیت 2.11 مسلمان اور سائنس دان 2.12 مرغّن کھانے اور اِسراف 2.13 عورت اور آبگینے 2.14 حوّاس خمسہ میں اللہ کی محبت کا اِدراک 2.15 سات کا عدد 2.16 فطرت سے مفر 2.17 عِشق اور عقل 2.18 اللّہ کو اللّہ میاں کہنا 2.19 بیویاں اور حوریں 2.20 مراتبِ فِکر میں مصائب اور آسائشوں کا کردار 2.21 ولی کا تقدیر کے خلاف لڑنا 2.22 جنّتی انسان کی کیمسٹری 2.23 پاکستانیوں کا ذھنی کرب 2.24 سگریٹ نوشی 2.25 اللّہ: حُسن ذوق کی انتہاء 2.26 عقل کی کمی بیشی 2.27 گدی نشین 2.28 ڈارون اور قرآنی نظریہٗ اِرتقاء میں اِختلاف 2.29 کلوننگ اور دجّال 2.30 درود شریف 2.31 شِرک اور بدعت 2.32 ٹیچر کا سخت رویّہ 2.33 مسلمان اور کافر کا بچّہ 2.34 باجماعت نماز 2.35 دورانِ نماز گُفتگو 2.36 جنّت کی کنجیوں کی بانٹ	نوٹ 2 > دورانِ قلمبندی مجھے کچھ جگہوں پر استادِ محترم کی کہی ھوئی بات سمجھ نہیں آئی جس کو میں نے سُرخ روشنائی میں تحریر کر دیا ھے، لہذا جس کسی کو بہتر سمجھ ھو وہ خود یا استادِ محترم سے رابطہ کر کے اس کی درستگی کی بھی اطلاع کریں۔ شکریہ [صفحات درج ذیل ھیں] صفحات کے نمبرز: برائے مہربانی کلک کریں۔
3	**قرآن کا نظریہٗ کائنات (لیکچر 10 اکتوبر، 2008) بمعہ سوالات و جوابات** 3.01 مجسّم خُدا کا تصوّر 3.02 عِشاء کی سترہ رکعتیں 3.03 اللّہ کا اپنے قائم کردہ قوانین سے اِنحراف 3.04 وحدت الوجُود و شہُود 3.05 شیخ اِبن عربی اور وحدت الوجُود 3.01 شیطان اور انسان کا جھگڑا	رابطہ کے لیئے: صلاح الدین میر: miristhere@yahoo.cm شبیر احمد چوھدری: info@alamaat.com
4	**مذھب اور اِلحاد (لیکچر 04 اکتوبر، 2009) بمعہ سوالات و جوابات** 4.01 قرآن کا چیلنج اور صحیح بخاری 4.02 لادین سے دوستی 4.03 خُدا اور سائنسدان 4.04 روحانی رھنما کی پہچان 4.05 اللّہ کو محسوس کرنے کی حِس 4.06 قیامت کے دن اللّہ کا ظہور	ھاؤس نمبر 143 – اے، سٹریٹ نمبر 12، چکلالہ اسکیم 3، راول پنڈی، پاکستان۔

المرا

آیئے عرض گزاریں ھم بھی

ھارُون الرشید (معروف کالم نگار)

کون جانتا ھے؟ کون جانتا ھے کہ آنے والا کل کیا لائے گا اور کون سا خواب مُتشکّل ھو پائے گا؟ آدمی مگر دُعا کے لیئے ھاتھ تو اُٹھا سکتا ھے - - - آیئے عرض گزرایں ھم بھی۔

انڈونیشیا میں کبھی کوئ فوج اُتری اور نہ کبھی کوئ معرکہ بَرپا ھوا - - - پھر وہ سب مسلمان کیسے ھو گئے؟ کوئ سمجھنا چاھے تو اُسے گوجر خان جانا چاھیئے اور پروفیسر احمد رفیق اختر سے ملنا چاھیئے، ملتے رھنا چاھیئے۔ میں بھی جاتا ھوں۔ کوئ دوسری جگہ ایسی نہیں جہاں جاتے ھوئے ایسی یکسوئ نصیب ھو اور جہاں ایسی شادمانی میسّر آتی ھو۔ ھمیشہ، ھر بار۔

کوئ سجادہ نشین اور شیخ وہ نہیں۔ پوچھا: آپ اپنا تذکرہ کس طرح پسند کریں گے؟ ایک لمحہ تامّل کئے بغیر کہا: ایک فقیر، راہِ سلوک کا ایک مسافر۔ پروفیسر صاحب شاید تنہائ کے آرزو مند ھوتے، خُود کہتے ھیں کہ اِسی لیئے لاھو سے بھاگ کر آیا تھا۔ اپنے والد کی دوکان پر بیٹھا رھتا اور اپنے مالک کو یاد کیا کرتا، پھر خلقت ٹُوٹ پڑی۔ ایک آدھ دن نہیں، یہ چار عشروں کا قصّہ ھے۔ پندرہ برس پہلے وہ دن میں نے دیکھے ھیں جب ھجوم ایسا بے حساب نہ ھوتا تھا۔ ایک دن مجھ سے کہا: میرے مالک نے مجھے کبھی آزمائش میں نہ ڈالا، اس کی مخلُوق نے البتہ بہت۔

خُدا کی مخلُوق یہاں کیا ڈھونڈنے آتی ھے؟ جنرل، سیاستدان، دوکاندار، شاعر، کسان، تاجر، دانشور اور اخبارنویس؟ آدمی کی جنّت چھین لی گئ اور آزمائش میں جھونک دیا گیا۔ اپنے زخموں کی گٹھڑیاں اُٹھائے وہ آتے ھیں اور سب گٹھڑیاں اس دھلیز پر چھوڑ جاتے ھیں۔ اپنی ھمیشہ کی ھموار، اُنس اور اُلفت سے بھری مگر بے ریا اور دھیمی آواز میں فقیر اُن سے کہتا ھے، اللہ ھی آسمان و زمین، کائنات اور حیات کا خالق ھے اور وھی آدمی کی ترجیحِ اوّل ھونا چاھیئے۔ محمدؐ اُس کے رسولؐ ھیں۔ فقط وھی ایک نمونہء عمل اور تمام بنی نوعِ انسان کے سچّے غم خوار۔ کوئ سوال پوچھے بغیر، وہ آدمی کا مسلہ اُسے بتاتے ھیں: بی بی! آپ سخت گیر بہت ھیں، آپ کا بچّہ اس لیئے باغی اور بے توازن ھوا کہ آپ کسی کی سُنتی نہیں۔ بچّے بے خطا ھوتے ھیں، محبت سے انہیں سکھایا جاتا ھے، پھر وہ ایک ورق اس کی طرف بڑھاتے ھیں، جس پر سرورِ کون و مکاںؐ کی دعائیں رقم ھیں اُن میں بعض پر انہوں نے نشان لگا دیئے ھیں۔ اپنے قلم سے وہ چند اسماءِ ربانی لکھتے ھیں۔ یا سلام، یا مومن، یا اللہ، یا رحمن، یا رحیم، یا کریم، یا ولی، یا نصیر، یا ذوالجلال والاکرام، یا وھاب۔ مسافر چونک اُٹھتا ھے: اس آدمی کو میرے باطن اور احوال کی خبر کیسے ھو گئ؟ مگر سچّی ھے اور لہجے میں شفقت اور دعا ھے، جو چودہ صدیاں قبل، جو ابوالقاسمؐ کے ھونٹوں سے ادا ھو کر بابرکت ھو گئ تھی۔ چراغ سے چراغ جلتا رھا۔ کہا جاتا ھے کہ اب ان کی تعداد پانچ لاکھ سے تجاوّز کر چکی۔ عمران خان اور جنرل حمید گُل سمیت خُود اِس طالبِ عِلم کے توسط سے ھزراوں۔ کوئ پیچیدہ سوال درپیس ھو،کوئ کرب،کوئ الجھن، کوئ مصیبت، واں ھر دکھ کی دوا ھے اس لیئے کہ دوا اللہ کے ھاتھ میں ھے۔ فقیر کوئ بات نہیں کہتا، جس پر محمدؐ کی مہر نہیں، جس پر اللہ کی آخری کتاب سے دلیل پیش نہیں کی جا سکتی - - - اور وہ کسی چیز کا دعوے دار نہیں، عظمت تو بہت دور کی بات ھے، پارسائ کا بھی ذکر نہیں۔ کسی نے پوچھا: کیا آپ مومن ھیں؟ کہا: دعوئ' باطل ھوتا ھے، مسلمان ھوں، مومن بننے کی کوشش میں لگا ھوا ھوں۔

میرے خاندان کے سبھی بزرگ تہجّد گزار تھے۔ چالیس برس کی عملی زندگی ھزاروں اُجلے آدمی دیکھے لیکن پورا مسلمان ایک ھی دیکھا۔ بے تکلف، بے ریا، سنجیدہ مگر گاھے شوخ و شنگ، تنہائ پسند مگر محفل آرا بھی، چہرے مہرے اور زیب و زینت میں یکسر ایک عامی لیکن غور کرو تو حیرت زدہ رہ جاؤ۔ " بے شک اللہ کے ولی وہ ھیں جو کبھی خوف کا شکار ھوتے ھیں اور نہ غم کا " ھر حال میں انہیں دیکھا ھے۔ غصّہ، چڑچڑاپن اور رنج تو دور کی بات ھے، کبھی اُداس بھی نہیں۔ حرفِ شکایت زبان پر آتا ھی نہیں۔ پیہم شکر گزار، پیہم شکر گزار، اللہ کے بندوں پر ھمیشہ مہربان۔ اس آدمی کو دیکھ کر پتہ چلا کہ ایسے ھی پیامبر ھوا کرتے تھے، جنہیں دیکھ کر انڈونیشیا والے مسلمان ھوئے - - - اور جہنم سے ڈراتے مولوی صاحبان؟ بےشمار کو میں نے دیکھا اور برتا ھے - - - شیخ محشر میں جو پہنچے تو اعمال ندارد۔ جس مال کے تاجر تھے وھی مال ندارد۔

فقیر جب قرآنِ کریم، سیرت اور عہدِاوّل کے تاریخ یا عصرِحاضر پہ گفتگو کرتا ھے تو اِدراک ھوتا ھے کہ عِلم کسے کہتے ھیں۔ نُور کا ایک دریا بہتا ھے کہ اوّل نِگاہ خِیرہ ھو جاتی ھے، پھر قرار اور انہماک، حتی' کہ اِدراک ھونے لگتا ھے۔ تب احساس ھوتا ھے کہ عِلم نہ گرجتے برستے مولوی کے پاس ھے اور نہ ٹانگوں میں دم دبائے، منمناتے سیکولر کے پاس - - - درونِ خانہ ھنگامے ھیں کیا کیا۔ چراغِ رھگزر کو کیا خبر ھے؟

شب ساڑھے گیارہ بجے تھے جب فلسفہِ اِرتقاء کے بارے میں سوال کیا، صبح کے چار بجے تھے، جب گفتگو تمام ھوئ۔ انسان اور کائنات کی تخلیق کے سارے مراحل، مغربی سائنسدانوں کے بدلتے اور رفعت پذیر ھوتے مغالطوں میں اٹے تصوّرات، قرآنِ کریم، احادیث اور اصحابِ رسولؐ کے افکار و قدیم پیغمبروںؑ کے نظریات۔ ممکن ھے عمران خان نے بعض کو پڑھا ھو، میرے لیئے اکثر نام نئے تھے، بوریت کا ایک لمحہ نہیں آتا، تب احساس ھوتا ھے کہ عِلم عبادت سے بڑھ کر کیوں ھے۔ یہ کیوں ارشاد ھوکا کہ طالبِ عِلم کے قلم کی سیاھی، شہید کے خون سے افضل ھے۔ پیچ در پیچ زندگی اپنے اوراق کھولتی ھے اور زمین و آسمان کا ذرّہ ذرّہ احد، احد پکارنے لگتا ھے۔ ابھی کچھ دیر پہلے مجھ سے کہا پندرہ سو برس پہلے قرآنِ کریم کے سوا کس نے کہا تھا: کیا تم سمجھتے ھو کہ پہاڑ منجمد ھیں؟ وہ تو روئ کے گالوں کی طرح اُڑتے پھرتے ھیں *(اور پہلے خلانورد نے ٹھیک یہی الفاظ کہے)* پندرہ صدیاں قبل کس نے کہا تھا کہ سب سیارے اپنے مدار میں گردش کرتے ھیں؟ کس نے کہا تھا " ھر زندہ چیز کو ھم نے پانی سے پیدا کیا " پھر بولے: میری کتاب کا دیباچہ لکھ دو۔ میں انکار کر دیتا، میری بساط

پروفیسر احمد رفیق اختر

کیا ھے مگر اس خیال سے جی خوش ھوا کہ صاحبِ عرفان سے تعلق جڑتا ھے۔ پھر کہا: آپ لکھیں گے تو کچھ برکت ھو جائے گی۔ بخُدا، اگر وہ یہ کہتے کہ ایسا کرنے سے تمہارے حصّے میں خیر و برکت آئے گی تو یہ بھی ایک احسان ھوتا مگر ایسی مہربانی اور اتنی عنایت؟

پروفیسر صاحب کہتے ھیں: قرآن اللہ کا Data ھے۔ اُس کے وجُود پر سب سے بڑی، مکمل اور حتّمی گواھی، ھزار اوراق میں سے ایک غلط ڈھونڈ لو، پھر تم آزاد ھو۔ اس لیئے کہ ھزاروں حماقتوں کے باوجود آدمی تو آدمی ھی رھتا ھے مگر ایک چھوٹی سی غلطی کرنے کے بعد پروردِگار، پروردِگار نہیں رہ سکتا۔ پھر وہ کہتے ھیں، بھائ، پچاس برس پہلے، خُود میں نے بھی قرآنِ کریم اس لیئے پڑھنا شروع کیا تھا کہ کہیں کوئ غلطی نکل آئے۔ آٹھ برس غور کرتا رھا مگر وہ سچّا نکلا اور مکمل طور پر سچّا۔ زندگی کی سب سے بڑی اور بنیادی سچّائ۔ تسلیم کے سوا اب چارہ کیا تھا؟ لیکن پھر وہ ایک بات اور کہتے ھیں: اللہ کی کتاب یہ کہتی ھے کہ وہ لوگ جانوروں سے بھی بدتر ھیں جو غور و فِکر کے بغیر، خود اللہ کی آیات کو مان لیں۔ تقلید نہیں، غور و فِکر، قرآنِ کریم میں، حدیث میں، سِیرت میں، تاریخ میں، عصرِحاضر میں، آدمی میں اور عصری عُلوم میں۔

دیوبندی نہ بریلوی، وھابی نہ شیعہ، پروفیسر صاحب مسلمان ھیں اور وہ یہ کہتے ھیں: اللہ نے میرا نام مسلمان رکھا تو میں بریلوی یا دیوبندی کیوں بنوں؟ اور اُس نے آدمی کو ایسا روشن دماغ عطا کیا تو وہ تقلید کیوں کرے؟ حق ادا نہیں ھو سکتا۔ ھزار پندرہ سو الفاظ میں، اس شخص پر لکھنے کا حق ادا نہیں ھو سکتا جو قرآن میں غوطہ زن ھو اور عصری عُلوم میں بھی۔ خود جس کی اپنی زندگی ایک معجزہ ھے۔ ایک چراغ کہ جس سے چراغ جلتے چلے گئے۔ ایک پوری کتاب لکھنی چاھیئے مگر کیسے لکھوں۔ اِذن عطا ھو تو ابتداء کروں، اللہ کو منظور ھوا تو ابتداء کروں۔ کون جانتا ھے کہ آنے والا کل کیا لائے گا اور کون سا خواب مُتشکّل ھو پائے گا؟ آدمی مگر دُعا کے ھاتھ تو اُٹھا سکتا ھے . . . آیئے عرض گزراریں ھم بھی۔

ھارُون الرشید (معروف کالم نگار)

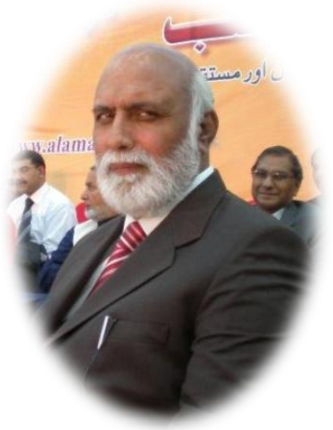

المرا

1۔ سیرتِ رسولؐ (کچھ انوکھے پہلو) خطاب اور سوالات (10)

مورخہ: 16 اگست 2009

بمقام: کوہِ نور میرج ھال، جہلم

أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعُ العَلِيمِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ

رَبِّ أَدۡخِلۡنِى مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَأَخۡرِجۡنِى مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَٱجۡعَل لِّى مِن لَّدُنكَ سُلۡطَٰنًا نَّصِيرًا

سُبۡحَٰنَ رَبِّكَ رَبِّ ٱلۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ (١٨٠) وَسَلَٰمٌ عَلَى ٱلۡمُرۡسَلِينَ (١٨١) وَٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ (١٨٢)
[سُوۡرَةُ الصَّافات : 180، 182]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِک وَ سَلِّم

یہ موضوع بہت اھم ھے، شانِ رسالتؐ کے بارے میں گفتگو کرنے کا شاید ھی کوئ اھل ھو۔ ایک وہ مقام ھے جو اللہ کے نزدیک محمد رسول اللہؐ کا ھے جس کے بارے میں غالب بے بسی سے کہتا ھے:

ے عالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم   کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

[اے غالب میں نے رسول اللہؐ کی تعریف اللہ پر چھوڑ دی ھے۔ ھم نہیں، وہ ذاتِ پاک ھی، **محمدؐ** کے مرتبہ کو جانتی ھے۔]

جب ھم عقیدت و محبت کے حِصار سے گزر جائیں تو جیسے ابھی آپ نے اسرار کسانہ سے " سو عظیم آدمی " کا وہ ٹائیٹل سُنا جو رسولؐ کے بارے میں لکھا گیا تھا ۔ ۔ ۔ مجھے یقین نہیں کہ کوئ غیر مسلم بھی ایسی بات لکھ سکتا ھے۔ مجھے یوں لگتا ھے کہ جب انسانوں کا تقابل ھوتا ھے تو اللہ اس ذھن پر جبر رکھتا ھے کہ تم نے میرے ھی محبوب کو بلند و بالا رکھنا ھے اور یہ جو پروردِگارِ عالم نے کہا:

" . . . مَّا مِن دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ ءَاخِذُۢ بِنَاصِيَتِهَآ . . . [سُوۡرَةُ هُود : 56] " (ایسا کوئ ذی حیات نہیں ھے جس کی پیشانی اُس کے ھاتھ میں نہ ھو)

اور جدید نفسیات آپ کو یہ بات بتاتی ھے کہ اس ماتھے کے پیچھے Thinking lobe ھوتی ھے یا فیصلہ کرنے والا دماغ ھوتا ھے۔ یعنی اللہ کہہ رھا ھے کہ دنیا میں کوئ انسان، کوئ شے، کوئ مخلوق جس کے بارے میں ارادہ کر لوں کہ اس نے یہ کام کرنا ھے تو وہ ایسا کر کے رھتا ھے کیونکہ اس کا Remote control میرے ھاتھ میں ھوتا ھے اور اس کے بغیر وہ کچھ نہیں کر سکتا۔

[المرا]

پروفیسر احمد رفیق اختر

ہم نے پیغمبروں کو عقیدت کے حِصار میں لپیٹ لیا ھے۔ ہم ان کی طرف منہ بھی نہیں کرتے، آنکھ بھی نہیں اٹھاتے۔ ہم نے مختصراً یہ کہہ کر کے وہ اللہ کے رسول اور نبی ھیں ان کو ایک بہت بڑی علیحدہ صف قرار دے دیا ھے مگر آپ کا کیا خیال ھے کہ اللہ ضرور ان لوگوں کو پیغمبر چُنے گا جو مراتبِ خیال میں کم ہوں گے؟ اللہ ایسا نہیں کرتا۔ اس نے کتابِ حکیم میں فرمایا ھے کہ میں خوب اچھی طرح دیکھ لیتا ہوں کہ علم کہاں رکھنا ھے؟ اس سے پہلے بھی ایک بہت بڑی Testing ground چل رہی ہوتی ھے۔ اللہ کے نزدیک بھی مدارجِ علم طے ہو رھے ہوتے ھیں، وھاں بھی ایک معیارِ تخلیق لگا ہوتا ھے اور علم و عقل اور دانش میں جو بہترین تخلیق ہو آخر اسی کو یہ منصب مل سکتا ھے اور جب وہ قرآن میں کہتا ھے:

" نَرۡفَعُ دَرَجَـٰتٍ مَّن نَّشَآءُ وَفَوۡقَ كُلِّ ذِى عِلۡمٍ عَلِيمٌ (٧٦) [سُوۡرَةُ يُوسُف : 76] "

تو آپ کیسے اندازہ کر سکتے ہو کہ ایک نبی کا مرتبہء علم زمانے میں کسی سے کم ہو سکتا ھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ھے کہ موسیٰ اپنے ہم چشموں میں علم کی وجہ سے رسوا ہو جائے؟ یہ کیسے ہو سکتا ھے کہ عیسیٰ اُن مُتکبّر اور مُجتہد یہودیوں (Philistines) سے علمی نُقاط پر شرمسار ہو جائیں اور پھر جس نبی کے بعد کسی نبی نے آنا ھی نہ ہو، جو سارے زمانوں کا نبی ہو، قیامت تک جس کا اختیار اور سکّہء رسالت چلنا ہو تو پھر بھلا کون سا اگلا زمانہ اور کون سا اگلا آنے والا دانشور (Intellectual) اس نبی سے بڑا ہو گا؟ ان سے بہتر سوچتا ہو گا، ان کی فراست سے بڑی کس کی فراست ہو گی؟ اس علم و حکمت کے مقام سے بڑا کس کا مقام ہو گا؟ کیا آپ کا خیال یہ ھے کہ کوئی مغرب کا بہت بڑا مُفکّر نبیؐ کو چیلنج دے گا؟ کوئی رسل (Russell)، کوئی برگساں، کوئی نِٹشے، کوئی سیاستدان ۔ ۔ ۔؟ یہ اس قسم کے اقرار آپ کو اس لیئے ملتے ھیں کہ جب بھی دنیا میں اجتہادِ فکّر کی بنیاد ہو گی، جب تک معیارِ عقل و نظر لگتے رھیں گے محمد رسول اللہؐ کی خاکِ پا تک بھی کوئی ذہانت نہیں پہنچ سکے گی۔ میں آپ کو اس کی چھوٹی سی مثال دیتا ہوں ۔ ۔ ۔ حیران ہوں گے آپ کو مثال دوں یا کیا کروں؟ جب تک آپ بہت پڑھے لکھے نہ ہوں آپ وہ مثال نہیں سمجھ سکتے۔ یہ حقیقت ھے کہ جب تک آپ بہت پڑھے لکھے نہ ہوں، جب تک علمِ ھئیت کے مدارجِ اعلیٰ پر آپ کا دماغ فائز نہ ہو اس وقت تک شاید آپ بھی نہ سمجھ سکو ۔ ۔ ۔

Cosmology کا ایک رائج الوقت چھوٹا سا مُفکّر کہتا ھے کہ ایک بات پر ہم سب شاید متفق ھیں کہ Big Bang کے فوراً بعد جبکہ ابھی کائنات نہیں بنی تھی، ابھی ستارے وجود میں نہیں آئے تھے، ابھی سیّاروں کا نام و نشان بھی نہیں تھا، ابھی زمین و آسمان میں عظیم الشان کہکشاؤں (Galaxies) نے کوئی رنگ نہ پکڑا تھا، ابھی سورج تخلیق نہ ہوا تھا، زمین معرضِ وجود میں تھی مگر ابھی آباد نہ ہوئی تھی تو اس سے بہت پہلے جب یہ اندازہ ہوتا ھے کہ کائنات میں صرف بادل تھے، بہت بڑے بڑے بادل ۔ ۔ اتنے بڑے بڑے بادل کہ ان میں سوائے مختلف گیسوں کے فشار اور Radiations کے اور کچھ بھی نہ تھا۔ ہم تصوّر بھی نہیں کر سکتے کہ وہ بادل کتنے بڑے ہوں گے جن سے یہ ساری کائنات وجود میں آئی۔ پھر وہ بادل بکھرے، ان کے ٹکڑے جمے، جم کر ٹھنڈے ہوئے، ٹھنڈے ہونے کے بعد بڑی بڑی کہکشائیں وجود میں آئیں، ستارے وجود میں آئے، زمین وجود میں آئی، آسمانِ زمین وجود میں آیا۔ یہ سب سائنس دانوں کا متفقّہ فیصلہ ھے۔ حضرت ابو رزین عقیلیؓ نے حضورِ گرامی مرتبتؐ سے ایک سوال کیا: ہمارا ربّ تخلیقِ کائنات سے پہلے کیا کر رہا تھا؟

آپؐ نے فرمایا: " كَانَ فِیۡ عِمَاءٍ كَمَا تَحۡتَهٗ هَوَاء و فَوۡقَهٗ هَوَاءٌ " (وہ بادلوں میں تھا، اُس کے اوپر بھی اور اُس کے نیچے بھی ہوا تھی)

آپ یہ بات نظر انداز نہ کیجیئے گا کہ تین ہزار سال کی عقلی اور ذہنی جدوجہد کے بعد بہترین لیبارٹریوں کے بعد، ھبل کے بعد جملہ سائنس دان صرف اس بات پر agree کر رھے ھیں کہ Big Bang کے فوراً بعد بڑے بڑے بادل تھے اور کچھ نہ تھا اور پندرہ برس پہلے جب رسولِ اکرمؐ سے پوچھا گیا کہ کائنات بنانے سے پہلے ربّ العزّت کیا کر رھے تھے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ بادلوں میں تھا۔ یہ اتفاق نہیں ہو سکتا نا۔ لگتا یہ ھے کہ فکرِ انسان ایک چیز کو دریافت کر رہی تھی اور ایک شاھدِ تخلیقِ کائنات تھا۔ ایک وہ تھا جسے اللہ نے اپنے حضور سے تعلیم دی تھی کہ جب کچھ بھی نہیں تھا تو میں یہ کر رہا تھا اور پندرہ سو برس پہلے اعلیٰ ترین جدّتِ علم اور تحقیق بالآخر اسی نُقطے کو explain کر رہی تھی کہ کائنات سے پہلے صرف بادلوں کا اِجتماعِ عظیم تھا۔

یہ بڑی بدقسمتی ھے کہ محمد رسول اللہؐ کے متبّعین ہو کر ہم اپنے پیغمبرؐ کے اعلیٰ ترین ظرفِ عقل سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ہم محبت و عقیدت اور نعتوں کے بعد ان کو اپنی زندگی سے خارج کر دیتے ھیں۔ ھمیں کبھی خیال نہیں آیا کہ ہم جو کتابوں میں مختلف زریں اقوال پڑھتے ھیں کیوں نہ تھوڑی سی کوشش کر کے کسی حدیث کی کتاب سے کوئی ایسا قول پڑھیں جو رسولِ اکرمؐ کی زبانِ مبارک سے ارشاد ہوا ہو۔ کیوں نہ ہم اس نُقطہء علم سے آ گہی پائیں اور کیوں نہ ہم اپنی ھدائیت کے لیئے اپنے آقا و رسولؐ کے نقشِ پا پر چلیں۔ افسوس کی بات یہ ھے کہ ہم اپنے پیغمبرؐ کے بارے میں متضاد اور مجموعی طور پر ان کی صفّاتِ عالیہ کے بارے میں شبہات کی گفتگو تو کرتے ھیں مگر افسوس یہ ھے کہ جو تعلیم وہ مبارک ھستی ھمیں دے گئے ھیں، جو اعلیٰ ترین علمی استدلال وہ ھمیں دے گئے ھیں اس کے بجائے صرف تعریف و توصیف پر اپنا کام نکالیں۔

بڑی مشہور بات ھے کہ جگہ جگہ، گلی کُوچہ میں مشہور ھے کہ خُدا کو بے دلیل مانو، آپ کو معلوم ھے نا کہ جب خُدا کو بے دلیل ماننے کی بات کی جائے تو لوگ بڑی دور سے دلیل لاتے ھیں۔ بے دلیل ماننے کے لیئے بھی لوگ بڑی دور سے دلیل لاتے ھیں۔ کسی مسجد میں چلے جاؤ، کسی حُجرہء کریم میں چلے جاؤ، لوگ ایک بات کہتے ھیں کہ اللہ میاں کے بارے میں گفتگو نہیں ہو سکتی، کیونکہ پہلے " رازیؒ " یہ کر بیٹھا ھے، امام فخرالدین رازیؒ کی مثال دیجاتی ھے کہ انہوں نے اللہ پر سو دلائل اکٹھے کئے تھے اور پھر بھی شبے میں تھے۔ جب موت آئی تو شیطان نے کہا کہ اب کدھر گئیں تمہاری دلیلیں؟ ۔ ۔ ۔ ابھی تک تُو اپنے آپ کو convince نہیں کر پایا، پھر تصوّر میں ان کے مرشدِ کریم ان کے قریب آئے اور کہا: " اے رازی کیا حماقت کر رہا ھے کہ خُدا پر دلیل لا رہا ھے، تم شیطان سے کہو کہ میں نے اللہ

کو بے دلیل مانا۔ اسکے بعد تیری جان آسانی سے نکلے گی " رازی نے ایسا ھی کیا اور سنا ھے کہ آرام سے مر گیا۔ آپ کو ان باتوں میں تو بڑی سچّائی لگتی ھے مگر آپ کو قرآن کی بات سچّی نہیں لگتی۔ قرآن کہہ رہا ھے:

إِنَّ شَرَّ ٱلدَّوَآبِّ عِندَ ٱللَّهِ ٱلصُّمُّ ٱلۡبُكۡمُ ٱلَّذِينَ لَا يَعۡقِلُونَ (٢٢) [سُوۡرَةُ الأنفَال : 22]

بےشک بدترین خلائق اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو بہرے ہیں گونگے ہیں جو کہ ذرا نہیں سمجھتے۔ سورہ نمبر 8، الانفال (آیت نمبر: 22) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

(بدترین جانور میرے نزدیک وہ ھے جو علم و عقل سے کام نہیں لیتا، فہم و ادراک سے کام نہیں لیتا، سوچتا نہیں ھے، اندھوں اور بہروں کی طرح میری آیات پر گرتا ھے اور تقلید کے سوا اس کے خیال میں اور کچھ نہیں ہوتا)

پھر وہ کہتا ھے " لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٖ . . . [سُوۡرَةُ الأنفَال : 40] " (جو ھلاک ہوا وہ دلیل سے ھلاک ہوا)

" وَيَحۡيَىٰ مَنۡ حَيَّ عَنۢ بَيِّنَةٖۗ . . . [سُوۡرَةُ الأنفَال : 40] " (جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا)

بھلا اس بیچارے رازی کو کیا نہیں پتا تھا کہ اللہ دلیل سے ھی ملتا ھے؟ ہو سکتا ھے کہ آپ پھر بھی شبہ میں رھو اس لیئے میں آپ کو رسول اللہؐ کی ایک حدیثِ مبارکہ ضرور سناؤں گا اور دیکھوں گا کہ کیا اللہ کے رسولؐ بھی ھمیں ھر بات بے عقلی اور بے دلیلی سے کرنے کو کہتے ھیں؟

حضورؐ نے فرمایا: حضرت ابو ھریرہؓ روایت کرتے ھیں کہ جب اللہ نے عقل کو پیدا کیا تو فرمایا: " کھڑی ہو ۔۔ وہ کھڑی ہو گئ ۔۔

(عقل ھی وہ واحد ایسی چیز ھے جو اللہ کی تابعدار ھوتی ھے، ھمارا جبلّی وجود تو اس کا تابعدار نہیں ہوتا، ھمارے اندر بیٹھا ہوا ھمارا جبلّی وجود اللہ کا قائل نہیں ہوتا۔ یہ تو عقل ھے جو اللہ کی قائل ھوتی ھے۔ جب عقل کو اپنے سامنے حُسنِ پروردگار نظر آیا ہو گا تو اس عاشق بیچارہ نے جو حکم سُنا تھا اس پر عمل کرنا تھا)

اللہ نے کہا اے عقل کھڑی ہو جا ۔۔ عقل کھڑی ہو گئ ۔۔ اللہ نے کہا کہ گھوم، وہ گھوم گئ ۔۔ اللہ نے پھر کہا پھر میرے سامنے منہ کر، اس نے منہ سامنے کیا، اللہ نے کہا کہ بیٹھ جا، وہ بیٹھ گئ اور اس نے اپنا مقام پکڑا۔ پھر اللہ نے فرمایا کہ میں نے کوئ مخلوق بھی تجھ سے افضل اور خوبصورت پیدا نہیں کی " اس حدیث سے دو باتیں صاف ظاھر ھوتی ھیں کہ عقل مخلوق ھے، Software ھے۔ یہ بڑا special software تھا جسے اللہ نے اپنے ھاتھوں سے بنایا۔ تھوڑا سا ملائکہ کو بھی یہ دیا۔ اس میں artificial intelligence نہاں تھی۔ اس میں اعمال و برکات اور سوچنے کی صلاحیت موجود تھی۔ جب وہ اسے بنا بیٹھا تو اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے زیادہ بہتر، خوبصورت اور افضل کوئ مخلوق پیدا نہیں کی۔ میں تیرے سبب لوں گا، جو بندوں سے وصول کروں گا وہ تیرے سبب وصول کروں گا، تجھے معیار بنا کر وصول کروں گا۔ میں یہ دیکھوں گا کہ لوگوں نے کتنی عقل استعمال کی ھے اور کتنی نہیں کی۔ انہوں نے عقل سے کتنا سوچا ھے اور کتنا نہیں۔ اپنے معاملات میں انہوں نے کتنا تجھے استعمال کیا اور کتنا نہیں۔ میں تیرے سبب لوں گا اور تیرے سبب ھی دوں گا۔ میں جو اپنی عنایات کروں گا، میں جو اپنے فضل و کرم سے افراد اور قوموں کو نوازوں گا تو تیری وجہ سے نوازوں گا۔ میں یہ دیکھنا چاھوں گا کہ میں نے جو سب سے نرالی چیز پیدا کی اور حضرتِ انسان کو بطورِ امانت دی اسے لوگوں نے کیسے استعمال کیا ھے۔ میں تیرے سبب دوں گا، تیرے طفیل دوں گا، تیرے طفیل لوں گا۔ جیسے لوگوں نے تجھے استعمال کیا میں ویسے ھی لوں گا۔ میں تیرے سبب پہچانا جاؤں گا۔ عبادات کے عوض نہیں، روزوں کے عوض نہیں بلکہ اے عقل میں تیری وجہ سے پہچانا جاؤں گا۔ "

کُنتُ کَنزاً مخفیاً . . . (میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاھا کہ پہچانا جاؤں تو پھر میں نے تعارف کے لیئے مخلوق پیدا کی) شناسائ پیدا کی اور اس آلہء شناسائ کو میں نے عقل کہا اس لیئے اے عقل میں تجھ سے ھی پہچانا جاؤں گا۔ ایک جاھل اور ایک عالم کی تعریف میں بڑا فرق ہوتا ھے۔ ایک بڑا اچھا شعر اگر آپ کسی بدزوق کے سامنے سنا دو تو وہ تو گائے کا چارہ نکلے گا مگر جو باذوق ھے، جو حُسنِ ذوق رکھتا ھے، جو حُسنِ ادب کی فراست رکھتا ھے وھی اس شعر کو appreciate کرے گا۔ خُداوندِکریم اپنی appreciation جہالت سے نہیں مانگ رھا وہ یہ کہہ رھا ھے کہ اے عقل میں تجھ سے پہچانا جاؤں گا۔ تیرے سبب ناراض ہوں گا، جب تو میری ذات، میری کیفیات کو بیان نہ کر سکے گی، مجھے پہچان نہ سکے گی، جب تُو میرے بارے میں شبہ کرے گی، میری ذات کو مشکوک کرے گی تو میں تیری وجہ سے ناراض ہوں گا۔ تیرے سبب سے انسانوں کو ثواب ہو گا اور یہ یاد رکھنا اے عقل! کہ اگر تُو نے اپنا کام نہ کیا تو تیری وجہ سے تجھ پر عذاب ہو گا۔

خواتین و حضرات! کیا اس کے بعد کوئ گنجائش رہ جاتی ھے اس faith کی یا اس اعتبار کی جو سکّہ رائج الوقت ھے۔ وہ Blind faith جس کے چرچے ھر گھر میں ھیں۔ وہ بے دلیل ماننا جس کی کہانیاں اور دلائل آپ فخرالدین رازیؒ سے نکالتے ہو یا اس قسم کے کسی اور فلاسفر سے نکالتے ہو۔ یہ عِجزِ عقل اللہ کو منظور نہیں ھے اس لیئے کوشش کریں کہ اگر عقل سیکھنی ہو تو عقل کوئ دور نہیں ھے۔ یہ آپ کے دل میں ھے، آپ کے دماغ میں ھے اور سب سے زیادہ علم و عقل کی اگر کوئ معرفت رکھتا ھے تو وہ آپ کے سرکارؐ، ھمارے رسولؐ ھیں۔ اُنؐ سے دوری، عِلم و عقل و اعتدال سے دوری ھے اور اُنؐ کا قُرب، عِلم و عقل و اعتدال ھے اور یہی عِلم کی معراج ھے۔

کچھ عرصہ پہلے کی بات ھے کہ میں نے ایک شخص سے نہیں ملنا تھا۔ آپ یقین جانیئے کہ میرا اس سے ملنے کو دل نہیں چاہ رھا تھا۔ آخر انسان اتنا تو Choice رکھتا ھی ھے کہ کسی سے ملے اور کسی سے نہ ملے۔ دو چار اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ میں نے کوشش کی کہ یہ دروازے سے اِدھر اُدھر ھو جائیں، میں یہ سوچ کر کہ شاید وہ چلے گئے ھوں باھر نکلا تو وہ بالکل دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔ مجھے دل میں بڑا صدمہ ھوا تو آپ یقین جانیئے کہ اس وقت مجھے ایک حدیثِ رسولؐ بہت یاد آئی، رسولؐ نے فرمایا کہ

" جب کسی کے گھر جاؤ تو تین مرتبہ دستک دو اور دروازے کے سامنے مت کھڑے ھونا "

مجھے پہلی دفعہ یہ نفسیاتی (Psychological) نُقطہ سمجھ میں آیا کہ اگر وہ دروازے کے سامنے کھڑے ھوں گے اور آپ بھی سامنے ھوں گے تو پھر مفر ھے ھی نہیں۔ وھاں تو پھر آپ بچ ھی نہیں سکتے ھو، آپ بھی سامنے، وہ بھی سامنے، چاھو نہ چاھو، چار و ناچار آپ کو اس سے ملنا ھی پڑے گا۔ یہ جو اللہ کے رسولؐ نے دروازے سے ایک طرف ھٹایا کہ ایک طرف ھو کر اس کو آواز دو تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اگلے کو یہ choice دو شاید آپ سے ملنا نہ چاھتا ھو، شاید اس کی شرم رہ جائے اور اگر آپ آمنے سامنے آ گئے تو دونوں شرمندہ ھو جاؤ گے۔ اس حدیث پر ایک صحابی رسولؐ نے جو remark دیا میں اس کو بڑا appreciate کرتا۔ ایک صحابی نے کہا: " میں ساری زندگی لوگوں کے گھروں پر جاتا رھا اور تین دفعہ دستک دے کر انتظار کرتا رھا کہ مجھے جواب نہ آئے اور میں اسی طرح گھر واپس آ جاؤں کم از کم مجھے سنّتِ رسولؐ پر عمل کرنے کا موقع تو ملے " یہ جو بہت سے تبلیغ والے آتے ھیں یہ شاید اسی طرح واپس چلے جاتے ھوں گے۔ مجھے تو یوں لگتا ھے کہ وہ نازک ترین مقامات سے بھی لوگوں کو کھینچ کر باھر لے آتے ھیں۔

حضرت ابوذرؓ کے بارے میں رسولؐ فرماتے ھیں کہ باقی انبیاء کو سات مگر مجھے چودہ مشیر و دوست دیئے گئے ھیں جن میں سے ایک ابوذرؓ بھی ھیں۔ آپؐ نے فرمایا: " اے ابو ذرؓ تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں ھے "

یعنی جو انسان سوچتا ھے، کرتا ھے، پڑھتا ھے اور اس بنا پر وہ جو اپنا اندازہ قائم کرتا ھے۔ دیکھیئے ایک طرف آپ کے اندر وہ مذھب رائج ھے جو تمام دنیا کے علوم کو دنیا کے علوم قرار دیتا ھے۔ بھئی کون سا دنیا کا عِلم؟ مجھے بتایئے کون سا دنیا کا عِلم؟ کیا کسی انسان کی فلاح و بہبود کے لیئے چکی بنا لینا اور فلور مِل بنا لینے میں کوئی زیادہ فرق آ گیا ھے؟ اگر اس وقت گھر گھر چکیاں لگی ھوتیں تو آج آپ مہاجرینِ سوات کو کچھ نہ دے سکتے۔ ظاھر ھے کہ technology کی ایک چھوٹی سی limit بڑھ کر بہت بڑی ھو جائے تو اس سے یہ مُراد تو نہیں ھوتا کہ انسان کا وہ کام مذھبی نہیں رھا۔ نسلِ انسان کا فلاح و بہبود اور بقا کے لیئے اگر سائنس نے کوئی کام کئے ھیں اور آپ کے اور ھمارے کام آ رھے ھیں تو ھم ان کو غیر مذھبی کام نہیں کہہ سکتے۔ یا تو مذھب نے تمام تر دنیا کو جھوٹ کہا ھو، فراڈ کہا ھو، اللہ نے دنیا کو ایسا نہیں کہا، آزمائش ضرور کہا ھے مگر جھوٹ نہیں کہا۔

" وَمَا خَلَقْنَا ٱلسَّمَآءَ وَٱلْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَٰطِلاً . . . [سُوۡرَةُ صٓ : 27] " (اور ھم نے زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے درمیان ھے بے فائدہ پیدا نہیں کیا)

اس کو اللہ نے جھوٹ نہیں کہا۔ آپ جنگل میں چلے جاؤ، تبّت کے لاماؤں کیطرح پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ جاؤ . . . جہاں test نہیں ھے وھاں result نہیں ھے، چاھے آپ ھزار برس بھی کسی جنگل میں اکیلے جا کر بیٹھے رھو، جہاں آپ کا کوئی معیار ھی نہیں، کوئی امتحان ھی نہیں وھاں آپ کا نتیجہ کیا نکلنا ھے، نتیجہ تب نکلے گا جب آپ مخلوق میں آؤ گے، اس میں بیٹھو گے۔ یہ بڑا مشکل کام ھے۔ پچاس برس کی بُرجِ عجمی کی ریاضت کے بعد سیّدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو کہا گیا کہ اے میرے بندے! اب مخلوق میں جا . . . انہوں نے کہا کہ میں تو نہیں جانے کا . . . وہ صاف مُکر گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر خبر آئی کہ اے عبدالقادرؒ مخلوق میں جا . . . انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانے کا . . . پھر بیٹھ رھے۔ کچھ عرصے کے بعد اللہ نے پھر کہا کہ اے عبدالقادرؒ ھم چاھتے ھیں کہ آپ مخلوق میں رھو۔ اب اُن کے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔ عبدالقادرجیلانیؒ فرماتے ھیں کہ اگر تیسری بار کوئی چیز سامنے آ جائے تو اسے اللہ کی طرف سے سمجھنا۔ اب چوکہ یہ تیسری بار تھا اسلیئے سمجھ گئے کہ مفر نہیں ھے، جانا ھی پڑے گا . . . عبدالقادرؒ نے کہا کہ اے پروردِگار مجھ پر ایک مہربانی کرو، مجھ سے ایک وعدہ فرما دو تو میں مخلوق چلا جاؤں گا۔ اللہ نے پوچھا: " اے عبدالقادر تُو کیا چاھتا ھے؟ " انہوں نے جواب دیا: " مجھے مخلوق سے آزمانا نہیں " اللہ نے کہا: " جا! ھم نے تجھے ھر مخلوق کی آزمائش سے بے نیاز کیا " یہ اسی وجہ سے ھے کہ جب آپ ان کی بڑی بڑی باتیں اور بڑے بڑے کارنامے سنتے ھو تو وہ پہلے سے یہ عہد لے کر آئے تھے اس لیئے ذرا محفوظ تھے، ھم اور آپ وہ دعوے نہیں کر سکتے، ذرا ھوش سے رھنا۔

بعض باتیں بہت natural ھوتی ھیں اور آپ کے رسولؐ کی اتنی گہری نظر ھے کہ وہ زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں آپ کے لیئے اصول متعین کر دیتے ھیں۔ حضرت ابنِ عمرؓ روایت کرتے ھیں،

رسولؐ نے فرمایا: " خرچ میں میانہ روی نِصفِ معیشت ھے "

آپ بھی بجٹ بناتے ھو، سب بناتے ھیں مگر رسول اللہؐ نے یہ کوئی نیا اصولِ بجٹ دیا ھے۔ یہ کیا کہ آپ نے ساری عمر کنجوسی کی مگر شو، شا پر لاکھوں روپے لگا دیئے۔ شادیوں پر اندھوں کی طرح بہا دیئے۔ آدھی economy اس وقت ٹھیک ھو جاتی ھے جب آپ خرچ میں اعتدال برتتے ھو۔

آپؐ نے فرمایا: " لوگوں سے محبت کرنا نِصفِ عقل ھے "

[المرا]

پروفیسر احمد رفیق اختر

مگر ہم تو صبح و شام لوگوں کی غیبت پر ہوتے ہیں۔ ہم نے محبت خاک کرنی ہے۔ ایک انگریزی کتاب میں ایک کہانی تھی: 'A House on Fire' اس کے مصنّف نے اس میں لکھا: میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اسی طرح مکانوں کو آگ لگی رہے اور میں یہ تماشا دیکھتا رہوں۔ اس کو ان لوگوں پر ترس نہیں آ رہا تھا جو مر رہے تھے۔ وہ لکھتا ہے کہ جب میں نے وہ آگ میں جلتا ہوا مکان دیکھا اور چیختے چلاتے لوگ دیکھے تو بجائے اس کے کہ میرے دل میں کوئ رحم آتا، میرا دل چاھتا تھا کہ یہ تماشا لگا رہے اور میں دیکھتا رہوں۔ خواتین و حضرات! تماشا نہیں دیکھنا چاھیئے۔ جب آپ بندگانِ خدا سے محبت رکھتے ہو تو آپ میں آدھی عقل آ جاتی ہے۔ آپؐ نے عِلم کا ایک اصول یہ بتایا کہ

" اچھا سوال کرنا نِصفِ عِلم ہے۔ " یہ حدیث خصوصاً طالب عِلموں اور دانشوروں کے لیئے ہے کہ اگر آپ نے confuse نہیں رھنا تو سب سے پہلے سوال کرنے والے کو اپنا سوال سمیٹنا چاھیئے۔ اس کو پتہ ھونا چاھیئے کہ میں کیا جاننا چاھتا ھوں۔ اگر آپ پورا ایک بالشت بھر کا سوال نکال کے لاؤ اور آخر میں یہ بھی پتہ نہ چلے کہ آپ کیا پوچھنا چاھتے ھو اور کیا نہیں پوچھنا چاھتے تو اس سے عِلم نہیں بڑھے گا۔ کوشش کرو کہ اچھا سوال کرو اور سوچ سمجھ کر کرو، جس کے جواب میں جو کچھ آپ کو ملے گا وہ آپ کے عِلم کی افزائش اور بہتری کا سبب ھو گا، یہ نِصفِ علم ہے۔ ایسے اصول میں نے کسی اور سے نہیں پڑھے یہ تمام اچھی باتیں میرے آقا و رسولؐ نے بتائ ھیں۔ جب آپ موازنہ کرو گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ پچاس ساٹھ سال بعد تو ایک بدترین شاعر بھی کوئ اچھا شعر کہہ لیتا ہے یہ میں آپ کو حقیقت بتا رھا ھوں۔ میں نے ایک شاعر کی ایک کتاب پڑھی اِدھر اُدھر بوریت سے پڑھتا رھا، دیکھتا رھا مگر مجھے کوئ شعر پسند نہیں آیا۔ میں یہی سوچ رھا تھا کہ اس شاعر سے یہ کہوں کہ یار اللہ کا واسطہ اب لکھنا چھوڑ دے مگر اچانک مجھے اس میں سے ایک شعر نظر آ گیا، میں نے سوچا کہ یہ کہاں سے نکل آیا ہے، یہ انہوں نے کیسے لکھ لیا ۔ ۔ ۔ جب میر جرأت نے یہ شعر لکھا:

؎ تیرے کُوچے ھر بہانے مجھے دِن سے رات کرنا ۔۔۔ کبھی اِس سے بات کرنا کبھی اُس سے بات کرنا

نقادوں نے اس شعر پر کہا کہ ایک اچھا شعر وہ ہوتا ہے جس کا کوئ لفظ بدل نہ سکے۔ اچھی بات وہ ھوتی ہے جس کو کوئ بندہ بدل نہ سکے۔ Ernest Hemingway نے ناول لکھا: 'The old man and the sea' اس کو نوّاں انعام ملا۔ اس کے بارے میں نقّادوں نے یہ تعریف کی کہ یہ اتنی چھوٹی سی کتاب ہے مگر اس کا ایک لفظ بھی ھم نہیں بدل سکتے۔ میں یہ بتا رھا تھا کہ میں نے جب وہ شاعری کی پوری کتاب پڑھ لی تو میں نے سوچا کہ یہ شعر کہاں سے اس میں نکل آیا؟ وہ شعر یہ تھا:

؎ وہ بے نقاب چمن سے گزر گیا ھو گا ۔۔۔ ھر ایک پُھول کا چہرہ اُتر گیا ھو گا

میں نے بڑی کوشش کی کہ اس میں سے کوئ لفظ بدل کے دیکھوں تو شاید شعر بدل جائے مگر ایسا نہ ھو سکا۔ یہ تو ھوتا ہے کہ بہت ساری فضول کوششوں کے بعد آپ کسی نہ کسی ایک آدھ بہتر چیز کو نکال ھی لیتے ھو۔ کوئ نہ کوئ بہتر چیز بن ھی جاتی ہے مگر ایسا تو بہت کم دیکھا گیا کہ جو زبانِ مبارکؐ سے نکلے وہ " جوامع الکلم " ھو جو بھی قول زرّیں آپؐ کی زبانِ مبارک سے انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے نکلا وہ مینارہء نُور ھو گیا۔ حضورؐ دعا مانگتے تھے:

" یااللہ میری نظر میں نُور دے، میری زبان میں نُور دے، میرے کان میں نُور دے، میری سماعت میں نُور دے، میرے دائیں نُور دے، میرے بائیں نُور دے، میرے آگے نُور دے، میرے پیچھے نُور دے، اے اللہ میرے نُور کو زیادہ کر دے "

حقیقت یہ ہے کہ آج بھی تمام تر نُور ھمیں ان کے کلام میں نظر آتا ہے۔ آج بھی ایک ایک جملے میں ایسی ضُوفشانی ہے کہ کوئ سخت دِل ھی انکارِ نبوّت کر سکتا ہے اور اگرچہ یہ ساری چیزیں ان پر بھی روشن ھیں جو رسول اللہؐ کو نہیں مانتے مگر ان کا دِل آپؐ کی عظمت کا اعتراف نہ کرنے سے ڈرتا ہے اسی لیئے وہ کسی نہ کسی کتاب میں چاھے وہ ڈاکٹر کیرن آرم سٹرانگ ھو یا وہ کارلائل ھو جس نے Heroes میں اپنے پیغمبر کو چھوڑ کر محمد رسول اللہؐ کو ھیرو چُنا، یہ اعتراف کرنے پر مجبور ھوتے ھیں۔ یہ اعتراف ان کی بنیادی عقل سے نکلتا ہے۔ جاننے والا جانتا ہے کہ محمد رسول اللہؐ ھی افضل البشر ھیں۔

جہاں زندگی میں بہت سے بحران آتے ھیں اور کئ باتوں سے انسان خوفزدہ بھی ھوتا ہے وھاں میں آپ لوگوں کو رسول اللہؐ کی زبان سے ایک خوشخبری بھی سناؤں۔ حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ " میری اُمّت رحم فرمائ گئ اُمّت ہے "

یہ رحمت اُنہی کے سبب سے ہے، یہ ھمارے کسی عمل کے سبب نہیں ہے۔ ھماری حرکات تو آپ کو پتہ ھی ھیں، ھم نے ھر ممکن کوشش کی ہے کہ اپنے پیغمبر کے دائرہء رحمت سے نکل جائیں مگر ان کا دائرہء رحمت بڑا وسیع ہے۔ ھم نے ھر ممکن اور ھر فاسقانہ کوشش کی ہے، ھر فاجرانہ جرأت کی ہے۔ اس کے باوجود ان کے دائرہء رحمت میں کمی نہیں آئ۔ ھم پر انؐ کا سایہء کرم موجود ہے۔

آپؐ نے فرمایا: " میری اُمّت رحم فرمائ گئ اُمّت ہے "

باقی قوموں پر رحم نہیں ھوا بلکہ مسخ ھوا، وہ خنازیر بنائے گئے، زمین سے نیست و نابود ھو گئے، بڑے کنویں اُجڑے، بڑی بستیاں اُلٹی پڑی ھیں۔ موھنجو داڑو ھو، ھڑپہ ھو، عاد و ثمود ھوں، بڑی بستیاں ایسی ھیں جو اب بھی خُدا کے قہر کی نذر ھوئ نظر آتی ھیں مگر آپؐ نے فرمایا: " میری اُمّت رحم فرمائ گئ اُمّت ہے۔ اسے آخرت میں عذاب نہیں ھو گا "

[المرا]

پروفیسر احمد رفیق اختر

یہ ابیِ داؤد کی صحاحِ ستّہ میں تیسرے درجے کی ایک بڑی حدیث سمجھی جاتی ھے۔ بخاری اور مسلم کے بعد سب سے معتبر ابی داؤد کی حدیث مانی جاتی ھے۔ آپؐ کی اُمّت کو آخرت میں عذاب نہیں ھو گا۔ یہ ھے کہ چلتے چلتے جہنم کا نظارہ تو کروایا جائے گا۔ اور اسی میں بہت سے لوگ سزا پا جائیں گے۔ ویسے بھی ھم کافی کم دِل ھو چکے ھیں۔ خوف سے مرے جاتے ھیں، ڈرون کا خوف، امریکہ کا خوف، تورا بورا کا خوف، میرا خیال ھے کہ اللہ میاں ھمیں صرف جہنم کا خوف دکھائے گا اور ھم سزا پا جائیں گے کیونکہ اب ھم practical نہیں بلکہ اعصابی خوف سے مر رھے ھیں۔ اب جو میں آپ سے حدیث بیان کرنے والا ھوں یہ ھے تو بہت بڑی خوشخبری مگر آپ کو سوچنا پڑے گا کہ کیا ایسا ھو سکتا ھے۔ یہ بہت بڑی حدیث ھے، یقین کرو کہ اس حدیث کو پڑھ کہ سینہ باغ باغ ھو جاتا ھے۔ آدمی اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ھے، جنّت اور جہنّم سرے سے تصوّر سے نکل جاتے ھیں مگر اس حدیث پر تھوڑا غور ضرور کرنا۔ یہ حدیث کسی عام صحابی سے نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کردہ ھے، ابنِ ماجہ اور صحیحین میں یہ حدیث موجود ھے، آپؐ نے فرمایا:

" کوئی بندہ مومن ایسا نہیں ھے جس کی آنکھوں سے اللہ کے ڈر کے باعث آنسو نکلے، خواہ وہ مکھی کے سر کے برابر ھو اور ڈھل کر اس کے گالوں تک آ جائے مگر اللہ اسے آگ پر حرام کر دیتا ھے "۔

رسول اللہؐ نے photogenic مثال دی ھے، اگر آپ غور کرو تو ایسا کوئی بندہ نہیں ھو گا کہ جس کی آنکھ سے ایک اتنا آنسو نکلے جتنا مکھی کا سر ھو اور نکل کر اس کے گالوں تک آ جائے اور اس کے چہرے کی سطح پر بہہ جائے۔ گھر جا کر یہ سوچیئے گا کہ کبھی کوئی ایسا آنسو اللہ کے لیئے نکلا تھا، جو ضروریات و حادثات کے تحت نہیں صرف خُدا کی محبت کے تحت آپ کی آنکھ سے نکلا ھو اور آپ کے گالوں تک بہہ گیا ھو تو آپ یقین کریں کہ آپ کو دوزخ کی کوئی فکر نہیں ھونا چاھیے۔ آپؐ نے فرمایا:

" لوگ اُن سو اونٹوں کیطرح ھیں جن میں ایک بھی سواری کے قابل نہیں ھے "

یعنی اللہ کے نزدیک لوگوں کا یہ حال ھو گیا ھے، اسکی کیا وجہ ھو سکتی ھے؟ یہ جو لوگ بڑے بڑے زاہد بنتے ھیں، پھٹے کپڑے، چہرے بگاڑے ھوئے، بڑے بڑے دعوےدار، ھم یہ کرتے ھیں، ھم وہ کرتے ھیں، آپ ان سے دھوکہ نہ کھانا، آپ کے رسولؐ معیار مقرّر کر گئے ھیں۔ آپؐ نے فرمایا:

" زہد جُھوٹا مُوٹا کھانے، میلے کپڑے پہننے اور اپنے آپ کو بُخل کی زد میں رکھنے میں نہیں ھے۔ زہد یہ ھے کہ اپنی اُمّید کو مختصر رکھو، لمبے خواب نہ پالو "

حضورِگرامی مرتبتؐ نے تین لائینیں کھینچیں، ایک لائن لمبی، دوسری اس کے قریب اور تیسری اس کے ساتھ اور فرمایا کہ:

" جو لکیر اِدھر ھے وہ انسان ھے اور لمبی لائن اس کی اُمّید ھے اور بیچ کی لکیر اس کی موت ھے، اس سے پیشتر کہ انسان اپنی اُمّید تک پہنچے موت اُسے آ لیتی ھے "

اُمّید کی طوالت عقل کے ضائع کرنے کے برابر ھے۔ میں اکثر دیکھتا ھوں کہ ایک آدمی بچہ لے کر آتا ھے کہ میں اسے ڈاکٹر بناؤں گا، ابھی وہ پانچویں کلاس میں بھی نہیں پہنچتا مگر باپ کی خواھشات دیکھو کہ وہ اس کا اچھے سے اچھا سکول چنتا ھے، پھر کہتا ھے کہ میں اسے لندن بھیجنا چاھتا ھوں، میں کہتا ھوں: " او یار! ابھی تو یہ پانچویں میں پڑھتا ھے اور تمہارے خواب اتنی دور تک جا رھے ھیں، اس کا چھٹی میں چڑھنا بھی ابھی مشکوک ھے اور تم اسے انگلینڈ بھیج کر وھاں اس کی گوری سے شادی کروا کر اسے واپس بھی لے آئے ھو " یہ طولِ عمل ھے۔ ھم اپنی خواھشات (desires) اور خواب اتنے لمبے نہیں بُن سکتے اس طرح ھماری آنکھیں بے عمل ھو جاتی ھیں۔ ھم خواب چُنتے چُنتے عمل سے گزر جاتے ھیں۔ رسولِ اکرمؐ کی اس حدیث کے مطابق اگر تم اچھے ھو تو زہد اور عبادت اور اللہ سے ڈرنے کا مطلب یہ ھے کہ اپنی اُمّید کو مختصر رکھو۔ اتنی لمبی اُمّیدیں مت باندھا کرو۔

میں بھی یہ احادیث آپ کے ساتھ ھی پڑھ رھا ھوں، مجھے بھی ان سے وھی سبق حاصل ھو رھا ھے جو میں کوشش کر رھا ھوں کہ آپ سیکھیں۔ اگرچہ یہ مسجد نہیں ھے مگر یہاں آپ زیادہ آسانی سے پڑھ اور سیکھ سکتے ھیں۔ مسجدوں میں مُلّا کا خوف ھی نہیں چھوڑتا تو پڑھیں گے کیا . . . اب وہ معیار دیکھیئے گا کہ اللہ کے نزدیک احادیثِ رسولؐ میں کیا معیار پیش کیا گیا ھے۔ حضرت عبداللہ بن شدادؓ نے فرمایا کہ: " بنی عزرا کے تین افراد رسول اللہؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ ان مہمانوں کا بندوبست کون کرے گا؟ حضرت طلحہؓ نے کہا ھم کریں گے، انہوں نے ان کو مہمان ٹھرایا۔ پھر نبی کریمؐ کے ساتھ لشکر میں پہلے ایک صاحب گئے اور وہ شہید ھو گئے، تھوڑے عرصے کے بعد پھر ایک لشکر گیا تو دوسرے بھی شہید ھو گئے۔ تیسرے گھر پر رھے اور بستر پر مر گئے۔ حضرت طلحہؓ فرماتے ھیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ بستر پر مرنے والا دونوں سے مرتبے میں بڑا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے دل میں کھٹک پڑ گئی کہ یہ کیا . . . ھم نے تو شہید کا بڑا مقام سنا تھا، جو اللہ کے راستے میں جنگ میں گیا اس کا بڑا مقام سُنا تھا، مگر بستر والا کیسے معزّز ھو گیا۔ مجھ سے رھا نہ گیا اور میں نے رسولِ اکرمؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ یہ کیا مسلہ ھے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں کیا چیز ناپسند آئی ھے؟ اگر وہ بستر پر پڑا پڑا ان دو شہداء سے آگے نکل گیا ھے تو تمہیں کیا چیز ناپسند آئی ھے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ' کے نزدیک اس سے افضل کوئی نہیں جس کو اسلام میں زیادہ عمر دی جائے اور اس کی تکبیر، تسبیح و تہلیل کے باعث اس کا ثواب ان شہداء سے بھی زیادہ بڑھ جائے . . . یعنی جس کو زیادہ عمر ملے اور وہ زیادہ عمر خُدا کی تکبیر و تسبیح و تہلیل میں بسر کرے تو اس کا مقام ان سے بھی بڑھ گیا جو اللہ

کی راہ میں شہید ہوئے۔ فرض کریں کہ اگر آپ جنگ و جدل نہیں سہار سکتے تو انشاء اللہ تعالیٰ' آپ کی تسبیح و تہلیل آپ کو اس مرتبے تک پہنچا سکتی ہے۔

ایک اور بڑی اھم بات رسول اللہؐ نے ارشاد فرمائی کہ جب کوئی کام یا واقعہ ہو جائےتو یہ مت کہا کرو کہ اگر ایسا ہوتا تو ایسا ہو جاتا۔ اللہ کی تقدیر نہیں بدلنی تھی، جیسے ہونا تھا ویسے ہی ہوا مگر جب تم ' اگر مگر ' کرتے ہو تو شیطان کا کارخانہ کھول دیتے ہو۔ یہ ' اگر مگر ' خُدا کے ہاں جائز نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ویسا ہو جاتا، اگر وہ یہ کر لیتا تو بچ جاتا۔ جب آپ ایسا کہتے ہو تو آپ خُدا کو چیلنج دے رہے ہوتے ہو، خُدا کے ہاں کوئی ' اگر مگر ' نہیں ہے۔ ہر چیز اپنے مقامِ تقدیر تک پہنچتی ہے اگر آپ منہ سے ' اگر مگر ' نکالو گے تو شیطان ایک ایسا کارخانہ کھول دے گا جو بالآخر خُدا کے انکار پر مشتمل ہو گا۔ احتیاط کرو اور کبھی ایسے نہ کہنا۔ اللہ کے رسولؐ نے جتنا زندگی اور انسانی تعلقات کے بارے میں بتایا ھے اتنا شاید کسی اور چیز کے بارے مین نہیں بتایا۔ جب اللہ نے اپنے بندے کی تعریف کی اور جب رسول اللہؐ کی تعریف فرمائی تو دو لفظ استعمال کئے کہ یہ میرا بندہ اپنی اُمّت کی فلاح و بہبود کا بے حد " حرِیص " ھے " حریص علیکم " یہاں لفظ " حرِیص " استعمال کیا گیا جو ایک منفی (negative) لفظ ھے کہ جس کو شاید ھم " لالچ " کے معنوں میں استعمال کرتے ھیں۔

یعنی جب کوئی خواھش آسیب بن جائے، جب کوئی خواھش obsession بن جائے۔ Obsession جو ھمہ وقت ذھن پر سوار رھے تو ھم کہتے ھیں کہ یہ حِرص ھے۔ یہاں ایک عجیب سا سوال پیدا ہوتا ھے کہ اللہ نے ایک negative لفظ رسولؐ کے لیئے کیوں استعمال کیا؟ اگر میں یہ کہوں کہ اللہ کے رسولؐ اپنی اُمّت کی فلاح و بہبود کے لیئے بہت مشتاق تھے یا یہ وہ بہت زیادہ آرزو مند تھے تو ان میں سے کوئی لفظ بھی شدّت (intensity) ظاھر نہیں کرتا، وہ طاقت (strength) ظاھر نہیں کرتا اور اللہ کو بھی اچھی طرح پتہ تھا کہ کسی زبان کا کوئی نارمل لفظ بھی اللہ کے رسولؐ کی اس آرزو کو پورا نہیں کرتا جو وہ اپنی اُمّت کے لیئے رکھتے تھے۔ اسلیئے ایک ایسا لفظ استعمال فرمایا جو اگرچہ منفی تھا مگر وہ انتہائی مثبت معنوں میں استعمال فرمایا کہ رسولؐ اپنی اُمّت کی فلاح کے اتنے حرِیص ھیں کہ اس کے net result میں اللہ نے انہیں اپنے دو ٹائیٹل انسانی سطح پر بخش دیئے یعنی " رؤف و رحیم " ھیں۔ محمد رسول اللہؐ کے دل میں اپنی اُمّت کی بخشش کی اتنی زیادہ خواھش ھے، ان کی آسانی اور ان پر نوازشاتِ الٰہیہ کے لیئے وہ اتنی آرزو رکھتے ھیں کہ اتنی کوئی نارمل انسان نہیں رکھتا۔ یہ ایک abnormal desire ھے جو اللہ کے رسولؐ اپنی اُمّت کے لیئے رکھتے ھیں اس لیئے اللہ نے اس کو ایک منفی لفظ سے explain کیا کہ وہ اپنی اُمّت کی فلاح و بہبود کے لیئے حِرص کی حد تک بڑھے ہوئے ھیں۔ اللہ نے اپنے رسولؐ کے بارے میں کہا کہ یہ " رؤف " ھیں " رحیم " ھیں۔ یہ نہیں کہا کہ یہ ' عبدالرؤف یا عبدالرحیم ' ھیں۔ یہ اس لیئے ھے کہ ایک لفظ کئ سطح پر لاگو ہوتا ھے۔ ھو سکتا ھے کہ ایک باپ اپنی اولاد کے لیئے ' رؤف و رحیم ' ھو۔ ھو سکتا ھے کہ ایک پرنسپل اپنے کالج کے لیئے رؤف و رحیم ھو اور رحمت اللعالمینؐ زمین پر ھر چیز سے بڑھ کر اھلِ زمین کے لیئے " رؤف و رحیم " ھیں اور اپنی اُمّت کے لیئے تو اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر " رؤف و رحیم " ھیں مگر جب ھم زمین کا دائرہ پھیلا دیں گے اور یہی لفظ اگر ساتوں زمینوں اور ساتوں کائناتوں پر چلا جائیگا تو جو چیز اللہ نے تخلیق کی ھے، جس جس چیز کو رزق دیتا ھے، جو جو چیز زندہ ھے جس جس چیز کے بارے میں اللہ نے کہا ھے کہ

" ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ [سُوۡرَةُ الفَاتِحَة : 2] " اُس اُس چیز کو اللہ کے رسولؐ کی رحِیمیت اور رؤوفیت پہنچتی ھے اسی لیئے اللہ نے فرمایا:

" وَمَآ أَرۡسَلۡنَـٰكَ إِلَّا رَحۡمَةً۬ لِّلۡعَـٰلَمِينَ [سُوۡرَةُ یسٓ : 107] " جہاں جہاں ' الحمدللہ رب العالمین ' ھے وھاں وھاں ' رحمۃ اللعالمین ' ھے۔

اگر آپ دونوں الفاظ کی ساخت پر غور کریں تو دونوں لفظ ایک area کو ظاھر کرتے ھیں۔ یہ area ھے عالمین کا اور مقامات کا۔ یہ صرف دنیا کا area نہیں ھے، یہ پوری کائنات بلکہ کائناتیں ھیں۔ ھو سکتا ھے کہ سورج کو بھی اللہ کے رسولؐ کی رحمت پہنچتی ھو۔ ھو سکتا ھے کہ چاند کو بھی اللہ کے رسولؐ کی رحمت پہنچتی ھو۔ جن کو آپ بے جان کہتے ھو ان کو بھی اللہ کے رسولؐ نے وحی کے ذریعے خطاب کیا ہوا ھے۔ سورج کو بھی خطاب کیا ہوا ھے، زمین کو بھی خطاب کیا ھوا ھے کہ اگر تم چاھتے ھو تو اپنی مرضی سے آو ورنہ پھر جبراً آنا ھو گا تو انہوں نے عرض کی کہ اے پروردِگار ھم تو اپنی مرضی سے آئیں گے اور تیری اطاعت کریں گے۔ جہاں جہاں اطاعت و ربوبیّتِ پروردِگار کا نشان ھے وہیں وہیں عِلمِ رحمت اللعالمین کا بھی نشان ھے۔ اللہ کے نزدیک اس کا پیغمبرؐ " رؤف و رحیم " ھے۔ اب اے اھلِ حدیث! اے اھلِ ایمان! اے اھلِ عِلم، اے ھلِ عقل غور تو کرو کہ اگر کوئی ساری حدیثِ رسولؐ پڑھ لے تو اس پر کس چیز کا اثر ہونا چاھیئے؟ جس شخص نے بھی اپنے رسولؐ کے ساتھ اپنے اپ کو identify کرنا ھے اور وہ حدیث پڑھے تو پھر اس کے بعد اس پر کیا اثر ہونا چاھیئے؟ مثلاً میں چاھتا ہوں کہ مجھے خصائلِ رسولؐ کی متابعت نصیب ھو جائے، میں اس درجہء کمال کی ایک غلط ذھنی روش نہیں پال سکتا۔ میں صرف یہ آرزو کر سکتا ھوں کہ اے پروردِگارِ عالم مجھے اپنے رسولؐ کی چند ایک یا صرف ایک عادت یا خصائل کی تقلید بخش دے۔ اس رؤف و رحیم کی ایک عادتِ کریم بخش دے تو اس کا ایک قدرتی نتیجہ یہ ھو گا ۔ ۔ ۔ کہ وہ آدمی نرم اخلاق والا ھو جائے گا۔ اس سے سحتی نکل جائے گی۔ وہ اپنے ماحول کے لیئے " روف و رحیم " ھو جائے گا۔ وہ متابعتِ پیغمبرؐ میں حُسنِ اخلاق سے نوازا جائے گا مگر یہ کیسا واقعہ اور حادثہ ھے کہ جوں جوں آپ حدیث کو زیادہ پڑھتے جاتے ھو آپ اتنے ھی زیادہ سخت دل ھوتے جاتے ھو۔ مجھے اس راز کی سمجھ نہیں آئی۔

میں تو یہ گُمان کر سکتا ھوں کہ آپ " ھِٹلر " کی کتاب پڑھ کر جنگجو اور سخت گیر ھو جاو یا آپ مسولینی کا مطالعہ کرنے کے بد بتھیار بند اور خوفناک ھو جاو مگر یہ گُمان نہیں کر سکتا کہ کوئی رسولِ اکرمؐ کی حیاتِ طیّبہ کے مطالعے کے بعد بھی سخت گیر رہ جائے۔ اگر اس حیاتِ طیّبہ کے مطالعے کے بعد بھی آپ کے مزاج سے سخت گیری نہیں گئی تو یہ آپ کا جنوں ھے، آپ معتدل نہیں ھو، آپ اعتدال پسند انسان نہیں ھو۔ آپؐ نے فرمایا:

المرا

" اللہ نرمی کرنے والا ھے، نرمی کو پسند کرتا ھے، نرمی پر دیتا ھے، سختی پر نہیں دیتا۔ " یہ اللہ اور رسولؐ تو ایک طرف ھیں اور ھمارے جنگجو دوسری طرف ھیں۔ یہ کیا تقسیم اور کیا بٹوارہ ھے کہ خُدا اور رسولؐ تو نرمی پر لیتے دیتے ھیں اور ھمارے اردگرد مذھب زیادہ سخت گیر ھوتا چلا جاتا ھے۔ کیا اس سے یہ شک نہیں پڑتا کہ The have not understood the religion کیا یہ شک نہیں پڑتا کہ

These religious people do not know the temper of their Prophet pbuh. They have not understood the mood of God.

کیا ان کے اس شک و شبہ کی وجہ سے ھم رُسوائے عالم نہیں ھیں؟ کیا ھماری ان حماقتوں اور سخت گیریوں کو وجہ سے مسلمان جنگجو قوم تصوّر نہیں ھوتی؟ کیا یہ فتنہ و فساد کی مخلوق نہیں سمجھی جاتی؟ کیا ھمیں غیر شرمندہ کرتا ھے یا ھمارے اپنے لوگ شرمندہ کرتے ھیں؟ وہ اللہ جو نرم ھے، وہ رسولؐ جو نرم ھے اور جس کے اخلاق و کردار کو خود خُدا کہتا ھے کہ یہ رؤف و رحیم ھے اور جس کے ماننے والوں کو اگر اپنے پیغمبر کے نقشِ قدم پر چلنا ھے تو اس نے اصولاً رؤف و رحیم ھی ھونا ھے مگر کیا بدقسمتی کی بات ھے کہ ھم غیر متوازن، جھگڑالو، بدطینت، بدفطرت لوگ ھیں جو کسی قیمت پر بھی قتل و غارت اور حرج سے باز نہیں آتے،

رسولؐ نے فرمایا کہ اللہ نرمی کو پسند کرتا ھے، نرمی کرنے والا ھے، سختی پر نہیں دیتا، نرمی پر دیتا ھے اور نہ ھی نرمی کے علاوہ کسی اور بات پر دیتا ھے۔ یعنی خُدا نے مخصوص کیا کہ

Kindness is the tone of God وہ " رحمن و رحیم و کریم " ھے اس کا پیغمبرؐ تو " رؤف و رحیم " ھے مگر آپ کس چکر میں ھتھیار بند ھو کر پھرتے ھو؟ آپ کیوں قتل و غارت پر آمادہ پھرتے ھو؟ ھمارے پاس کوئی اور طاقت ھو گی نا جس نے دنیا کو قائل کیا تھا، متبعینِ رسولؐ میں کوئی جان تو ھو گی نا۔ آج تک کس مظلوم نے ظالم کا مذھب قبول کیا ھے؟ آج تک کس محکوم نے حاکم کا مذھب قبول کیا ھے؟ وہ قومِ بنی اسرائیل جو تین سو سال سے فراعنہء مصر کی اسیر تھی وہ ان کے مذھب پر کیوں نہ چلی گئ؟ وہ بنواسرائیل کے خُدا کو چھوڑ کر خُداوندِ " را " کی پرستش کرنے والی کیوں نہ ھو گئ۔ آج تک تاریخ میں کوئی ریکارڈ نہیں ھے کہ کوئی محکوم حاکم کے مذھب پر دلی خوشی سے چلا جائے۔ مگر یہ کیا ھوا کہ جِدھر جِدھر غلامانِ محمدؐ کے قدم گزرے وھیں وھیں اسلام ابھی تک قائم و دائم ھے۔ یہ کیا ھوا کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت میں اسلام کا ایک فوجی بھی نہیں اُترا۔ کیا کوئی ایسی تاریخ بتا سکتا ھے کہ انڈونیشیا میں کوئی اسلامی لشکر اُترا ھو مگر چند تاجر، جو اخلاقِ رسولؐ سے مزیّن تھے۔

" أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ [سُوَرَةُ محمَّد : 33] "

کی ' مے ' پیئے ھوئے جِدھر سے گزرتے گئے مُلکوں کے مُلک مسلمان ھوتے گئے۔ اخلاق و عمل سب سے بڑی فتح و کارسازی ھے یہ نہیں کہ مسلمانوں نے ہتھیار نہیں اٹھائے مگر مسلمانوں نے اسطرح قتل و غارت نہیں کی۔ یہ تصوّر سے بعید ھے۔ ایک صحابی رسول اکرمؐ کے پاس اس لیئے آتے ھیں کہ یارسول اللہؐ میں نے غلام کو برا بھلا کہا ھے۔ اگر یہ میرے پاس رھا تو میرے اعمال کھا جائے گا۔ میں آپؐ کے حضور حاضر ھوا ھوں کہ مجھے اس کو آزاد کرنے کی اجازت دیجئے۔ یہ اسلام اور رسول اللہؐ کے متبعین تھے، قیصر و کسریٰ' کے نہیں تھے کہ جب حمص کی جنگ میں یرموک جانے کا وقت آیا تو ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے کہا کہ اے لوگو باھر آؤ جن کو ھم نے فتح کیا ھے۔ یہ جو ھم نے تم سے تمہاری protection کے پیسے لیئے تھے اب ھم تمہیں مزید protect نہیں کر سکتے، اپنے پیسے واپس لے لو کہ ھم واپس جارھے ھیں اور ان عیسائیوں نے آسمان کے رُوبرُو کھڑے ھو کر یہ دعا مانگی کہ یا اللہ ھمارے ھم قوم ھم پر حکمران نہ ھوں، اے اللہ ان حاکموں کو دوبارہ پلٹا۔ اتنے مہربان اور اتنے کریم النفس حاکم ھمیں کہاں سے ملیں گے . . . اس نبیؐ کے اُمّتی ھونے کے ناطے سے جو نرمی اور اخلاق کی تعلیم ھمیں رسول اللہؐ سے ملتی ھے وہ ھمیں ھمارے عُلماء سے کیوں نہیں ملتی؟ کیوں ھم جنگ و جدل میں مبتلا ھیں؟ ھم اپنے چھوٹے چھوٹے گھروندوں کی حفاظت کے لیئے دوسروں کو مسلنے اور کچلنے کا اتنا اختیار کیوں رکھتے ھیں۔

Why don't we spread a tolerance and a sense of acceptance between us?

یہ ایک بڑا مسلہ ھے جس کی وجہ سے اس وقت اسلام ایک مختصر ترین اور محدود تعریف میں ایک localize مذھب رہ جاتا ھے مگر یہ مذھب رسول اللہؐ کا نہیں ھو سکتا۔ رسول اللہؐ کا مذھب کائناتی ھے، یہ بین الاقوامی نہیں بلکہ بین الکائناتی ھے۔ جِدھر جِدھر اللہ کی ربّوبیّت ھے اُدھر اُدھر رحمت اللعالمین کی بھی عمومیّت ھے۔ سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ ھم کس concept کو follow کریں؟ قرآن اور رسولؐ کے دیئے ھوئے concept کو follow کریں یا ھم اپنے چند ایک گھروندوں کے بنے ھوئے اصولوں کو follow کریں۔

This is not a battle between the school

آج اگر بننا ھے تو مسلمان بنو۔ خُدا اور رسولؐ کے لیئے اوپر اُٹھ کر دیکھو۔

ایک بار ایک شخص نے حضرتِ عمرؓ سے کہا کہ میں نے فلاں عالم سے یہ سُنا ھے . . . حضرتِ عمرؓ نے کوڑا اٹھا کر اسے دے مارا اور کہا کہ اے بدبخت میں تجھے خُدا اور رسولؐ کی بات بتاتا ھوں اور تو آگے سے اپنے عالم کی بات سُنا رھا ھے . . . Who are they? ھمارے لیئے کون سا طرزِ عمل ھمارے رسولؐ نے نہیں چھوڑا؟ رسول اللہؐ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہؐ کون سا آدمی افضل ھے؟ *(کسی مکتب کا نہیں، کسی سکول کا نہیں یا جماعت کا نہیں generally پوچھا گیا)* آپؐ نے فرمایا: ھر وہ آدمی جو صاف دل اور سچّی زبان والا ھو۔ لوگ عرض گزار ھوئے کہ سچّی زبان والے کو تو ھم جان جاتے ھیں کہ وہ جھوٹ نہیں بولے گا مگر یہ مخموم القلب کو کیسے پہچانیں گے؟ یعنی جس کا دل اچھا ھو کیونکہ دل تو چھپا ھوا ھوتا ھے۔

آپؐ نے فرمایا: " پاکیزہ دل اور پاکیزہ سِیرت والا وہ جو گناہ، ظُلم، خیانت اور حسّد نہیں کرتا "

ان میں سے اگر کوئی ایک چیز بھی آپ میں نہ ہو تو سمجھیں کہ آپ کا دِل پاکیزہ ہے اگر ایک چیز کو بھی روک دیا جائے تو آپ کا دِل پاکیزہ ہے اور حضورؐ نے چار چیزیں گنوائیں ہیں۔ گناہ وہ نہیں ہے جن کو آپ گناہ سمجھتے ہو، جو دِل کو خراب کرنے والے گناہ ہیں وہ ظِلم، خیانت اور حسّد ہیں، جو یہ نہیں کرتا وہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا بزرگ ہے۔

مجھ سے اکثر لوگ سوال کرتے ہیں کہ تسبیحات کی کیا گنجائش نکلتی ہے؟ کیا تسبیح کارِخیر میں شامل ہے یا اعمالِ خیر میں شامل ہے؟ یہ کیا آپ لوگ دانے گنتے رھتے ہو؟ کوئی کہتا ہے کہ بغیر گنے تسبیح پڑھو، کوئی کہتا ہے کہ یہ گننا ھی فضول ہے۔ اس پر میں آپ کو حضرت احمد بن حنبلؒ کی روایت کردہ ایک حدیثِ رسولؐ سناتا ہوں۔ اِمام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ فِقہ اور اعمال کی مطابقت کے لحاظ سے حنابلہ میں سب سے سخت ہیں۔ وہ یہ حدیث لائے ہیں جو حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے:

" میرے خلیل آقا نے مجھے سات باتوں کا حُکم فرمایا، " مجھے مسکینوں سے محبت کرنے اور ان کے قریب رھنے کا حکم فرمایا" جب آپ غریبوں کے قریب نہیں رھو گے تو آپ غریبوں کو پسند کرنے سے بھی گزر جاؤ گے، وہ آپ کو بوجھ لگیں گے، آپ ان کے دکھ درد کو نہیں سمجھ سکو گے . . . الحمدللہ! آج واپڈا نے ھم سب کو غریب کردیا ہے کیونکہ ھم ایک دوسرے کا دکھ تو سمجھنے لگے ہیں۔ یہ کیسی اچھی بات ہے کہ ھمیں بھی پتا ہے کہ دوسرے گھروں میں کیا ھوتا ہے۔ لوگ پسینوں میں ڈوبے ھوتے ہیں ان کمبختوں نے اتنا کرم کیا کہ کہ ھمیں ایک جیسا بنا دیا . . .

آپؐ نے فرمایا کہ " کم حیثیت والے کی طرف دیکھو، اپنے سے اوپر والے کی حیثیت نہ دیکھو " کم حیثیت والے کو دیکھ کر غرور نہ کروں اور بڑی حیثیت والے کو دیکھ کر میں اپنے اندر احساسِ کمتری نہ پالوں اس لیئے بین بین رھنے کا حکم ھوا ہے۔ جب آپ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو تو شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا پست نہیں رکھا اور ان کے لیئے بھی دعا کرو کہ اللہ انکی زندگیاں بھی بہتر بنادے

" میں صلہء رحمی کروں" رشتہ داروں اور عزیزوں کا خیال کروں۔ اپنے قرب و جوار میں بسنے والوں سے نیکی برتوں، ان کے ساتھ اچھائ کروں۔ ان کے ساتھ مخاصقت نہ برتوں۔ میں ان کے ساتھ اپنے آپ کو challenges میں نہ ڈال دوں۔ میں کوشش کروں کہ اگر میرا بھلا ھوا تو ان کا بھی بھلا ھو۔

آپؐ نے فرمایا کہ " سچّی بات کروں اگرچہ وہ کڑوی ھو اور اللہ کے کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں " ھر آخری بات جس کا ابوذرؓ نے ذکر کیا وہ بڑی دلچسپ ہے کہ

" لا حول و لاقوۃ الا باللہ کی کثرت سے تلاوت کروں کیونکہ یہ کلمات مجھے عرش کے خزانے سے ملے ہیں " اس کا مطلب ہے کہ نہ میری قوّت، نہ میرا کوئی ارادہ، جو کچھ ہے میرے اللہ کا ہے۔ آپ حیران تو ھوں گے کہ جب میں یہ کہوں گا کہ نہ میری کوئی قوّت، نہ میرا کوئی ارادہ، جو کچھ ہے میرے اللہ کا ہے تو یہ کہنے کے بعد میری کوئی خطا نہیں رہ جاتی۔ جب میں اپنا سارے کا سارا اختیار خود اللہ کو سونپ دوں اور کہوں کہ اے اللہ میں اپنے آپ سے باز آیا، میں نے اپنے نفس اور جان سے ھاتھ اٹھا لیئے . . آپ جانو اور آپ کا بندہ جانے . . . میں تو نفس سے گیا . . . میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں نے کوئی ارادہ نہیں کرنا، میں نے فیصلہ کر لیا ہے کے اللہ کہ مجھ سے کوئی قوّت نہیں ہے۔ آپ غور کریں کہ یہ آیت جو آپ ھر روز پڑھتے ھو، یہ کتنی بڑی آیت ہے۔ اگر اللہ اسے قبول کر لے اور اللہ ھر حال میں تسبیح قبول کرتا ہے تو پھر آپ کا کیا نقصان ہے؟ پھر آپ پر ذمّہ داری کون سی رھی؟ اگر کوئی غلطی ھوئی تو آپ نے ھنس کے اسے کہہ دینا ہے کہ اے اللہ یہ تُو نے مجھ سے کیا کروالیا ہے۔ دیکھو نا . . . عقل دے کر اس نے میری کورٹ میں گیند پھینک دیا تھا کہ جاؤ میں نے اس سے مانگنا ہے اور آپ نے بڑی عقل مندی سے کام لیا کہ اپنے اختیارات کی نفی کر کے وہ سب اللہ کو دے دیئے۔ اب اللہ جانے اور جو اس نے پیدا کیا۔

خواتین و حضرات! اگر اتنے آسان نُسخے ھوں تو کیا آپ " لاحول ولاقوۃ الا باللہ " کی تسبیح نہیں پڑھیں گے؟ دن میں کم از کم سو مرتبہ تو اسے کہو کہ اے میرے مالک میرا کوئی اختیار نہیں ہے . . . کر! جو تُو نے میرے ساتھ کرنا ہے . . . اور پھر وہ کبھی آپ کے ساتھ غلط نہیں کر سکتا . . . وہ کبھی آپ کا بُرا نہیں چاہ سکتا . . . اگر بات اس " عالی ظرف " پر چلی گئ تو آپ کو بہتری ھی بہتری ہے۔

" مَّا يَفْعَلُ ٱللَّهُ بِعَذَابِكُمْ . . . [سُورَةُ النِّسَاء : 147] " (مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب کروں)

اگر آپ اس کو اختیار دو گے اور اسے " لاحول ولاقوۃ الا باللہ " کی تسبیح سے یاد کرو گے تو وہ پہلے ھی سے کہہ رھا ہے کہ مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب دوں

" . . . إِن شَكَرْتُمْ وَءَامَنتُمْ . . . [سُورَةُ النِّسَاء : 147] " (اگر تم شکر کرنے والے ھو، میری تسبیح کرنے والے ھو، مجھے یاد کرنے والے ھو)

اور بحثیت اپنے پروردِگار کے مجھ پر ایمان رکھتے ھو تو مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب کروں۔ اگر آپ کو قرآن کی اس آیت کا مطلب ھی پتہ چل جائے تو آپ کبھی عذاب میں پڑ ھی نہیں سکتے۔ سوال ھی نہیں پیدا ھوتا . . . بھئ خُدا تو کہہ رھا ہے کہ اگر تم ایمان والے ھو اور شکر والے یعنی مجھے یاد کرنے والے ھو تو مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب کروں۔ جاؤ عیش کرو۔ تمہارا کام بس یہ ہے کہ مجھ پر اچھا ایمان رکھنا اور پھر مجھے یاد کرتے رھنا۔ اس لیئے اللہ کو اس کی پوری اھمیت اور حیثیت بخشانا اور کسی نہ کسی انداز سے اسے یاد کرنا . . . اسی سے مسلمان بنتا ہے اور یہی اسلام ہے۔

[المرا]

پروفیسر احمد رفیق اختر

ایک بات ہم لوگوں میں بڑی common ہے کہ ہم ہمیشہ دوسروں کو دیکھ کر بڑا جلتے ہیں ہمیں پتہ ہے کہ کچھ تخریب کار لوگ، کچھ بے ایمان لوگ، کچھ جُھوٹے لوگ بڑے امیر بھی ہوتے ہیں۔ ہم جب ان کی مثال دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دیکھو جی ہم نمازیں پڑھ پڑھ کے تھک گئے ہیں اور ان کو دیکھو کہ یہ نہ نماز پڑھتے ہیں، نہ روزے رکھتے ہیں اور خُدا کے فضل و کرم سے عیش کررھے ہیں، کُھلّا کھا رھے ہیں مگر اس وقت ذرا پیغمبر کی نصیحت سُن لینا، اگر تمہارے دلوں میں اس قسم کا حسد آئے، اس قسم کا خیال آئے تو اپنے رسولؐ کی advice سُن لو ۔ ۔ ۔ ! کہ:

جب تم دیکھو کہ اللہ اپنے کسی گناہ گار بندے کو وہ چیزیں دے رہا ہے جو اسے پسند ہیں تو یہ " استدراج " ہے، یہ دھوکہ ہے۔ اس کو اصل نہ سمجھنا۔ اگر تم دیکھو کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے کسی گناہ گار بندے کو بہت کچھ مل رہا ہے تو اس کو " استدراج " سمجھنا۔ " استدراج " کا مطلب ہے: " اچھی جگہ پر کسی غلط چیز کا اسی درجہ میں آ جانا " جھوٹ کا آجانا، سچّائی کا نہ ہونا،

مثلاً آج کل کلوننگ ہو رہی ہے۔ کسی نے مجھ سے ایک سوال پوچھا تھا کہ جب آدمی clone ہو گا یا دوبارہ آئے گا تو کیا اس میں وھی روح ہو گی؟ اگر رسولِ اکرمؐ نے ہمیں پہلے سے بتا نہ دیا ہوتا، ایک حدیث موجود نہ ہوتی تو آج ہم یہ بات سمجھ نہ پاتے۔ کتنی حیرانی کی بات ہے کہ کب کا سوال اور اس کا جواب کہ آ رہا ہے۔ سوال اس حدیث میں موجود تھا کہ ایک شخص دجّال کے پاس آئے گا اور پوچھے گا کہ کیا تُو میرے بھائی کو میرے لیئے زندہ کر سکتا ہے؟ وہ کہے گا! ہاں! کر سکتا ہوں۔ اصحاب نے ایک سوال پوچھا کہ کیا یہ وھی شخص ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس کی مثال ہو گا۔ *(یہ کلوننگ ہے)*

یعنی شکل و صورت میں اس سے ملتا جلتا ہو گا۔ حضورِ گرامی مرتبتؐ نے کتنا عرصہ پہلے دجّال کی تخلیقات کے ایک امکان کو ظاہر کیا اور پھر جب کسی نے پوچھا کہ کیا یہ وھی روح ہو گی؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ نہیں، یہ استدراج ہو گا۔ یعنی جب یہ بنائے جائیں گے تو شیاطین اس روح کی مماثلت بن کر اس کے اندر وجود رکھیں گے۔ یعنی کلوننگ، وہ بندہ نہیں ہوگا بلکہ اس کی مثال ہو گا۔ یہ تو ہوئی کلوننگ ۔ ۔ ۔ مگر اگلا سوال تھا کہ کیا اس میں روح وھی ہو گی؟ روح تو مرنے کے بعد دوبارہ واپس نہیں آ سکتی تو دراصل اس وقت بھی استدراج ہو گا یعنی اس روح کی جگہ کسی نہ کسی جن یا کسی بھی ایسی صورت میں اس کو داخل کیا جائے گا جو دجّال کو بتائے گا یا خیال دے گا کہ میں نے وھی بندہ زندہ کر دیا ہے مگر وھی بندہ زندہ نہیں ہو گا، یہ ہے کلوننگ اور استدراج کی تفصیل۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا:

" یہ استدراج ہے کہ اسی ایک ایسے (گناہ گار) بندے پر جب تم خُدا کا فضل دیکھو اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ کیا تم نے یہ پڑھا نہیں کہ ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب دیئے گئے پر خوش ہو گئے تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اور وہ آس ٹوٹی ہوئی رہ گئے "

کیونکہ آپ انجام تو نہیں دیکھ رہے ہوتے، آپ تو ایک دو سال دیکھ رہے ہوتے ہو۔ کسی بھی ایسے case پر آپ کی نظر مجموعی طور پر نہیں پڑ رھی ہوتی۔ آپ تو چھوٹے چھوٹے cases دیکھ رہے ہوتے ہو۔ آپ ان کو ایک سال کے لیئے یا پانچ سال کے لیئے دیکھتے ہو۔ آپ ان کے انجام تک نہیں پہنچے ہوتے۔ وہ دنیا میں بھی خاسر و خائب ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی خاسر و خائب ہوتے ہیں مگر آپ کا عِلم ان کے بارے میں محدود ہوتا ہے۔

رسولؐ نے فرمایا: " آج عمل ہے حساب نہیں ہے، کل عمل نہیں حساب ہو گا "

یہ یاد رکھیئے گا کہ بڑے خوبصورت انداز میں رسول اللہؐ نے آپ کو یاد دلایا ہے کہ دنیا میں ہو تو عمل ہے، حساب نہیں ہے مگر کل حساب ہو گا عمل نہیں ہو گا اس لیئے احتیاط برتو اور کچھ نہ کچھ اپنے ساتھ لے لو۔ جب آپ مرتے ہو تو ملائکہ پوچھتے ہیں کہ آ گے کے لیئے کیا بھیجا ہے اور اولاد کہتی ہے کہ پیچھے کے لیئے کیا چھوڑا ہے؟ Attitudes مختلف ہیں، جو آگے بیٹھے ہیں وہ کہتے ھی کہ آگے کے لیئے کچھ بھیجا ہے تو بتاؤ اور جو پیچھے رہ گئے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پیچھے کے لیئے کیا چھوڑ کر گئے ہو؟ دونوں مختلف دنیائیں ہیں۔ دونوں میں approaches مختلف ہیں۔ آپ یہ نہیں سوچ سکتے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کو آپ کی مجبوریوں کا عِلم نہیں۔ حافظ کا ایک بڑا پرانا شعر ہے:

ؔ درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندی کردہ یم　　　　بازی گوئ کہ دامن تر مکن ھوشیار باش

(عین بِیچوں بِیچ دریا کے ایک تختے پر مجھے لٹا کر پھر بھی یہ کہتا ہے کہ میں پانی سے گیلا نہ ہوں) یعنی اے مالک و کریم اگر آپ نے ہمیں اس دنیا میں بھیج ھی دیا ہے اور اس سیلابِ فنا میں پھینک ھی دیا ہے تو پھر کہیں نہ کہیں تو دامن ضرور آلودہ ہو گا ۔ ۔ ۔ اس لیئے رسولؐ نے فرمایا:

" کیا کوئی تم میں ایسا ہے کہ وہ پانی پر چلے اور اس کے قدم تر نہ ھوں؟ *(میرا خیال ہے کہ آپ بھی وھی کہیں گے جو اس وقت کے لوگوں نے کہا)* اصحاب نے کہا: " نہیں " ۔ ۔ ۔ آپؐ نے فرمایا: " اسی طرح دنیا دار گناھوں سے نہیں بچ سکتا " ۔ ۔ ۔

سو اگر نہیں بچ سکتا تو اپنی مغفرت کو آرزو رکھیں، اپنے رسولؐ سے محبت رکھیں، ایمان رکھیں اور بخشنے والے کو اپنے ذھن میں رکھیں۔

المرا

قُلۡ يَـٰعِبَادِىَ ٱلَّذِينَ أَسۡرَفُواْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُواْ مِن رَّحۡمَةِ ٱللَّهِ إِنَّ ٱللَّهَ يَغۡفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ ۥ هُوَ ٱلۡغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ (٥٣) [سُوۡرَةُ الزُّمَر : 53]
آپ کہہ دیجیئے کہ اےمیرے بندو جنہوں نے (کفر و شرک کر کے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو بالیقین خدا تعالیٰ تمام (گزشتہ)گناہوں کو معاف فرما دے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والابڑی رحمت والا ہے۔ سورہ نمبر 39، الزُّمَر (آیت نمبر: 53) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

قُلۡ يَـٰعِبَادِىَ ٱلَّذِينَ أَسۡرَفُواْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُواْ مِن رَّحۡمَةِ ٱللَّهِ " اپنے گناہ کو اللہ کی رحمت سے بڑا نہ سمجھ بیٹھنا۔ اس سے تعلق توڑ نہ لینا، اتنے اُداس نہ ہونا کہ خُدا کی رحمت سے مایوس ہو جاؤ

" إِنَّ ٱللَّهَ يَغۡفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًا " بے شک اللہ تعالی' ہر گناہ معاف کر دیتا ھے۔ اس میں کوئ تخصیص نہیں ھے۔ یہ اس کی مغفرت اور محبت کا اصول ھے کیونکہ وہ کہتا ھے:

" إِنَّ ٱللَّهَ يَغۡفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًا " عُلماء کی مِین میخ سے بچنے کے لیئے اس نے لفظ ھی دوسرا استعمال کیا: " جمعیاً " اللہ نے کوئ شُبہ نہیں چھوڑا۔ Totality کے بعد کسی کو گُمان نہ رھے، میری کتنی عمر ھو گی . . . میرے کتنے گناہ ھوں گے . . . میں بڑا پھنّے خان ھوں گناھوں کا . . . مگر میرا خیال یہ ھے کہ اس ارب ھا ارب، کھرب ھا کھرب سالوں کی وُسعتِ رحمت پر میرے ساٹھ ستّر سال کے گناہ غالب آ جائیں گے۔ مجھے شرم آنی چاھیئے، میں اُس دامنِ کریم کی رحمت کے کسی ایک گوشے کو بھی نہیں چھو سکتا مگر کیا میرا دعویء گناہ اتنا بڑا ھو گیا ھے کہ میں یہ کہوں کہ اللہ مجھے بخش نہیں سکتا۔ اگر میں ایسا سوچوں تو یہ اصل گناہ ھے " بلا شبہ تمہارا رب وہ ھے جو

undoubtedly, verily forgives all sins

اسی لیئے تو وہ غفورالرحیم ھے۔ آپ کیا سمجھتے ھو کہ یہ چھوٹے سے نام ھیں؟ انہی ناموں کے تحت ساری بخشش اور کرم ھے۔

کچھ خوبصورت سی باتیں ھیں، کچھ advices ھیں جو میں آپ کو quote کروں گا۔ رات زیادہ بھیگ رھی ھے اور انسان کھانا کھانے والا ھے، ویسے بھی آپ کو پتہ ھے کہ نماز کھڑی ھو تو اللہ نے کہا ھے کہ کھانا پہلے کھاؤ اور میں تو آپ کے کھانے میں بالکل نہیں حائل ھونے والا . . اصل میں آج آپ کے پاس اس لیئے آیا تھا کہ آپ کے ساتھ مل کر حدیث پڑھوں تا کہ اللہ کے رسولؐ کی باتوں سے وہ enjoyment محسوس کروں جو کبھی انسان کی پوری زندگی بدل دیتی ھے۔ حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ھے،

رسول اللہؐ نے فرمایا: " کہ میرے ربّ نے مجھے نو باتوں کا حکم فرمایا ھے: " چُھپے اور اعلانیہ اللہ سے ڈرنا "

یہ نہیں کہ مسجد و محرابوں میں جا کر اللہ سے ڈرنا، زیارت گاھوں میں اللہ سے ڈرنا، اس کا مطلب یہ ھے کہ اپنے دِل میں بھی ڈرنا چاھیئے اور ظاھر میں بھی ڈرنا چاھیئے۔ اگلی بات ذرا غور سے سُنیئے گا آپ کو یہ بہت درپیش ھوتی ھے:

" ناراضگی اور رضامندی دونوں میں انصاف کی بات کہنا " انصاف کی بات میں ناراضگی اور رضامندی نہیں دیکھنی چاھیئے۔ کسی کی خوشی کی خاطر انصاف نہیں چھوڑا جا سکتا اور اگر صرف یہی ایک کوالٹی ھم لوگوں میں آ جاۓ تو بخُدا ربِّ کعبہ کی قسم! آپ کو اس کی عادت کے انعام کے طور پر جو چیز دی جاۓ گی اس کے بارے میں، میں ضرور آپ کو ایک حدیث سناؤں گا

" غریبی اور امیری میں میانہ روی اختیار کر . . . " اس سے بھی صلہء رحمی کر جو تجھ سے رشتہ توڑے، اس سے بناۓ رکھ، انتقام نہ لے، اُسے بھی دے جو تجھے محروق رکھے، اُسے معاف کر دے جو ظُلم کرے، میری خاموشی فِکر ھو، میرا بولنا ذِکر ھو، میرا دیکھنا عِبرت ھو اور میرا بولنا نیکی کا حکم دینا ھو۔ ایک ھی سہی . . . اگر آپ مصروف ھو تو ان میں سے کوئ ایک ھی عادت اپنا لو، کوئ ایک آدھ قانون اپنا لو . . .

ایک چیز سے بہت بُری طرح بچنا ھے، اس پر بڑی سختی ھے۔ بعض چیزوں پر بڑی سختی ھے یہ ایک فہمائش ھے، اس سے ضرور بچنا چاھیئے جو اللہ کے رسولؐ فرما رھے ھیں۔ حضرتِ شداد بن اوسؓ سے روایت ھے:

" جس نے دِکھانے کے لیئے نماز پڑھی، اس نے شِرک کیا، جس نے دکھانے کے لیئے روزہ رکھا اس نے شِرک کیا، جس نے دِکھانے کے لیئے صدقہ دیا اس نے شِرک کیا "

شِرک سے بچنا، نماز اللہ کے لیئے پڑھنا اور روزہ بھی اللہ کے لیئے رکھنا، یہاں میں صدقے کے بارے میں اس حدیث کو واضح کر دوں کہ ارشادِ ربّانی ھے: "

المرا

[المرا]

پروفیسر احمد رفیق اختر

> ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمۡوَٰلَهُم بِٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمۡ أَجۡرُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ (٢٧٤) [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 274]
> جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں (یعنی بلاتخصیصِ اوقات) پوشیدہ اور آشکار (یعنی بلاتخصیصِ حالات) سو ان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا ان کے رب کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطرہ ہے اور نہ وہ مغموم ہونگے۔ سورہ نمبر 2، البقرة (آیت نمبر: 274) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

اگر تم اللہ کی راہ میں دکھا کر یا چُھپا کر خرخ کرو، دن کو یا رات کو تو تمہیں پھر بھی اللہ کی طرف سے اجر دیا جائے گا اور تمہارا خوف اور حزن لے لیا جائے گا، تم پر سے اُداسیاں ہٹا دی جائیں گئیں، تمہاری طبیتوں سے ملال نکل جائے گا مگر یہ جو اللہ کے رسولؐ نے کہ دکھانے کے لیئے صدقہ دیا اس نے شِرک کیا، اس کا مطلب اس دکھانے کے معنی میں نہیں ہے۔ آیتِ قرآن کے مطابق دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ میں اسے اللہ کے لیئے دوں، چاھے میں اسے روشن کر کے دوں۔ حدیث کے مطابق دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کے لیئے نہیں بلکہ لوگوں پر رعب ڈالنے کے لیئے دے رہا ہوں۔ یہ جو دکھانے کے معنی میں تھوڑا سا فرق ہے اس کو ذھن میں رکھیں۔ صدقہ open کیا جا سکتا ہے۔ لوگوں میں جا کر اور دکھا کر دیا جا سکتا ہے، اس پر ناز کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ آپ اللہ کے لیئے دے رہے ہو مگر جو صدقہ صرف لوگوں کو دکھانے کے لیئے دیا جائے وہ حدیث کے بقول شِرک ہے۔ یہ کیا ہوا کہ ایک رئس ویسے تو غریب آدمی کو صدقہ نہیں دیتا مگر بادشاہِ وقت کو دکھانے کے لیئے پانچ کروڑ روپیہ دے دیتا ہے۔ ایسا صدقہ شِرک ہے۔

اگر اپنا چہرہ پسند آئے تو یہ دعا مانگ لیا کرو:

" اللهم انت حسنت خلقی فحسن خلقی " اے اللہ تو نے میری صورت اچھی بنائ ہے تو میري سِیرت بھی اچھی کر دے کہ میری یہ صورت میرے لیئے عذاب کا باعث نہ بن جائے۔

کسی نے آپؐ سے پوچھا کہ سب سے اچھے لوگ کون سے ھیں؟

آپؐ نے فرمایا: " جن کی عمریں لمبی اور جن کے اخلاق اچھے ھیں "

اللہ آپ سب کو عمرِ دراز بخشے اور اس کے ساتھ اچھے اخلاق بھی بخشے۔ حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے: رسو اللہؐ نے فرمایا:

" حضرت موسیٰ بن عمرانؑ نے اللہ سے پوچھا: اے میرے ربّ! تیرے بندوں میں تیرے نزدیک سب سے زیادہ معزّز کون ھے؟ اللہ نے کہا کہ جو قدرت رکھتے ہوئے بھی معاف کر دے "

اس بات کو بھولنا نہیں۔ ویسے میں نے اس ملک میں ایک الٹی روائت دیکھی ھے کہ جس کے پاس شمّہ برابر بھی قدرت ھو وہ جب تک لوگوں کو رُلا نہ لے باز نہیں آتا۔ جس کے پاس ایک ذرّہ سا بھی حکومتی یا کوئ اور اختیار ھو، وہ اللہ کے بندوں پر ترس کھانے والا نہیں ھوتا۔ خواتین و حضرات! اللہ آپکو قدرت دے اور اس قدرت کو آپ اس طرح استعمال کریں کہ آپ زمین پر اللہ کے سب معزّز لوگ ھوں۔ آپ غریب پر رحم فرمائیں، ان پر ترس کریں، ان کو بخشنے میں جتنی لذّت ھو اتنی آپ کو انتمام میں لذّت نہ ملے۔ اگر آپ ایسے بنو تو اللہ نے اپنی اطاعت کرنے والے بندوں سے ایک وعدہ کیا ھے، یہ بڑی خوبصورت سی بات ھے جو اللہ نے کہی ھے اگر آپ تھوڑا غور کرو گے تو سمجھ جاؤ گے۔ جب بادل بہت تیز گرجتے ھیں تو ھم بچّوں کو اندر لے جاتے ھیں، خود بھی ڈر کر اندر چلے جاتے ھیں، بارش تو اپنی جگہ حسین ھے، آجکل تو اس آرزو میں ھمارے ھاں برسات ھی گزر گئ، سارے برسات کے اچھے شعر بھول گئے، بارش ھوئ ھی نہیں تو کیا کرتے، سارا رومانس غارت ھوا، آم کھانے کا بھی مزّہ نہیں آیا مگر جو اللہ چاھے سو کرے۔ اللہ نے اپنے بندوں سے یہ وعدہ فرماتا ھے: *(کاش ھم اس کے بندے ھوتے اور اس وعدے کو پہنچتے)* "

اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں رات کو ان پر بارش برساؤں اور دن میں ان پر سورج طلوع کرتا رھوں اور انہیں گرج کی آواز نہ آئے" *(بجلی، گرج، چمک یہی ڈرانے والی چیزیں ھیں نا)*

اللہ کہتا ھے کہ میں بندوں پر اتنی حسین بارش برساؤں کہ رات بھر بارش برسے اور ان کی صبح، سورج سے معطر ھو۔ اس قسم کی زندگی کی آرزو لئے میں چراپونجی جانا چاھتا تھا، دنیا میں سب سے زیادہ بارش چراپونجی میں ھوتی ھے، اس لیئے میری ھمیشہ سے یہ خواھش رھی کہ میں کسی ایسی جگہ جاؤں جہاں رات بارش ھوتی ھو اور صبح سورج نکلے۔ میں کوشش کرتا ھوں کہ کچھ متابعت میں زور لگے نا کہ اللہ یہاں ھی ایسی بارشیں لگا دے کہ جن میں گرج نہ ھو، خوف نہ ھو، وہ ڈرانے والی بارشیں نہ ھوں، وہ نرمی، محبت اور کرم والی بارشیں ھوں۔

اب ایک بہت مزے کی بات سنیئے! آپ لوگ بہت محنت کرتے ھو، وہ لوگ، وہ نوجوان جو ابھی کم عمری میں ھیں اور رزق کے لیئے بہت پریشان رھتے ھیں، بعض اوقات ماں باپ بھی بہت زیادتی کرتے ھیں، ابھی بچے پڑھائ سے فارغ ھوئے نہیں کہ ان کے سر پر سوار ھو جاتے ھیں، جاؤ کوئ کام کرو . . . جاؤ کوئ کام کرو . . . گھر میں پڑے رھتے ھو اور بچّہ کہتا ھے کہ خُدا کا واسطہ ھے کوئ سانس لینے دو، apply کر رھے ھیں، جب کام ملے گا تو آپ کی خدمت کریں گے۔ وہ نوجوان اتنا اپنی پڑھائ کے دوران depress نہیں ھوتا جتنا وہ ڈگری لے کر depress ھوتا ھے اس لیئے مین آپ کو والدین ھونے کے طور پر advice کر رھا ھوں کہ خُدا پر یقین رکھا کرو۔ بچّے یہ نہیں چاھتے کہ وہ بیکار بیٹھیں، انہیں تھوڑا سانس لینے دو، اگر بیس اکیس برس پالا ھے تو چھ مہینے اور سہی . . . ان کے اعصاب پر سوار نہ ھوا کرو۔

المرا

میرے پاس بہت سے نوجوان آ کر یہی گلّہ کرتے ہیں کہ ہم تو پوری کوشش کرتے ہیں مگر ہمارے ماں باپ ہمیں چین نہیں لینے دیتے ایسے ماں باپ کے لیئے خاص طور پر یہ حدیث ہے:

" رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جیسے اسے موت تلاش کرتی ہے " اس لیئے اعتماد رکھا کرو کہ آپ کے بچّوں کو ان کا رزق ڈھونڈھ لے گا۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے کہ جو نیکی کا کام کرے اور اس کے باعث لوگ اس کی تعریف کریں اور اس سے محبت کریں۔

آپؐ نے فرمایا کہ: " یہ مومن کو جلد ملنے والی خوشخبری ہے "

یعنی مِدحتِ خلق کو خُدا کا انعام سمجھو۔ اگر آپ واقعی لوگوں کی فلاح چاھو، اچھی بات کرو اور لوگ اس بنا پر آپ کی تعریف کریں اور آپ سے محبت کریں تو یہ جنّت سے پہلے ملنے والی خوش خبری ہے۔

اب میں آپ کو کچھ دلچسپ باتیں بتانا چاھتا ہوں۔ میں ایک حدیث دیکھ رہا تھا کہ

" زمانۂ آخر میں دجّال اُحد پہاڑ کے پیچھے سے آئے گا اور اس وقت مدینے کے سات دروازے ہوں گے" ابھی تو شاید مدینہ میں ایک بھی دروازہ نہیں ہے کوئی ایسا گمان بھی نہیں تھا کہ سات دروازے ہوں گے اُحد پہاڑ کے پیچھے تو اس وقت کچھ بھی نہیں ہے مگر یوں لگتا ہے کہ اللہ نے بھی قسم کھائی ہے کہ اپنے حبیبؐ کی ہر بات پورا کر کے رہے گا ۔ ۔ ۔ اب دیکھیے کہ عین اُحد پہاڑ کے پیچھے سِوّل کم آرمی کا ایک بہت بڑا Airport بن رہا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جب بھی دشمن حملہ کرتا ہے تو سب سے پہلے ائرپورٹ پر حملہ کرتا ہے۔ اس حدیث کے تناظر میں یوں لگتا ہے کہ دجّال اس ائرپورٹ کو قبضہ میں لے گا اور حیران کن بات یہ ہے کہ عین اُسی مقام پر اُحد سے آگے سات سڑکیں جاتی ہیں۔ کل جب میں نے اس علاقے کا نقشہ دیکھا تو ان سات سڑکوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ میں نے ان متعلقّہ لوگوں سے پوچھا کہ یہ راستے کہاں کہاں سے جاتے ہیں تو انہوں نے مجھے ساری تفصیل بتائی کہ پورے سات راستے وھاں سے جاتے ہیں جب اس نے مجھے یہ بات بتائی تو میں نے اسے کہا کہ آھستہ بول! کہیں دجّال سُن نہ لے اور حدیث کو غلط ثابت کرنے کی خاطر وہ آٹھواں رستہ بھی کھول دے گا مگر یہ حیران کن بات ہے کہ کتنی جزئیات میں جا کر حدیث پوری ہوتی ہے۔ سات دروازوں کا مطلب آج کل کے حوالے سے سات Gateways ہوں گے۔ اس ایک Central place (اُحد) سے سات مختلف رستے نکلتے ہیں اور یہ آج کی خبر ہے کہ ۔ ۔ ۔ اُحد پہاڑ کے پیچھے ائرپورٹ بن رہا ہے۔

یہ کافی عرصے کی بات ہے کہ مقامِ " لُد " پر حضرتِ عیسیٰؑ دجّال کو قتل کریں گے ۔ ۔ ۔ تو " لُد " ھی نہیں مل رہا تھا، حدیث کیا ملتی ۔ ۔ ۔ میں نے جب اس پر تحقیق کی اور سارا نقشہ دیکھا تو 'Lod' کے نام سے ایک جگہ ہے جہاں اس وقت سب سے بڑا فوجی اور سول ائرپورٹ ہے۔ اب اگر آسمان سے بھی کوئی ھیلی کاپٹر اترے گا تو اسے بھی کوئی Air base چاھیئے نا ۔ ۔ ۔ مقامِ " لُد " پر عیسیٰؑ کے اترنے والی ساری بات یہ ہے کہ یہ اسرائیل کا سب سے بڑا فوجی اور سول ائرپورٹ ہے اور اس پر مجاھدین نے بیسیوں حملے کئے ہیں مگر یہ اتنا محفوظ ہے کہ کوئی اسے cross نہیں کر سکا۔ یہ اسرائیل کا نمائندہ ائرپورٹ ہے اور بہت بڑا اور محفوظ ہے۔ حدیث کے مطابق اس مقام پر حضرتِ عیسیٰؑ دجّال کو قتل کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ائرپورٹ سے اڑنے والے جتنے فوجی ساز و سامان ہیں وہ حضرت عیسیٰؑ کے ھاتھوں غرق ہوں گے، یہیں پر اس کو support کرنے کے لیئے امریکہ اُترے گا۔ امریکہ کو ملک کے طور پر برا نہ سمجھو، وہ لوگ بھی اتنے ھی بیوقوف ہیں جتنے کہ ہم لوگ ہیں۔ اصل میں جب کوئی قوّت اپنے بس اور اختیار سے آگے نکل جاتی ہے، جب وہ خُدائی کو چیلنج کرنا شروع کردیتی ہے، حاکمیّتِ الٰہیہ کے علاوہ اپنے آپ کو اس حاکمیّت کا سزاوار سمجھتی ہے تو پھر شاید اللہ میاں بخشنے والے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ " کبریائی میری چادر ہے جو اس چادر کو مجھ سے چھیننے کو کوشش کرتا ہے اس کے خلاف میں خود جنگ کرتا ہوں " حدیثِ قُدسی:

رسولؐ نے فرمایا کہ: " رائی برابر کِبر بھی جس مسلمان کے سِینے میں ہو گا وہ کبھی جنّت میں نہیں جائے گا "

حضرتِ عمرِ فاروقؓ جب فتح بیت المقدّس کو گئے *(اب غور کیجیئے کہ حدیث کیا تھی اور سمجھی کیا گئی)*

اصحاب تشریف لائے اور خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ اے امیرالمومنینؓ یہ بہت بڑی قوم ہے، ہم آپ کو گھوڑا پیش کرتے ہیں، آپ اونٹ سے اُتر کے ازراہِ کرم گھوڑے پر سواری کر لیں تو حضرتِ عمرؓ اونٹ سے اتر کر گھوڑے پر تشریف فرما ہو گئے۔ چونکہ سُوقِ عکاظ میں حضرتِ عمرؓ نے ہر مرتبہ گھڑ سواری کے مقابلے جیتے ہوئے تھے جب وہ اس گھوڑے پر چڑھے اور گھوڑے کو بھی پتہ تھا کہ مجھ پر کون شہہ سوار ہے۔ گھوڑے کو ھاتھ کی گرفت سے ھی پتہ چل جاتا ہے کہ کیسا مالک آ کر بیٹھا ہے، اس گھوڑے نے اٹھکیلیاں کیں، نازوانداز دکھائے، اِترایا تو حضرتِ عمرؓ فوراً گھوڑے سے اُتر پڑے " استغفار " پڑھی اور فرمایا: " لاؤ میرا اونٹ کِدھر ہے " اصحاب نے بڑا اصرار کیا کہ یا امیر المومنینؓ کیا ھوا؟ کیا ھوا؟ ۔ ۔ ۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سُنا ہے کہ اگر کسی کے سینے میں رائی برابر بھی کِبر پیدا ھوا تو وہ جنّت کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔ جب میں گھوڑے پر بیٹھا، جب میں نے اسے تھاما تم مجھ میں زمانۂ جاھلیت کا وھی ناز و غرُور آ گیا تھا۔ اس لیئے اب میں مزید اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔

اللہ تعالیٰ ھمیں مکمل نہیں، تھوڑا نہیں، کم از کم اِخلاقِ رسولؐ کی متابعت کی اِستطاعت بخشے اور خُدا ھمیں اس قابل کر دے کہ جب ہم قیامت کے دن اللہ کے رسولؐ کے حضور حاضر ہوں تو ہم پر اقبالؒ والی کیفیت نہ آئے۔ کیا آپ نے اس کا شعر سنا؟ بہت بڑا شاعر تھا، بہت بڑی بات کہہ گیا:

ے تُو غنی از ہر دو عالم من فقیر   رُوزِ محشر عُذر ھائے من پذیر

(اے اللہ تُو غنی ھے دو عالم سے اور میں تو فقیر ھوں، محشر کے دن میرا ایک عذر قبول کر لینا۔ بس ایک رعایت مانگتا ھوں تجھ سے) یہ شعر اقبالؒ کے خوبصورت ترین اعترافاتِ ذات میں سے ھے، جیسے حافظِ شیراز نے یہ کہہ کر اپنے سر سے اتار دیا:

ے بعد از خُدا بزرگ تُوئی قصّہ محتصر

اسی طرح اقبالؒ نے بھی انسانوں کی آرزو کی آخری بات کہہ دی کہ اے پروردِگار مجھے محشر کے دن ایک گنجائش دے دینا، ایک عُذر قبول کر لینا:

ے گر حسابم رابیبنی نا گزیر

اگر میرا حساب لازم ہو ھو جائے

ے از نگاہِ مصطفےٰ پنہاں بگیر

تو میرے رسولؐ کی نظر سے اوجھل میرا حساب لینا

کیونکہ میں اتنا خطاکار و گناہ گار ھوں کہ مجھے میرے رسولؐ سے بڑا حجاب آئے گا۔ انؐ کے حضور جاتے ھوئے حجاب آئے گا۔ کون ایسا باپ ملے گا جس نے زندگی اور آخرِ زمانہ تک محبتوں کے معیار قائم کئے، خلوص کے معیار قائم کئے، رحمت و کرم کے معیار قائم کیۓ اور ھم اس کا صلہ آج کے دنوں میں کیا دے رھے ھیں۔ اقبالؒ کو پتہ تھا کہ We are not worthy sons of our Prophet pbuh. ھم اس معزّز باپ کے اتنے محترم بیٹے نہیں ھیں شرم آتی ھے ھمیں اپنے وجود سے ۔ ۔ ۔ اللہ تعالی' تو اللہ ھے، ھمارا پرٹوکول تو دنیا پر ھے، ھم تو توھینِ مراتب سے گزرتے ھیں اُس نگاہِ کرم کے توسط سے جس سے ھم نے نجات حاصل کرنی ھے۔ ھم تو اُنؐ کی رسوائ کا باعث ھیں اس لیئے اقبالؒ نے کہا کہ اے اللہ اگر ضروری ھی حساب لینا ھو تو آقا و رسولؐ کی نظروں سے اوجھل حساب لے لینا، اُنؐ سے نظر بہت شرمندہ ھو گی۔ اللہ ھمیں توفیق دے کہ ھم رسول اللہؐ کے ارشاداتِ گرامی کو اپنے سامنے رکھیں، کوشش کریں کہ کسی نہ کسی حد تک اس اخلاقِ عظیم کی ایک جھلک یا کوئ ایک ھی بات ھم میں آ جائے۔

المرا

وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا ٱلْبَلَـٰغُ

سوال و جواب

سوال نمبر 1.01) [متابعتِ رسولؐ کے لیۓ عقل یا دِل؟] حضورِ اکرمؐ کی ذات کو ماننے اور اُن سے رُونما ھونے والے واقعات کو سمجھنے کے لیۓ عقل سے کام لینا ھو گا یا دِل سے؟

جواب: میرا خیال یہ ھے کہ اگر عقل سے کام نہ لیا جاۓ تو کوئ بات ھی نہیں ملے گی۔ پھر بات صرف اُنؐ کے زُلف و رُخسار تک ھی رہ جاۓ گی، پھر کتنی دیر تک آپ زُلف و رُخسار کے افسانے کہتے رھو گے اور رسول اللہؐ بہت حسِین تھے مگر آپ کو اس حُسن سے کیا لینا۔ آپ کو تو اس چیز سے لینا ھے جو وہ آپ کے لیۓ چھوڑ گۓ۔ آپ کو تو وہ طریقِ فکر، وہ طریقِ کار، وہ محبتیں، وہ اخلاق، وہ رسم و رواج لینا ھے۔ آپ کو تو ان سے قرآن لینا ھے۔ آپ کو تو اپنے رسولؐ سے اللہ لینا ھے۔ ٹھیک ھے کہ یہ بھی ثواب کا باعث ھے اور بڑی برکت کا باعث ھے کہ رسول اللہؐ کی مدحِ مبارک اور تعریف ھو، وہ خواہ حسّان بن ثابتؓ ھوں یا آج کا کوئ شاعر ھو، تعریفِ رسولؐ پر تو سب کا حق بنتا ھے مگر ھم نے زندگی میں جو کارکردگی دکھانی ھے وہ اقوالِ رسولؐ سے دکھانی ھے۔ احادیثِ رسولؐ سے دکھانی ھے، قرآن و حدیث کے اعمال سے ھم نے اپنے آپ کو استوار کرنا ھے۔

سوال نمبر 1.02) [خوفِ الٰہی '] اللہ کے خوف سے کیا مراد ھے؟

جواب: میرا اپنا خیال ھے کہ اللہ سے تو ڈرا ھی نہیں جا سکتا۔ اللہ کے خوف سے بڑا ایک تھانیدار کا خوف ھوتا ھے۔ میرا خیال یہ ھے کہ اگر کسی شخص کے گھر میں کوئ خبر آ جاۓ نا کہ پولیس والے آپ کو بلا رھے ھیں تو آپ کو اللہ کی نسبت زیادہ خوف ھوتا ھے مگر ھم اس کو خوف نہیں مانتے۔ اللہ سے ڈرا نہیں جا سکتا کیونکہ یہ sizes برابر نہیں ھیں۔ وہ parameter نہیں بنتا۔ اتنے بڑے کا اتنے چھوٹے کے ساتھ parameter نہیں بنتا۔ یہ تو اب آپ کی گستاخی ھے نا کہ آپ اُٹھ کر کہو کہ اے اللہ میاں! مجھے ڈرا لے جیسے کفارِمکّہ کہا کرتے تھے۔ خوف کا کوئ وزن ھوتا ھے، اس کا کوئ گریڈ ھوتا ھے۔ اتنے بڑے اللہ میاں کے ساتھ ھمارا کوئ گریڈ نہیں بنتا۔ میرا کیا اور آپ کا کیا ۔ ۔ ۔ اس پوری دنیا کے انسان بھی اگر اکٹھے ھو جائیں تو اللہ کے ساتھ وہ کوئ مخاصمت نہیں لے سکتے، لڑ نہیں سکتے، جھگڑ نہیں سکتے اور نہ ھی اس کے ڈر سے وہ زندہ رہ سکتے ھیں۔ دراصل خُدا کے خوف کا مطلب یہ ھے کہ اس فاصلے سے ڈرو جو تمہاری فضول حرکات کی وجہ سے تمہارے اور اللہ کے بیچ میں پڑ جاۓ۔ خوف یہ ھے کہ تم خُدا کی محبت سے دور نہ ھو جاؤ۔

ے ابھی ھے دِل کو مقامِ سپُردگی سے گریز — چلو اِک اور سہی زُلفِ عنبریں میں شِکن

" فَاذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ كَذِكْرِكُمْ ءَابَآءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 200] "

جب کوئ خُدا سے محبت کر رھا ھو تو اس محبت سے دوری کا خوف ھی اصلی خوف ھوتا ھے۔ وہ اس بات سے ڈرتا ھے کہ میں ایسی حرکت نہ کر بیٹھوں جو مجھے اپنے محبوب سے دور کر دے۔ یہی خوفِ الٰہی' ھے۔

سوال نمبر 1.03) [موسیٰؑ اور خضرؑ کا علمی تقابل] پیغمبر اپنے زمانے کا سب سے بڑا intellectual ھوتا ھے تو پھر موسیٰؑ، خضرؑ سے علم لینے کیوں گۓ؟

جواب: جہاں تک پیغمبر کی limit جاتی تھی اس وقت زمین پر موسیٰؑ ھی پیغمبر تھے، وہ اللہ کے محبوب ترین بندے تھے۔ انہوں نے غلط گُمان نہیں کیا تھا۔ وہ مفروضہ نہیں بلکہ declared پیغمبر تھے اور اس وقت ساری دنیا سے زیادہ معزّز ترین شخص تھے۔ اللہ نے اُن کو اپنے ھاتھ کی لکھی ھوئ تختی عطا کی تھی۔ پھر یہ کیسے ھو سکتا ھے کہ حضرتِ موسیٰؑ نے کسی تکبّر کے تحت یہ کہا ھو کہ اے اللہ میں ھی سب سے زیادہ پڑھا لکھا ھو سکتا ھوں۔ اللہ نے خضرؑ کی صورت میں اُن کی تعلیم مکمل کی کہ اے موسیٰؑ میرے علم کو نہ جانا ۔ ۔ ۔ اگر دو پیغمبروں کا تقابل کریں تو ایک پیغمبر (موسیٰؑ) نے کہا کہ اے اللہ میں گمان کرتا ھوں کہ میں ھی دنیا کا سب سے بڑا عالم ھوں اور دوسرے پیغمبر (رسالتِ مآبؐ) سے جب ان کے علم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ساری دنیا اگر سمندر ھو جاۓ اور تم اس میں پنی اُنگلی ڈبو دو تو جو پانی تمہاری اُنگلی کو لگے گا، اللہ کے مقابلے میں تمہارا علم اس سے بھی کم ھے۔ یعنی ایک طرف انکسارِ علم کا یہ عالم ھے۔ دوسری طرف موسیٰؑ نے حقائق پر نظر رکھتے ھوۓ کہا کہ شاید میں ھی بڑا عالم ھوں کیونکہ میں ھی پیغمبر ھوں۔ اس پر خدا نے ان کو ڈانٹ پھٹکار نہیں کی اور کہا کہ موسیٰؑ میرا علم بہت بڑا ھے اور میں تجھے علم کی ایک اور dimension سکھانا چاھتا ھوں جو کہ پہلے تجھے نہیں معلوم ۔ ۔ ۔ اور اگر آپ اس آیت کو پڑھیں تو موسیٰؑ کے بے صبری کی وجہ اللہ یہ بیان کر رھا ھے:

> وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِۦ خُبْرًا (٦٨) [سُوۡرَةُ الکهف : 68]
>
> اور (بھلا) ایسے امور پر آپ کیسے صبر کریں گے جو آپ کے احاطہ واقفیت سے باہر ہیں۔ سورہ نمبر 18، سُوۡرَةُ الکهف (آیت نمبر: 68) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

(جس کی چیز تجھے پوری خبر نہیں اُس پر تُو کیسے صبر کر سکتا ھے)

جب حضرتِ خضرؑ واپس پلٹ گۓ تو آپ کا کیا خیال ھے کہ پیغمبر کے علم میں وہ دوسری dimension نہیں آئ؟ جب واقعہ ختم ھو گیا تو جو علم کی دوسری dimension تھی وہ بھی موسیٰؑ کے علم میں آ گئ اور اب خضرؑ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ میں آپ سے زیادہ جانتا ھوں۔ اللہ نے واقعتاً موسیٰؑ کے دعوے کو واقعہء خضرؑ سے مکمل کیا۔ قرآن ھمیں یہ بتا رھا ھے کہ اگر اللہ کے نزدیک موسیٰؑ کو کسی چیز

کا علم نہیں بھی تھا تو اللہ نے حضرتِ خضرؑ کے واقعے سے وہ علم بھی موسیٰؑ کو عطا فرمایا اور یقیناً اس وقت وہ سب سے بڑے عالم تھے۔

سوال نمبر 1.04) [پاکستان کے سیاسی حالات میں تبدیلی] پاکستان کے سیاسی حالات آنے والے دنوں میں کس حد تک تبدیل ہوں گے؟

جواب: جب ترکی کی جنگ ہو رہی تھی اور ترکی مردِ بیمار تھا اور ہر طرف سے اس پر افواج چڑھی ہوئی تھیں تو جنرل Van Sandars ترکی کی افواج کا جنرل تھا، اس نے کہا کہ

I can no longer defend Turkey میں ترکی کی مزید حفاظت نہیں کر سکتا، میں جا رہا ہوں۔ خلیفہ عبدالحمید نے کہا کہ تُو تو جا رہا ہے مگر میں پیچھے سے کس کو قیادت دوں؟ تو اس نے کہا کہ مصطفےٰ' کمال کو لے آؤ شاید وہ ترکی بچا لے۔ وہ اسے لے آیا اور اُس نے اُس وقت کے فاتحینِ عالم کو بری طرح شکستیں دیں، مگر اس کے بعد جو کچھ اس نے ترکی کے ساتھ کیا وہ کوئی قابلِ عزّت کام نہیں تھا۔ اس نے اس عزّت کے بدلے ترکی کا رُخ بدلا، اسے محکوم و مجبور قوم بنا دیا، اس سے اس کی دینی روایات چھیننے کو کوشش کی، اسے ایک فضول قسم کے سیکولر ماحول میں لے گیا۔ بات یہ ہے کہ قوموں کو شعور ہونا چاھیئے کہ انہیں کب لیڈر بدلنا ہے۔ جنگِ عظیم شروع ہوئی اور انگلینڈ کے وزیرِاعظم کو یہ سمجھ کر کہ یہ نرم دل ہے، جنگ کے حالات کے لیئے موزوں نہیں رہے گا ھٹا کر چرچل کو وزیرِاعظم بنا دیا گیا اور چرچل نے وہ جنگ جیت لی . . . آپ ان کو کیوں الزام دیتے ہو جو اوپر بیٹھے ہیں؟ آپ اپنے آپ کو الزام کیوں نہیں دیتے۔ ایک مجموعی مِلّی فراست کھو گئی ہے۔ ہماری ذھانتیں مُردہ پڑی ہیں۔ ہم میں عقل نہیں رھی۔ جب ہم میں ھی عقل نہیں رھی، ہمارے چناؤ ھی غلط ہو گئے ہیں، جب ہم اپنے ہاتھوں سے اپنے انتخاب کی اھلیتیں تبدیل نہیں کرتے، اپنی شعوری اھلیتیں تبدیل نہیں کرتے، ہم اگر اپنی برادریوں کی خاطر جان بوجھ کر ظالموں کا ساتھ دیتے ہیں تو پھر ملک کا یہی حال ہو گا، اس لیئے اصولاً پاکستانیوں کو گِلہ نہیں کرنا چاھیئے۔

سوال نمبر 1.05) [داڑھی اور سُنّتِ رسولؐ] آپ اتنے اچھے مقرّر ہیں۔ سِیرتِ رسولؐ پر عمل کرتے ہوئے آپ داڑھی کیوں نہیں رکھتے؟

جواب: پھر شاید میں اتنا اچھا مقرّر نہ رھتا۔ پھر پتہ نہیں میرے گلے میں کتنی خراشیں پڑتیں، کتنے چمچ چینی کے کھانے پڑتے اور پھر میں پتہ نہیں کتنی مرتبہ اسے کُھجلاتا . . . بات یہ ہے کہ داڑھی اب دین کی علامت نہیں رھی۔ بہت سی سُنّتیں اس وقت بھی زندہ تھیں اب بھی زندہ ہیں۔ کیا آپ سوچتے ہو کہ اُس وقت جو لباس عرب میں تھا وہ پہن کر اِس زمانے میں بھی آپ گھوم سکتے ہو؟ معیشت ترقّی کرتی ہے، معاشرت ترقّی کرتی ہے تو چیزیں بدلتی ہیں۔ اگر میرے پاس یہ choice ہو کہ میں قولِ رسولؐ کی اخلاقی متابعت کروں یا میرے پاس choice ہو کہ میں آنؐ کی physical متابعت کروں تو میں صرف ایک ھی سُنّت کی متابعت کیوں کروں؟ کیا رسول اللہ کی کوئی اور سُنّتِ ظاھرہ نہیں ہے کہ جس کی متابعت مجھ پر فرض ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے سُنّت ترک کی ہے تو مجھے آپ دنیا میں کوئی ایسا بندہ بتا دیں جو اس وقت ساری سُنّتوں پر عمل کرتا ہو۔ میں اندرونی سُنّتوں کی بھی بات نہیں کرتا، میں صرف ظاھرہ سُنّتوں کی بات کرتا ہوں، جیسے رسولِ اکرمؐ کے لباس میں گریباں کے پاس تین گھنڈیاں پڑی ہوتی تھیں اور ان کا گریبان اوپر سے کھلا ہوتا تھا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس وقت علمائے ظاھر وھی لباس پہنے پھرتے ہیں؟ کیا وہ جوتے جو اُس وقت رسولِ اکرمؐ پہنتے تھے ھمارے علمائے اسلام آج وھی پہنے پھرتے ہیں؟ کیا وہ وھی چادریں پہن رھے ھین جو رسولؐ پہنتے تھے؟ اسے قطعاً یہ مُراد نہیں ہے کہ میں داڑھی نہ رکھنے کے حق میں دلیل دے رہا ہوں۔ یہ ایک اتفاق ہے، اتفاق یہ ھوا کہ جب میں جوان تھا تو مجھے داڑھی کا بہت شوق تھا۔ میں نے داڑھی رکھنے کی کوشش کی مگر میرے دو چار بال اُگتے تھے اور باقی کے نکلتے ھی نہیں تھے۔ دو چار اِدھر نکل آئے، دو چار اُدھر نکل آئے۔ میں ہر روز اُن کو بلیڈ سے shave کرتا تا کہ سارے بال اکٹھے نکل آئیں مگر پھر بھی بیچ میں خلا رہ جاتا۔ پھر بدقسمتی سے میں نے کوشش ھی چھوڑ دی کہ " لا حول و لا قوۃ الا باللہ "

سوال نمبر 1.06) [حدیثِ عقل کی سنّد] آپ نے جو عقل اور " کُنتُ کنزاً مخفیاً " والی حدیث سنائی ہے اس کا حوالہ بتایئے کہ کیا یہ صحیح سنّد سے ثابت ہیں؟

جواب: عقل والی حدیث ابنِ ماجہ اور نسائی میں quoted ہے۔ یہ ابورزین عقیلیؓ کی حدیث ہے اور " کُنتُ کنزاً مخفیاً " کے بارے میں تھوڑا سا شبہ ضرور ہے مگر محدّثین کا قول ہے کہ جب کوئی بات بہت قرینِ قیاس لگے اور بہت صحیح لگے تو پھر اس کو احادیث سے نکالتے نہیں ہیں۔

" کُنتُ کنزاً " والی حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو ہم فسق و فجور کہیں بلکہ یہ وہ واحد حدیث ہے جو قرآن کے مطابق ہے کیونکہ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالی نے عقل و معرفت اور علم کا ایک سبب اور وجہ یہ بتائی کہ:

> إِنَّا هَدَيْنَـٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (٣) [سُوۡرَةُ ٱلدَّهۡر / الإنسَان: 3]
>
> ہم نے اُسکو (بھلائی بُرائی پر مطلع کرکے) رستہ بتلایا (یعنی احکام کا مخاطب بنایا پھر) یاتو وہ شکر گزار (اور مومن) ہوگیا یا ناشکر(اور کافر) ہوگیا ۔ (٣) سورہ نمبر 76، سُوۡرَةُ ٱلدَّهۡر / الإنسَان (آیت نمبر: 3) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

(تمام عقل و شعور میں نے تمہیں اس لیئے دیا کہ تم مجھے پہچانو یا میرا انکار کر دو) اس لیئے اس روایت کو اگر آپ حدیث نہ بھی سمجھیں تو تب بھی یہ اِسی قولِ قرآن کے مطابق ہے " کُنتُ کنزاً مخفیاً ما احببت عن عرف فخلقت الخلق لیعرفون " (میں ایک چھپا ھوا

خزانہ تھا میں نے چاھا کہ آشکار ھو جاؤں تو میں نے اپنے تعارف کے لیئے مخلوق کو پیدا کیا) میرے خیال میں اس روائت میں کوئی ایسی بات نہیں ھے جس کی بناء پر یہ کہا جا سکے کہ یہ قول خلافِ شرع ھے، خلافِ حدیث ھے یا خلافِ اِسلام ھے۔

سوال نمبر 1.07) [اِسلام ایک تبلیغی مذھب اور توھینِ رسالتؐ] امریکہ میں ایک یہودی سکالر ھیں جن کا نام Daniel Piers ھے۔ انہوں نے اکثر اسلام کے خلاف لکھا ھے اور اسلام پر انکا جو بنیادی criticism ھے، اس میں وہ یہ کہتے ھیں کہ Islam is too missionizing while Judaism is not. (اسلام بہت زیادہ تبلیغی مذھب ھے جبکہ یہودیّت نہیں ھے) اس اعتراض کو ھم کس طرح defend کر سکتے ھیں؟ دوسرا سوال یہ ھے کہ گوجرہ کے واقعہ کے حوالے سے بتائے کہ کیا اس طرح توھینِ رسالتؐ ھو جاتی ھے؟

جواب: بعض اوقات ایسا ھوتا ھے کہ اگر کسی مسلمان کو کسی عیسائی سے مخالفت پڑ جائے تو بعض مُفسد پسند لوگ توھینِ رسالتؐ کو مسلمانوں کو بھڑکانے کے لیئے سب سے آسان ترین عُذر سمجھتے ھیں۔ میرا نہیں خیال کہ کوئی شخص حضورِ اکرمؐ کی شان میں اتنی blatant توھین کرتا ھو۔ توھینِ رسالتؐ کے جو واقعات ھم لوگ دیکھتے ھیں یہ ایک plotting ھے۔ ھمارا ملک چونکہ ھمیشہ کسی نہ کسی فتنہ و فساد کی زد میں رھتا ھے اور بہت سارے " جو فروش " گندم نما لوگ اس معاشرے میں ایسے موجود ھیں جو ھر وقت اس ملک کے لیئے کسی نہ کسی فتنے کی تلاش میں رھتے ھیں اس لیئے عموماً جو sabotage (شرانگیز) یا Fifth columnist طبقہ ھے، وہ قوم کا سب سے کمزور پہلو ڈھونڈتا ھے اور ھماری قوم یعنی مسلمانوں کا Weakest پہلو

" مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِۚ " ھیں اور ھمیں اس کمزوری پر فخر ھے . . .

مگر ھمیں اس کمزوری کو وجہ سے فتنہ و فساد کا شکار نہیں ھونا چاھیے۔ ھم توھینِ رسالتؐ کے ضِمن میں اللہ اور رسولؐ کے دوسرے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ھیں جیسا کہ ھم نے گوجرہ کے واقعہ کے حوالے سے react کیا۔ کیونکہ اللہ نے حکم دیا ھے کہ افواہ پر مت جاؤ بلکہ پہلے تصدیق کرو اور یہ کب اللہ نے کہا ھے کہ اگر ایک شخص ملزم ھے تو تم پورے خاندان کو تباہ کر دو یا پورے ایک گاؤں کو تباہ کر دو۔ میرے نزدیک یہ کسی سیانے، سمجھدار اور اچھے مسلمان کا کام نہیں ھے۔ یہ وھی

Fifth columnist agents ھیں جنھوں نے ھماری کمزوری کا ایک مرتبہ پھر فائدہ اٹھانا چاھا ھے۔ میرا خیال ھے کہ اسلام کو missionizing وہ عیسائی کہہ رھا ھے جو ھمیشہ اسلام پر کسی نہ کسی حوالے سے تنقید کرتا رھتا ھے۔ آج تک تاریخِ اسلام میں باقاعدگی سے سوائے آج کے دنوں کے کسی غیر ملک میں کوئی اسلامی مشن نہیں بھیجا گیا۔ جزیرہ نمائے عرب کے باھر کوئی تبلیغی مشن نہیں بھیجا گیا۔ ھمارے تبلیغی بھائیوں کو تو پتہ ھی نہیں چلتا کہ وہ کیا کر رھے ھیں۔ جب رسول اللہؐ کے دور میں مشن بھیجے گئے اور اھلِ عرب نے اُن حفّاظ کو شہید کرنا شروع کر دیا تو پھر یہ طریقہ ھمیشہ ھمیشہ کے لیئے ترک کر دیا گیا اور رسولِ پاکؐ نے حفّاظ کرام کا دوسرے علاقوں میں جانا منع کر دیا اور اسکی جگہ نیا طریقہ ڈھونڈا گیا اور وہ طریقہ یہ تھا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جس قبیلے کو اسلام کی ضرورت ھو وہ اپنے دس لوگ بھیجے جو Central Capital یعنی مدینہ میں آ کر اسلام کی تعلیم حاصل کریں اور پھر وہ اپنی قوم کو پلٹ جائیں . . .

یہ اِن دنوں جو مہاجرت شروع ھوئی ھے اس کا تو کوئی جواز مجھے نظر نہیں آتا۔ دوسری بات یہ ھے کہ اسلام نے missionary (تبلیغی جماعتیں) کہیں نہیں بھیجیں۔ عیسائی مِشن جہاں بھی جاتے تھے افریقہ میں یا کہیں اور . . .

They have never come across the Muslim missionaries.

البتہ یہ جتنا اسلام پھیلا ھے یہ مِشنری جذبے سے پھیلا ھے، مِشن سے نہیں پھیلا یعنی اولیاء اللہ تعالیٰ العزیز خُدا کے وہ بندے جو خُدا کی محبت میں سرخرو ھوئے جیسے " اصحابک النجوم " (میرے اصحاب ستاروں کیطرح ھیں) وہ اصحابؓ جہاں کہیں بھی گئے انہوں نے وھاں روشنی پھیلائی، اسی طرح اللہ کے ولی جِدھر بھی گئے وھاں انہوں نے روشنی پھیلائی۔ اب آپ انڈیا میں کیا calculate کریں گے کہ وھاں مِشنری کہاں سے آئے؟ کیا وھاں اسلام missionaries کی وجہ سے پھیلا؟ وہ علی بن عثمان ھجویریؒ، غزنی کے محلّے سے چلا ھوا درویش جو صرف ایک اکیلا آدمی تھا وہ مِشن ضرور تھا مگر مِشنری نہیں تھا۔ وہ اپنی ذات میں خُدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جو کر چلے اُسے نبھایا۔ وہ ایک انسان تھا . . . خواجہ معین الدین چشتیؒ ایک آدمی تھا۔ خواجہ فریدالدین گنجِ شکرؒ صرف ایک آدمی تھا۔ خواجہ نظامؒ ایک آدمی تھا۔ خواجہ چراغِ دھلیؒ صرف ایک آدمی تھا . . . اور کچھ عرصہ پہلے کی بات ھے کہ خواجہ مہر علیؒ صرف ایک آدمی تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اللہ کے حضور سے یہ آ گہی پائی اور یہ اکیلے مختلف جگہوں پر گئے مگر انہوں نے بھی کسی کو زبردستی اپنی طرف نہیں بلایا۔ اصل میں اسلام میں missionary دوسری قسم کی ھے، اللہ نے تمام انسانوں کے ساتھ ایک وعدہ کیا تھا کہ میں کسی قوم کو تباہ نہیں کروں گا جب تک ان کے پاس رسولؐ نہ بھیج لوں :

" . . . إِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهِۦ . . . [سُوۡرَةُ إبراهيم : 4] " (مگر اُسی قوم کی زبان میں)

اب رسولؐ تو دنیا سے چلے گئے، رسالت تو اب آنی ھی نہیں، اب اُن کی جگہ اللہ نے یہ کام اولیاء اللہ سے لیا کہ اس کو جن علاقوں کی فلاح و بہتری منظور تھی وھاں اس نے اپنے بندے بھیجے اور انہوں نے کسی کو گھسیٹا نہیں، چھاپہ نہیں مارا، کسی کو رات کو جگایا نہیں۔ بس وھاں جا کر بیٹھے اور خُدا نے اُن کے نُور کو پھیلایا، پھر دیکھتے ھی دیکھتے برِصغیر کے کروڑوں لوگ مسلمان ھو گئے۔ مگر ایسا ھم نے عُلماء سے نہیں سنا، اگر آپ برِصغیر کی پوری تاریخ دیکھ لیں تو کم از کم میرے علم میں عُلماء کی کوئی ایسی اجتماعی کوشش موجود نہیں ھے جن کے ھاتھوں پر کوئی شہری مسلمان ھو گیا ھو۔ ھاں جِدھر دیکھو گے وھاں آپ کو ایک ولی اللہ ضرور ملے گا۔ کہیں یوسف سلیم چشتی بیٹھا ھوا ھے، کہیں اجمیر کا ولی بیٹھا ھوا ھے۔ اصل میں اُس وقت کے عُلماء اِس مشکل میں پڑھ گئے کہ کتابیں تو

ہمارے پاس ھیں اور لوگ متابعت اُن (اولیاء) کی کر رھے ھیں تو اُنہوں نے اس جھگڑے میں آ کر ولیوں کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ لوگ نذرونیاو اُن کے پاس لے جاتے تھے۔ آپ کو پتہ ھے کہ اگر مولوی سے نذرونیاز چھن جائے تو کیا ھوتا ھے؟

یہ بعد اولیاء اللہ کے خلاف تمام پروپیگنڈہ چلا، حقیقتاً یہ، اسی وجہ سے تھا۔ یہ سچ ھے کہ علم ٹرانسفر نہیں ھوتا، پیروں کے اولادوں کے پاس ان پیروں کی دعا ضرور ھے مگر علم نہیں ھے۔ " تعلیم اکتساب سے ھے، دُعا عطا ھے " یہ نہیں ھو سکتا کہ شیخ عبدالقادرؒ کا بیٹا بھی شیخ عبدالقادرؒ ھو۔ خواجہ علی بن عثمان ھجویریؒ کا تو کوئی مُرید نکلا ھی نہیں، اُس اھلیت کا کوئی ولی ھی نہیں نکل سکا۔ اھلِ چشست کا کچھ سلسلہ اُنکے اچھے قابل شاگردوں کی وجہ سے چلتا رھا مگر لوگ عُلماء کے ھاتھوں پر مسلمان نہیں ھوئے، لوگ اولیاء اللہ کے ھاتھ پر اُن کی محبتوں اور ان کے اخلاق کی وجہ سے مسلمان ھوئے۔ لوگوں نے اُن کو دیکھ کر کہا کہ " اگر یہ اللہ کے بندے ھیں تو پھر ھم بھی اس اللہ کو مانتے ھیں " انہوں نے اپنے پروھت دیکھے، بڑے بڑے جابرانِ وقت دیکھے، وہ مندروں میں گئے مگر انہیں اللہ کے ایسے بندے کہیں نہ ملے۔

There were two appeals of Islam in sub-continent, the person and the message.

ایک تو یہ کہ اسلام بہت خوبصورت اور سیدھا سادا سا مذھب تھا، اوپر سے جنہوں نے اپنایا ھوا تھا وہ بڑے خوبصورت لوگ تھے۔ اس وجہ سے اسلام پھیلا۔ ایسا کوئی مشنری ھے ھی نہیں ھے اگر کوئی یہودی یہ اعتراض کرے کے اسلام مشنری ھے تو میں یہی کہوں گا کہ

He has no authority on the historical movements of religions.

سوال نمبر 1.08) [نماز اور عِشقِ رسولؐ] ایک شخص یہ کہتا ھے کہ میں عاشقِ رسولؐ ھوں اور میرا عِشق مجھے بخشوا دے گا مگر وہ نماز نہیں پڑھتا تو کیا ایسا کرنا درست ھے؟

جواب: ایک چیز تعلیم اور academics ھوتی ھے۔ آپ اگر مجھ سے کہو کہ نماز نہ پڑھنا درست ھے تو میں کہوں گا کہ نہیں کیونکہ مجھے پتہ ھے کہ یہ درست نہیں مگر میں کسی انسان کی finality پہ رائے دینے کے قابل نہیں ھوتا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس آدمی کا انجام یہ ھونا ھے اور اس آدمی کا انجام یہ ھونا ھے۔ اُس نے جنّت میں جانا ھے اور اِس نے نہیں جانا۔ ھاں! آپ افعال کے بارے میں رائے لے سکتے ھو کہ اگر کھانا نہیں کھاتا تو میں کہوں گا کہ نہیں اسے کھانا چاھیئے، اگر ایک انسان نماز نہیں پڑھتا تو میں کہوں کہ اسے پڑھنا چاھیئے، یہ روزے نہیں رکھتا تو میں کہوں کہ یار رکھ لو۔ ھم بہت Slight اور Moderate لہجے میں اسے Advice کر سکتے ھیں کہ بھئی یہ کام ٹھیک نہیں ھے، ایسے نہ کرو، یہ غلط ھے، نماز پڑھا کرو لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو میں اس پر یہ رائے نہیں دے سکتا کہ یہ کافر ھو گیا ھے یا جہنّمی ھو گیا ھے۔ اس کی وجہ یہ قولِ رسولؐ میرے راستے میں حائل ھے:

" ایک آدمی ساری عمر غلط کام کرتا ھے اور آخر میں وہ کوئی ایسی نیکی کر جاتا ھے کہ اس کا مقام جنّت ھوتا ھے اور ایک شخص ساری عمر نیک کام کرتا ھے اور آخر میں ایسا کام کرتا ھے جو اسے جہنّم کا سزا وار بنا دیتا ھے "

یہ صحاحِ ستّہ کی حدیث ھے۔ ایک اور حدیث بھی سُن لیجیے جس کی وجہ سے مجھے یہ جرأت نہیں ھوتی کہ میں ایسی بات کروں:

" رسولِ اکرمؐ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھا کہ یا رسول اللّٰہ قیامت کب آئے گی؟ " تو حضورؐ نے پوچھا کہ تُو نے اس کے لیئے کیا تیاری کی ھے؟ اُس نے کہا: " کوئی خاص نہیں کی " آپؐ نے فرمایا: " کیا نمازیں بہت پڑھی ھیں؟ " اُس نے کہا: " اتنی تو نہیں پڑھیں " آپؐ نے پوچھا: " کیا صدقات بہت دیئے ھیں؟ " اُس نے کہا: " یا رسول اللّٰہ اتنا تو میرے پاس تھا ھی نہیں کہ میں دیتا " آپؐ نے فرمایا کہ پھر کس برتے پر تُو قیامت کو پوچھتا ھے؟ اس نے کہا: " یارسول اللّٰہ مجھے آپؐ سے محبت بہت ھے " آپؐ نے فرمایا: " لوگ قیامت کے دن اُسی کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جن سے وہ محبت کرتے ھیں "

اب اس حدیث کے بعد بتاؤ کہ میں اس مسلے کے بارے میں کیا کہہ سکتا ھوں جو آپ پوچھ رھے ھو۔ اس زبانِ مُبارک سے کچھ اور نکل رھا ھے، اِدھر سے کچھ اور نکل رھا ھے۔ اسی سے متعلقہ ایک اور بات سُن لیجئے کہ اِمام ابنِ تیمیہؒ نے جو بہت سخت گیر تھے اِمام ابوالحسن شاذلیؒ کو خط لکھا کہ تُو بڑا محبتوں پر زور دیتا پھرتا ھے، اگر تُو باز نہ آیا تو جیسے میں نے باقی عُلماء کی کھال کھنچوائی ھے، تیری گردن بھی کھنچوا دوں گا۔ اِمام شاذلیؒ نے اُسے لکھا کہ اے اِمامِ اھلِ حدیث میں تیری طرف ایک متفقؐ علیہ حدیث بھیج رھا ھوں اگر یہ غلط ھے تو چواب دھی کر لینا اور اگر غلط نہیں تو خاموش ھو جانا۔ پھر اس کے بعد اِمام نے ان سے کبھی نہں پوچھا۔ اِمام شاذلیؒ ولی تھے اور ابنِ تیمیہؒ، اِمامِ اھلِ تقویٰ' تھے۔ اس کے بعد اِمام ابنِ تیمیہؒ نے کبھی اِمام ابوالحسن شاذلیؒ کو نہیں پوچھا۔ جو حدیث انہوں نے بھیجی تھی وہ یہی تھی کہ لوگ قیامت کے دن اس سے ساتھ اٹھائے جائیں گے جن سے انہیں محبت ھو گی . . . اعتراض کرنے والا کہہ سکتا ھے کہ جس کے ساتھ محبت ھو اس کے خصائل بھی اپنانے چاھئیں . . . مگر یہ تو ھم کہتے ھیں۔

سوال نمبر 1.09) [دنیا کی بھلائی] قرآن میں دُعا ھے کہ اے اللہ ھمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ھمیں دوزخ سے بچا۔ اس دُعا میں دنیا کی بھلائی سے کیا مراد ھے؟

جواب: میرا خیال ھے کہ اتنے بڑے احکامات کو اللہ نے ایک جملے میں سمیٹا ھے۔ بھلائی وہ سارے کام ھیں جو قرآن بتاتا ھے اور وہ ساری خرابی وہ ساری خرابیاں ھیں جن سے قرآن منع کرتا ھے اس میں اوامر و نہی دونوں ھیں۔ قرآن کیا ھے؟ یہ کتابِ فیصلہ ھے، اچھے

اور بُرے میں فیصلہ دیتی ھے کہ یہ کام اچھے ھیں اور یہ کام بُرے ھیں تو میرا خیال یہ ھے کہ قرآن پڑھنا چاھیئے اور دیکھنا چاھیئے کہ اللہ کو کون سے کام پسند ھیں اور کون سے نہیں۔

سوال نمبر 1.10) [پاکستان کا مستقبل] پاکستان کا مستقبل کیا ھے؟

جواب: یہ سوال تو آخری ھے مگر پاکستان کا مستقبل آخری نہیں ھے۔ میرا خیال یہ ھے کہ یہ بھی وھم اور وسوسہ کی ایک مسلسل campaign ھے جو ھر پاکستانی کے ذھن کو دی جاتی ھے۔ آج کیا ھو گا؟ کل کیا ھو گا؟ پرسوں کیا ھو گا؟ ھائے پاکستان ۔ ۔ ۔ ھائے پاکستان ۔ ۔ ۔ میں کہتا ھوں کیا ھوا ھے پاکستان کو؟ اٹھائیس سال تک سری لنکا جو ایک چھوٹا سا ملک ھے تامل ٹائیگر باغیوں کے ساتھ لڑتا رھا۔ میں آپ سے سوال پوچھتا ھوں کہ کیا اٹھائیس سال میں سری لنکا ٹوٹ گیا؟ کیا آپ کا یہ خیال ھے کہ باغیوں نے سری لنکا پر قبضہ کر لیا تھا؟ کیا آپ کا خیال یہ ھے کہ سری لنکا نے ان کے آگے ھاتھ جوڑ دیئے تھے یا وہ تقسیم ھو گیا تھا؟ ایسا بالکل نہیں ھوا تھا۔ اب آپ مجھے ایک دوسری بات کا جواب دیجیئے کہ طالبان کو غلبہ حاصل تھا، اُن کے پاس حکومت تھی، سازوسامان تھا، سب کچھ تھا پھر اُن پر امریکہ نے حملہ کر دیا یا " شمالی اتحاد " جو ایک کمزور بُزدل سی جماعت تھی انہوں نے حملہ کر دیا اور طالبان کو پسپا کر دیا اور وہ پہاڑوں میں جا گھسے۔ جو طالبان ایک چھوٹے سے گروہ کی وجہ سے اپنے ملک کا غلبہ چھوڑ گئے تو آپ کا کیا خیال ھے کہ دنیا کہ Top professional آرمی کے سامنے کھڑے ھو کر انہوں نے پاکستان پر قبضہ کر لینا ھے؟ میرا خیال ھے کہ یہ خواب تو کوئی ملّا ھی دیکھ سکتا ھے۔ ایک sensible آدمی یہ خواب نہیں دیکھ سکتا۔ ھاں یہ ھو سکتا ھے کہ آپ کو مار دیا، مجھے مار دیا، دس بچّے مار دیئے، مخلوق کو دھشت زدہ کر دیا مگر کسی ملک پر ایسے گروھوں کا قبضہ کر لینا نا ممکن ھے۔ اگر ھم لوگ تنگ ھیں تو اپنے ھاتھوں سے تنگ ھیں۔ ھمیشہ ھماری محبتیں ھماری رسوائیوں کا باعث بنتی ھیں۔ اب اگر آپ نے یہ حکومت بٹھائی ھے تو اس کا باعث آپ خود ھیں۔ کل جس کو بٹھاو گے اُس کا باعث بھی آپ ھو گے۔ جس دن آپ نے فیصلہ کر لیا کہ ھم نے حسب نسب سے ھٹ کر اپنا سردار ایک ایماندار آدمی چُننا ھے تو بس اُسی دن پاکستان بدل جائے گا اور پاکستانیوں کا نصیب بدل جائے گا۔

آپ نے کبھی مہدیٔ کی تعریف سُنی جو بخاری میں درج ھے۔ مہدیٔ کے خواب دیکھ دیکھ کر صبح و شام آپ لوگ پاگل ھوئے رھتے ھو مگر آپ نے کیا مہدیٔ کی تعریف سُنی ھے جو بخاری میں درج ھے کہ زمانہء آخر میں مسلمانوں کے گروہ کا سردار ایک نیک مسلمان ھو گا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ زمانہء آخر تو اب شروع ھو چکا ھے۔ جس دن آپ کو پاکستان میں ایک نیک حکمران مل گیا اُسی دن مسلہ حل ھو جائے گا۔ آپ کوشش کرو، سوچو، یہ آپ کی ذمّہ داری ھے مگر آپ کو تو جمہوریت (democracy) سے محبت ھے۔ آپ نے تو اللہ پر چھوڑا ھی کچھ نہیں ھے۔ اگر اللہ پر چھوڑتے تو کہیں نہ کہیں سے آپ کو نیک مسلمان نکال ھی دیتا۔ آپ تو democracy پر تکیہ کر رھے ھو تو پھر چُنو، نکالو اپنے بیچ میں سے کسی مسلمان کو۔ پاکستان کو کچھ نہیں ھوا مگر یہ کہ آپ کا انتخاب مجبور ھے۔

المرا

پہلا لیکچر اور سوالات کا اختتام

تمّت بِالخیر

مذہب: ماضی، حال اور مستقبل [خطاب اور سوالات (33)]

مورخہ: 08 مارچ 2009

بمقام:

أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعُ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيمِ

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ

رَّبِّ أَدۡخِلۡنِى مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَأَخۡرِجۡنِى مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَٱجۡعَل لِّى مِن لَّدُنكَ سُلۡطَـٰنً۬ا نَّصِيرً۬ا

سُبۡحَـٰنَ رَبِّكَ رَبِّ ٱلۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ (١٨٠) وَسَلَـٰمٌ عَلَى ٱلۡمُرۡسَلِينَ (١٨١) وَٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ (١٨٢)
[سُوۡرَةُ الصَّافات : 180، 182]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِک وَ سَلِّمْ

آج کا موضوع دلچسپ ھے، سوچ والا ھے، غور و فکر والا اور فیصلہ کُن ھے۔ دیکھنا یہ ھے کہ کیا اللہ نے انسان کو پیدا کیا یا انسان نے اللہ کو پیدا کیا؟ دیکھنا یہ ھے کہ کیا خُدا ایک مفروضہء حیات ھے اور انسان کیا ایک حادثے کی پیداوار ھے؟ کیا کائنات میں کوئ ایسا تضاد موجود ھے جو خُدا کے ثبوت میں ھمیں تسلّی بخش سکتا ھے؟ کیا کائنات، انسان اور خُدا کی اس تکون میں ایک خُدا ھی ایسا مجبورِ محض ھے جس کے حق میں کوئ مضبوط دلیل موجود نہیں اور کیا وہ تمام دلائل جو فلاسفہء مشرق و مغرب دیتے آئے ھیں، کبھی اُن میں اشراقیہ اُٹھے، کبھی رواّقیہ اُٹھے، کبھی Skeptics (فلسفہء تشکیک) والے اُٹھے اور کبھی seculars اُٹھے۔ Greek فلسفیوں سے لے کر آج تک خُدا پر ظنّ و گمان تو بہت ھوا، اتّفاقات کی باتیں تو بہت ھوئیں مگر جب بھی کبھی ایمان، آزمائش میں آیا تو یہ بہت بڑا مسلہ پیدا ھو گیا کہ کیا خدا کا کوئ حتّمی ثبوت موجود ھے یا ھم برسوں سے ایک روایتِ خیال کی پرستشش کرتے چلے آ رھے ھیں۔ ھمیں یہ دیکھنا ھو گا کہ ھماری پرستش ھمارے اپنے ذھن کے کسی آسیب کی طرح تو نہیں ھے؟ آج کا موضوع اس لحاظ سے پہلے کبھی زیرِ بحث نہیں آیا۔ آج میں اس پر صرف مذھبی نقطہء نظر سے ھی بات نہیں کروں گا۔

دو بڑے علوم Anthropology اور Cosmology کی شاخیں، مسلسل اللہ پر غور و فکر کر رھی ھیں۔ حیرانی کی بات ھے کہ Everybody is looking for a theory of every thing طبعیات دان ایسی theory ایسا نقطہء نظر ڈھونڈ رھے ھیں جو تمام مسائل کر حل کر دے، ایسی theory جو پورے کائناتی اِسرار کو حل کر دے۔ ایسا خیال جو کم و بیش ھم جِدھر لے کر جائیں، جس موضوع پر رکھیں، جس situation پر اس کو عمل درآمد میں لائیں تمام کے تمام مسائل حقیقت فاش ھو جائیں اور ھم بڑی تسلّی سے کہہ سکیں کہ

This is a theory if applied to everything, solves everything.

مگر بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔ ریاضی دان ایسا نہیں کر سکے، طبعیات دان ایسا نہیں کر سکے، فلاسفر ایسا نہیں کر سکے مگر بحث مسلسل جاری ہے۔ آیئے آج آپ کو میں تھوڑا سی یہ بتانے کی کوشش کروں گا کہ Do we have a theory of everything? یا کوئی ایسا خلّاقِ عالم ہے جو ان ساری چیزوں کو جانتے ہوئے جب کوئی بات کرتا ہے تو وہ کسی بھی زمانے کو ہو، کسی بھی حال کو ہو، کسی بھی situation کی ہو وہ بات پھر ایک مُطلق حقیقت اور سچّائی ہوتی ہے اور اسے کسی بھی قیمت پر ردّ نہیں کیا جا سکتا۔

مذہب اور سائنسز میں ایک تضادِ مسلسل موجود رہا مگر آپ کو ایک مزے کی بات بتاوں کہ سائنس مسلسل غلطیاں کرتی ہے اور مسلسل غلطیاں کرتی رہی۔ سائنس آج بھی illusions میں ہے سائنس اپنے بارے میں مشکوک ہے کہ ہمارا کوئی فیصلہ چاہے وہ relativity ہو، چاہے وہ نیوٹن کی Theory of gravity ہو، چاہے کائناتی حقیقت میں کوئی certainty یا uncertainty ہو، کیا واقعی آخری حل ہے یا آخری بات ہے مگر وہ خود یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ نہیں۔

We are exploring the possibility ریاضی دان یہ سوچتا ہے کہ میں نے یہ جو فارمولا نکالا ہے یا سوچا ہے یہ پہلے سے کائنات میں موجود تھا یا میری سوچ کے مطابق کائنات میں اس قدر حل موجود ہیں کہ کوئی نہ کوئی حل ا کے میرے فارمولے سے جُڑ جاتا ہے۔

There is uttered confusion about theory and reality

جتنی بڑی سائنس اتنا بڑا بحران، جتنا بڑا سائنس دان اتنا ہی زیادہ confused . . . مگر کچھ حقیقتیں ایسی ہیں، کچھ باتیں ایسی ہیں جن کے ساتھ ہمیں compromise کرنا ہے۔ اگر سائنسدان اور دانشور مذہب کے ساتھ compromise کرنا چاہیں، اگر اللہ کو دی ہوئی کسی کتاب کے ساتھ compromise کرنا چاہیں تو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ کیا حل نکلتا ہے۔

میری اس گفتگو کا تمام تر مرکز قرآن ہو گا۔ مگر قرآن ہی کیوں؟ کیوں اناجیل نہیں؟ کیوں زبور نہیں؟ کیوں تالمود نہیں؟ کیوں غزل الغزلات نہیں؟ کیوں نغمہء سلیمانؑ نہیں؟ اس کی ایک بڑی خاص وجہ ہے وہ یہ کہ جب ہم کسی total reality کو challenge کرتے ہیں، جب ہمیں خُدائے مُطلق کے بارے میں غور کرنا ہوتا ہے، جب ہم سائنسز کے اختلاف کے خلاف ایک مضبوط ترین دلیل پیش کرنے کے لیئے کھڑے ہوتے ہیں تو ہمیں دیکھنا ہے کہ کیا چیز اللہ کو represent کرتی ہے؟ آپ کہہ سکتے ہو کہ تالمود اللہ کی کتاب ہے، آپ کہہ سکتے ہو کہ اناجیل اللہ کی کتاب ہے، میں بھی یہی کہتا ہوں کہ ہاں وہ تھیں . . . مگر اللہ سے تو پوچھ لو جس کو ہم discuss کر رہے ہیں، جس کو ہم پوجتے ہیں کہ اے پروردِگار (اے so called پرروِدگار) کیا تو چاھتا ہے کہ ہم ان کتابوں سے تیری تصدیق کریں تو وہ کہتا ہے کہ

No, not at all ٹھیک ہے یہ میری کتابیں تھیں، میرے الفاظ تھے، یہ میری باتیں تھیں جو میں نے پیغمبروں کے ذریعے اپنے بندوں تک پہنچائیں مگر اب میں ان کتابوں کو وہ سند نہیں دے رہا، اگر تم نے مجھے quote کرنا ہے، میرے نام کے ساتھ اگر تم نے دلیل forward کرنی ہے تو اب دلیل انجیل سے نہیں جائے گی۔ کیوں بھئی ایسا کیا پرابلم ہو گیا اب؟ کیونکہ وہ تسلسل جاری نہیں رہ سکا۔

ایک المیّہ مذہب کے ساتھ ہوا وہ المیّہ سائنس کے ساتھ نہیں ہوا۔ بطلیموس (Ptolemy) غلّط تھا یا صحیح، کاپرنکّس غلّط تھا یا صحیح، گلیلیو غلّط تھا یا صحیح مگر اُسے رسل (Russell) بھی مانتا ہے، اُسے آج کا سائنس دان بھی اُتنا ہی محترم مانتا ہے، اُسے own کرتا ہے اس کی غلطیوں کو own کرتا ہے، اُس کی progress کو own کرتا ہے اور اس کے نتائج پر اُسی طرح قائم ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ وہ عظیم تر لوگ تھے کہ جنہوں نے سائنسز کا آغاز کیا۔ یہ ھمارے باپ دادا تھے we owned them مگر مذہب میں ایسا نہیں ہے۔ جب بنواسرائیل پر خُدا اُترا تو انہوں نے اُسے بنواسرائیل سے باھر نہیں جانے دیا۔ اُنہوں نے مذہب کو کوئی progress نہیں مانا، اُنہوں نے اُسے family God بنا لیا۔ اپنے خاندان کا فرد بنا لیا۔ جِیوَاھَا بنواسرائیل سے باھر exist نہیں کرتا، وہ ایک خاندان کا خُدا ہے۔ وہ ابراھیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا خُدا ھونے کے باوجود بنواسرائیل کے تعصّبات نے ایک عالمی کائناتی مالک کو reduce کیا ایک قبیلے کی ملکیت بنا دیا۔ بعد میں عیسائی آئے۔

Christains accepted the God of Israil but Jews never accepted the new Prophet of God

یہ ایک بہت بڑا المیّہ تھا۔ عیسائیوں نے موسیٰ پر اعتراضات نہیں کیئے، ابراھیمؑ پر اعتراضات نہیں کیئے مگر یہودیوں نے انہیں impostor اور out caste (ناکارہ) قرار دیا اور ایک ہی مذہب کی روایتی movement کو کاٹ دیا

مگر شروع شروع کے عیسائی بھی یہودی تھے اس لیے اُنہوں نے خُدا کو مزید باندھا اور لپیٹا۔ پہلا خُدا قبیلے کا تھا اب ان کا خُدا فیملی بن گیا۔ اُس نے شادی کر لی اور اُس کے بال بچّے بھی ہو گئے۔

They did not allow God to function as a total power. کائناتی خلّاقیّت کی کوئی چیز اللہ میں نہ رہی ایسے لگا کہ وہ ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور اسی فیملی کی قدروقیمت اس میں موجود ہے۔ اس کے بعد اسلام آیا۔ کیا اُنہوں نے اسلام کو مان لیا؟ نہیں . . . Religion again retarded پچھلی کلیسائی (hierarchy) حکومت نے نئے religious revolution (مذہبی انقلاب) سے انکار کر دیا، اسلام سے انکار کر دیا، محمد رسول اللّٰہ کو رسول ماننے سے انکار کر دیا اور اللہ کو خُدا کا متقابل حرف سمجھا مگر اسے ایک totality میں پروردِگارِ عالم ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ ایک المیّہ تھا۔

The rift which did not come into sciences, it came into religion.

مذھب میں چند گروھوں نے جیسے آج آپ کے مذھب کے اندر وھی گروہ اپنی اپنی تعبیرات کو مستقل کر کے دیواروں میں سمیٹ کے اسے حتّمی (finalize) کر رھے ھیں اسی طرح جو آفاقیت اور اعلیٰ ترین مطالبِ مذھب تھے وہ اُس بدقسمتی میں کھو گئے۔

سائنس اور مذھب میں سب سے بڑا اختلاف genesis (تورات میں کتابِ پیدائش) کی وجہ سے آیا کیونکہ نظریۂ آدمؑ کچھ اور تھا اور سائنسز نے بڑی عرق ریزی کے بعد نظریۂ انسان قائم کیا۔ ان کا خیال یہ تھا کہ after long researches ڈارون (Darwin) سے لے کر Kipler تک انہوں نے ایک پروسیجر (procedger) مرتّب کیا اور بڑے بڑے دانشوروں نے اس پہ حکمت کے موتی برسائے

and they came out with the very sure researches, very sure researches

جو بعد میں تبدیل ھو جاتی ھیں ھر یقین جو سائنس کا ھے وہ بعد میں تبدیل ھو جاتا ھے مگر سائنس دانوں نے آدمؑ کو trace (ڈھونڈا) کیا، کائناتی ھسٹری میں سے ٹریس کیا۔ They said: No Adam کوئی آدم نہیں تھا، کوئ اچانک نہیں اُترا، کوئ خُدا کی طرف سے نہیں اُترا۔ خُدا ھی نہیں تھا تو آدمؑ کہاں سے اُترتا۔ اُنہوں نے ایک Biologen (ماھرِ حیاتیات) ھونے کی حیثیت سے، ایک Anthropologist (ماھرِ عمرانیات) ھونے کی حیثیت سے، expertise of fossils (فوسلز کے ماھر) ھونے کی حیثیت سے اپنا ایک پورے کا پورا رجسٹر مرتّب کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ

no mankind was on earth

ایک کروڑ سال پہلے ایک مخلوق میں انہیں مشابہت نظر آئ جو آج کے انسان میں ھے۔ - - - ویسے

خواتین و حضرات! اگر آپ اس مخلوق کو آج دیکھ لو تو خوابوں میں بھی ڈرو۔ مگر Homonides کو کہا گیا کہ یہ وہ پہلی مخلوق ھے جو انسان کے مشابہ نظر آتی ھے۔ کروڑ سال پہلے ایک ایسی ھستی نظر آئ زمین پر دو ٹانگوں پر کھڑی جو انسان سے مشابہ تھی۔ سائنسدانوں نے اس سے ٹریس کرنا شروع کر دیا۔ یہ دو ٹانگوں پر کھڑا ھوا انسان افریقہ فوسلز میں مِلا۔ دس لاکھ سے لے کر پندرہ لاکھ سال تک ھمیں اس کا وجود نظر آتا ھے اور اس کے دماغ کی مقدار چھ سوساٹھ کیوبک سینٹی میٹر ھے۔ ایک عجیب و غریب سی ھستی جو آج سے دس لاکھ سال پہلے نظر آئ اوراس کا برین چھ سو ساٹھ کیوبک سینٹی میٹر کا تھا اور وہ بالکل تو ھماری طرح نہیں تھا مگر اتنا مشابہ تھا کہ ھم انسانوں نے اُسے جدِّ امجد سمجھا اور اس کا نام ھم نے Homo Habilis رکھا۔ جب ھم سائنسز کی کیٹیگری (نظر سے دیکھتے ھیں) سے چلے آتے ھیں تو لفظ Homo انسان کے لیئے استعمال ھوتا ھے، تو ھم نے کہا کہ یہ Habilis انسان ھے یہ جو ھماری طرح مشابہ ھے۔ اس سے آگے بڑھتے ھوئے چودہ لاکھ سال پہلے ھمیں زمین پر ایک دوسرا انسان نظر آتا ھے، یہ انسان بیس ھزار سال سے لے کر دو لاکھ سال تک بھی نظر آیا یہ افریقہ، یوریشیا، جاوا، چین وغیرہ میں بھی نظر آیا اور اس کے دماغ کا حجم پہلے انسان سے بڑھ گیا تھا۔ پہلے انسان کا دماغ چھ سو ساٹھ کیوبک سینٹی میٹر تھا مگر اس کا آٹھ سو پچاس سے لیکر گیارہ سو کیوبک سینٹی میٹر تک بڑھ گیا۔ یہ کیسے بڑھ گیا؟ نہ سائنسدان کو پتا چل سکا، نہ ھمیں پتہ ھے۔ صرف اللہ جانتا ھے۔ گیارہ سو کیوبک سینٹی میٹر دماغ والا یا انسان کھڑا ھو کے چلتا تھا، کلہاڑے سے لڑتا تھا، جانور تھا مگر آدمی کو طرح تھا۔

آج ھم نے اُس انسان کا نام Homo erectus رکھا ھے۔ Eructus کا مطلب ھے کھڑا ھوا - - - جب ھم اس سے آگے بڑھتے ھیں تو ھمیں ایک اور عجیب و غریب انسان نظر آتا ھے جو موجود انسان سے زیادہ مشابہہ ھے، اِس کا سر بڑا، لمبوترا، کدّو کی طرح اور آنکھیں باھر کو اُبلی ھوئ ھیں مگر لگتا انسان ھی ھے۔ اتفاقاً آج بھی ھمارے ھاں کئ لوگ کدّو کی طرح کے سر والے ھوتے ھیں۔ وہ کدّو جیسے سر والے انسان چھوٹے قد کے تھے بونوں کی طرح - - - ان کو Homo Neanderthal کہتے ھیں۔ ھمیں یہ سراغ نظر آیا کہ شاید یہ بھی ھمارے آباواجداد میں سے ھے۔ مزید آگے بڑھتے ھوئے اب ھمیں ایک اور انسان نظر آرھا ھے اور یہ انسان آپ سے یعنی موجودہ انسان سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ھے۔ یہ ون پوائینٹ فور ملین سے لیکر ون پوائینٹ فائیو نائین ملین کے درمیان کے زمانے میں ھمیں نظر آتا ھے۔ مگر ھم نے اس کا نام عجیب رکھ دیا ھے ھم نے اس کا نام Sapien رکھ دیا، یعنی سوچنے والا انسان۔ اب جو انسان ھمیں نظر آتا ھے ھم اسے Homo Sapien کہتے ھیں۔ یہ ھم ھیں، یہ آپ ھیں – آج بھی technically ھمارا نام Homo Sapien Sapien ھے۔

سائنس کہہ رھی ھے کہ زمین پر چلتا ھوا انسان (Homo erectus) اِرتقائ منازل طے کرتا ھوا Homo Sapien (سوچنے والا انسان) بنا ھے تو مذھب آخر کیا چیز ھے؟ آدمؑ کہاں سے آیا؟ کیا ٹھیک بنتی ھے کہ ھم اسے تسلیم کریں مگر آپ تھوڑا سا غور کریں کہ خُدا کیا کہتا ھے؟

Father Smith William نے پوری نظریاتی حیات پر غور کرنے کے بعد ایک بڑی عجیب و غریب بات کی، اُس نے کہا:

'All human beings in the begining believed in one God'.

یعنی تمام حیاتیات کے مفکرین اس بات پر اتفاق کرتے ھیں کہ یہ کیسے ھو سکتا ھے کہ وہ خون بہاتا ھوا جنگلی جانور نما انسان، وہ فاسق و فاجر انسان جو عقل سے معذور ھے وہ تقریباً آٹھ سو کیوبک سینٹی میٹر دماغ والا انسان اچانک Homo Sapien بن جاتا ھے، اچانک اس کے ذھن کی مقدار پندرہ سو سے دو ھزار کیوبک سینٹی میٹر ھو جاتی ھے۔ آپ کسی سائنسدان سے پوچھ کر دیکھ لو کہ یہ کیسے ھو ھوا؟ ایک دم سے ذھنی مقدار آٹھ سے یا نو سو سے بڑھ کر دو ھزار کیسے ھو گئ؟ یہ وہ بہت بڑا سوال ھے جس کا جواب آج

تک نہیں دیا جا سکا اور امکان بھی موجود نہیں ھے کہ اس کا حل ملے کہ اچانک انسان کا دماغ کیسے بڑھ گیا اور وہ کیسے Homo Sapien (سوچنے والا انسان) ھو گیا؟

جیسے Father Smith نے کہا کہ حیران کن بات یہ ھے کہ تمام شروع کے سوچنے والے انسان (Homo sapien) ایک " خُدائے واحد " کی پرستش کرتے تھے بلکہ ڈاکٹر کیرن آرم سٹرانگ نے بڑے چھوٹے سے خوبصورت فقرے میں ڈاکٹر سمتھ کی رائے کو دھرایا اور مکمل کیا کہ

The most strange thing about humen is that Homo sapien is Homo religious.

یہ بڑی حیرت کی بات ھے کہ پہلا سوچنے والا انسان مذھبی انسان ھے۔ میں انگلینڈ میں تھا اور ایک بڑے مشہور united nations کی لسٹ پہ ایک anthropologist تھے پروفیسر ای این ایڈگر he head off me to see me بریڈ فورڈ میں ھماری پانچ گھنٹے ملاقات ھوئی۔ ھم جب Thesis dicsuss کر رھے تھے تو میں نے اس سے کہا کہ انتھراپالوجی پر میرے ایک سوال کا جواب دو . . . بہت بھلا ھو گا . . . میرا بھی اور آپ کا بھی۔ میں نے اس سے کہا: " مجھے یہ بتاو کہ ایک جنگلی جانور، شکار کھاتا، حرام و حلال سے بےنیاز، قتل و غارت اور خون میں لپٹا ھوا یہ انسان سب سے پہلے مذھبی کیسے ھو گیا؟ مذھب تو بہت بعد کی بات ھے۔ بہت غور کرنے کی بات ھے۔ بہت سوچا جاتا ھے، ھماری آج کی نسلیں مذھبی نہیں ھوتیں، ھم کہتے ھیں، نوجوان ھے یار، چھوڑو اسے مذھب کا کیا پتہ۔ بچّے کو مذھب کا کیا پتا؟ لیکن یہ کیسے ھو گیا؟ کہ Homo sapien مذھبی ھو گیا؟ یہ کیسے ھوا؟

In the beginning all humans believed in one GOD and that was sky-high GOD.

(آسمانوں کی بلندی پر وہ کسی خُدا کی پرستش کرتے تھے اور اسے مانتے تھے) وہ جاھلانِ مطلق تھے، وحشی تھے، درندے تھے، تہذیب و تمدّن سے عاری تھے، اخلاق و روایت سے عاری تھے مگر یہ کتنی حیران کن بات ھے کہ وہ خدا کو مانتے تھے۔ اس نے جواب دیا: " میں نہیں جانتا؟ "

میں نے اس سے کہا کہ

Why don’t you include one option, an alien interference into the earth

تمام anthropology اپنی جگہ درست سہی مگر آپ ایک option زائد کیوں نہیں کر لیتے اور وہ یہ کہ زمین پر کوئی Alien interference (بیرونی مداخلت) ھوئی ھو، ھو سکتا ھے کہ کسی نے انسان کو زمین پر کاشت کیا ھو، ھو سکتا ھے کہ کسی نے زمین پر انسان کی جین (gene) کو آگے بڑھایا (progress) ھو، ھو سکتا ھے کہ کسی نے مختلف مراحل سے گزار کر تدریجاً ایک انسانِ مکمل کی بنیاد رکھی ھو؟ اُس نے کہا:

‘There could be an option but we are not very sure’

(یہ ھو سکتا ھے مگر ابھی ھمیں مکمل یقین نہیں ھے) Biology (حیاتیات) کا یہ تصوّر مذھب کے خلاف پیش کیا گیا اور کہا گیا کہ مذھب کے نُقطہء نظر سے تو کوئی انسان زمین پر گرایا گیا مگر میں کہتا ھوں کہ یہ کیسے ممکن ھے کہ Homo sapien خُدا کی عبادت کرنے لگا۔ اُسے خُدا نے اس طرح نہیں اُتارا جس طرح مذھب پیش کرتا ھے۔ وہ تو Neanderthal سے لے کر اِرتقاء پاتا ھوا Erectus بنا، Habilis بنا اور پھر وہ انسان بنا جیسا وہ آج ھے۔ یہ ایک حیاتیاتی اِرتقاء (Biological progress) ھے۔ اس کا مذھب سے کوئی واسطہ نہیں مگر حیرانی کی بات ھے کہ ایک بار جب لارڈ رسل عیسائیت پر بڑے زبردست اعتراضات کر رھا تھا تو کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا اس نے قرآن پڑھا ھے؟ اس نے کہا: " میں کیوں قرآن پڑھوں، وہ بھی تو باقی الہامی کتابوں کی طرح ھے " اتنا بڑا فلاسفر اور اتنی بڑی عِلمی منافقت، پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی کہ اس نے یہ کتاب نہیں پڑھی، وہ یہ کتاب پڑھنے پر یقین نہیں رکھتا اور کہتا ھے کہ:

‘All gospel truth is alike’ مگر قرآن، بائبل کی طرح نہیں ھے، قرآن تالمود کی طرح نہیں ھے، قرآن ان تمام کتابوں کی طرح نہیں ھے۔ آج جب ھم خُدا کے حق میں دلیل دینے لگتے ھیں تو خُدا سے پوچھتے ھیں کہ اگر ھم تیرا ثبوت چاھیں تو ھمیں کہاں سے ملے گا؟ تو وہ یہ کہتا ھے کہ جو کتابیں میرے نام سے منسوب ھیں وہ میرا کلام تھا جو لوگوں تک پیغمبروں کے ذریعے پہنچایا گیا تھا، مگر اب میں ان کی تصدیق نہیں کرتا . . . کیوں نہیں کرتا؟ اللہ نے دو الزام لگائے ھیں ان لوگوں پر جنہوں نے اس کی کتابوں سے ڈیل کیا ھے، وہ کہتا ھے

" . . . ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمۡ يَعۡلَمُونَ [سُوۡرَةُالبَقَرَة " 75] " کہ (اچھی طرح جاننے بوجھنے کے باوجود انہوں نے میری آیات میں تحریف کی) اب میں اس آیت کو کیسے own کر سکتا ھوں جس کے مطالب بدل دیئے گئے، جس کی اغراض بدل دی گئیں، جس کو انہوں نے اُمراء کے لیئے بیچ دیا۔ دوسرا الزام یہ ھے:

" إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكۡتُمُونَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلۡكِتَـٰبِ وَيَشۡتَرُونَ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلاً [سُوۡرَةُ البَقَرَة: 274] "

(انہوں نے میری کتاب کے معانی و حروف تھوڑے تھوڑے مال کے لیئے بیچ دیئے) God says, I can’t take a risk of humen protection any more خُدا کہتا ھے کہ صدیوں سے گزرتے ھوئے اس قافلہء انسان کو اب ھدایتِ آخری نصیب ھو گی، اب میں risk نہیں لے سکتا۔ اب میں بار بار پیامبر نہیں بھیج سکتا، پیغام ختم کر کے اب میں صرف ایک کتاب کا ذمّہ لیتا ھوں اور وہ کتاب قرآن ھے۔ اگر میرا انکار کرنا ھے تو اس

کتاب سے کرو، میرا اقرار کرنا ہے تو اس سے کرو۔ مجھ پر اعتراض کرنا ہے تو قرآن سے کرو، میری تصدیق کرنی ہے تو قرآن سے کرو کیونکہ

" إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا ٱلذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُ ۥ لَحَـٰفِظُونَ [سُوۡرَةُ الحِجر : 9] " (یہ وہ کتاب ہے جسے میں نے نازل کیا ہے اور میں قیامت تک، ابد تک اس کی حفاظت کروں گا)

آج کے دور میں چاہے وہ anthropology ہو، چاہے وہ cosmology ہو اگر ہم نے Quranic referenc لینی ہے، ہم نے اکر ریفرنس لینی ہے تو پھر ہم قرآن سے reference لیں گے

Who is wrong? Who is right? Who is true? Who is untrue?

ہمیں قرآن کی طرف جانا پڑے گا کہ ہمیں قرآن کیا کہتا ہے؟ معاف کیجیے گا یہاں ایک اور جملہء معترضہ ہے، معافی چاہتا ہوں جنابِ ساجد میر صاحب سے کہ پھر قرآن کا مطالعہ اسی طرح کیا جائے گا جس لیول پہ سائنٹیسٹ، فلاسفر، اور بڑے بڑے مدبّرینِ وقت جو ہیں ان آیات پہ غور و فکر سے اور انتہائی مشقّت سے سوچ کے پھر فیصلہ کریں گے کہ قرآن کی اس آیت اور سائنسدانوں کے ان نتائج میں کیا فرق ہے؟

ایک بڑا فرق یہ ہے کہ

Sciences had been wrong through the time, sciences had not been right, Ptolemy was not right, Coper Nicus was not right, Gellelio was telling half truth

(سائنسز صدیوں سے غلط بات کر رہی تھیں، بطلیموس (Ptolemy) غلط بات کہہ رہا تھا، کاپر نِکّس (Coper Nicus) جب غلط تھا اور گلیلیو آدھی سچّائی بیان کر رہا تھا)، تو دیکھنا یہ ہے کہ قرآن اس وقت کیا کہہ رہا تھا؟ میں آپ کو صرف biology (حیاتیات) کے ضِمن میں اللہ تعالیٰ' کی کچھ آیات سناتا ہوں۔ پہلا نتیجہ ڈاکٹر سمتھ کے حوالے سے میں نے آپ کو سنایا کہ پہلا انسان خُدا پرست تھا۔ اب دیکھیے قرآن کیا کہتا ہے؟:

" وَمَا كَانَ ٱلنَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَٲحِدَةً فَٱخۡتَلَفُواْ . . .[سُوۡرَةُ یُونس : 19] " شروع میں سب مجھ پر یقین رکھتے تھے، ایک اُمّت تھے، میرے ھی بندے تھے، ایک نسل، ایک ایمان اور ایک دین پر قائم تھے پھر میں نے انہیں کھلا چھوڑ دیا اور چناو کے لیئے آزاد کر دیا اور انہوں نے اختلاف کیا۔ مگر یہ کیا؟ خُدا سے پوچھنا چاھیئے کہ ماہرینِ حیاتیات (Biologians) یا دعویٰ' تو کچھ اور کہتا ہے . . . یہ بات یاد رکھیئے کہ Biologians کا دعویٰ' آج کے دور کی بات ہے اور قرآن پندرہ سو برس پہلے کسی بھی genetic اور نسلی discussion کے بغیر، کسی بھی قسم کی تحقیق کے بغیر ایک بڑی عجیب سی بات کرتا ہے کہ میں نے حضرتِ انسان کو زمین سے اس طرح اُگایا جیسے نباتات کو اگاتا ہوں۔

وَٱللَّهُ أَنۢبَتَكُم مِّنَ ٱلۡأَرۡضِ نَبَاتً۬ا (١٧) [سُوۡرَةُ نُوح: 17]

اور اللہ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا ۔ (١٧) سورہ نمبر 71، سُوۡرَةُ نُوح (آیت نمبر: 17) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

(اور اللہ ھی نے تم کو زمین سے اُگایا نباتات کیطرح)

یعنی اُس نے یہ نہیں کیا کہ میں نے اسے زمین پر گرایا (آدمؑ کے واقعے پر میں بعد میں بات کروں گا) ایک طرف وہ کہتا ہے کہ میں نے زمین سے انسان کو اُسی طرح اُگایا ہے جیسے باقی چیزوں کو اُگایا، باقی چیزوں اور نباتات کی طرح میں نے انسان کو بھی زمین سے پروان چڑھایا اور بڑھایا . . . پھر یہ کیا ہوا؟ آدمؑ کہاں سے آ گیا؟ اللہ اس سے بھی پیچھے جاتا ہے، جہاں تک ابھی کوئ سائنس نہیں گئی وہاں تک اللہ جاتا ہے، وہ انسان کے پہلے جین تک جاتا ہے:

هَلۡ أَتَىٰ عَلَى ٱلۡإِنسَـٰنِ حِينٌ۬ مِّنَ ٱلدَّهۡرِ لَمۡ يَكُن شَيۡـًٔ۬ا مَّذۡكُورًا (١) إِنَّا خَلَقۡنَا ٱلۡإِنسَـٰنَ مِن نُّطۡفَةٍ أَمۡشَاجٍ۬ نَّبۡتَلِيهِ فَجَعَلۡنَـٰهُ سَمِيعَۢا بَصِيرًا (٢) إِنَّا هَدَيۡنَـٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاڪِرً۬ا وَإِمَّا ڪَفُورًا (٣) [سُوۡرَةُ الدَّهۡر / الإنسَان: 1، 2، 3]
بےشک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا (یعنی انسان نہ تھا بلکہ نطفہ تھا) ۔ (١) ہم نے اُس کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنائیں تو(اسی واسطے) ہم نے اسکوسنتا دیکھتا (سمجھتا) بنایا ۔ (٢) ہم نے اُسکو (بھلائی بُرائی پر مطلع کرکے) رستہ بتلایا (یعنی احکام کا مخاطب بنایا پھر) یاتو وہ شکر گزار (اور مومن) ہوگیا یا ناشکر(اور کافر) ہوگیا ۔ (٣) سورہ نمبر 76، ٱلدَّهۡر / الإنسَان (آیت نمبر: 1، 2، 3) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

" هَلۡ أَتَىٰ عَلَى ٱلۡإِنسَـٰنِ حِينٌ۬ مِّنَ ٱلدَّهۡرِ لَمۡ يَكُن شَيۡـًٔ۬ا مَّذۡكُورًا "

(بلا شبہ انسان زمانے میں بہت عرصہ ایسے رہا ھے کہ کوئ قابلِ ذکر شے نہ تھا) قرآن کی دوسری آیت وضاحت کرتی ھے کہ یہ پہلی حالت کیا تھی؟ فرمایا:

" إِنَّا خَلَقْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ " (میں نے پھر انسان کو دوھرے نطفے سے پیدا کرنا شروع کر دیا)

صاف ظاھر ھے کہ یہ پہلی سٹیج تھی، جس کا ذکر اللہ اُس آیت میں کرتا ھے کہ وہ ناقابلِ ذکر شے تھا۔ وہ single cell کی حالت تھی۔ اگر قرآن کی ان آیات کو ملائیں اور scientific view سے پڑھیں تو خدا یہ کہہ رھا ھے کہ

Humans I brought you out of a single cell (اے انسانو میں نے تمہیں ایک ایسے نفسِ واحدہ (single cell) سے اِرتقاء دیا) جس کی کوئ حیثیت و اھمیت نہیں تھی، جس کی کوئ شناخت نہیں تھی، جس کا کوئ ذکر نہیں تھا۔ ھم نے اس حالت سے آپ کو اُٹھایا، اُٹھانے کے بعد ھم نے دوھریے نطفے (double cell) سے تخلیق شروع کر دی۔ اب ھم نے نُطفہ مخلُوط کر دیا مگر یہاں بات ختم نہیں ھوتی۔ ابھی یہ انسان جنگلی اور وحشی ھے: نَّبْتَلِيهِ ھم نے چاھا کہ اس نسل کو آگے بڑھائیں اور دیکھیں کہ کیا یہ ھمارے مقاصد کو پورا کرتا ھے

" فَجَعَلْنَـٰهُ سَمِيعًۢا بَصِيرًا " پھر ھم نے اس انسان کو سماعت کا سسٹم دیا، سماعت کا سسٹم ترقّی (develop) کرنے کے کچھ عرصے کے بعد ھم نے اس کو بصارت کا سسٹم دیا۔

اس کے بعد کیا ھوا؟ ابھی انسان اس قابل نہیں تھا کہ اسے کچھ task دیا جاتا یا کوئ مقصدِ حیات دیا جاتا تو پروردِگارِ عالم نے فرمایا کہ

" إِنَّا هَدَيْنَـٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا " اب ھم نے اس کو عقل دی، شعور دیا، معرفت دی، ھدایت بخشی اور ایک کام دیا: " چاھو تو مجھے مانو، چاھو تو میرا انکار کر دو "

یہاں ھمیں ایک دوسرے قرآنی واقعہ (Quranci dramatic effect) سے واسطہ پڑتا ھے وہ یہ کہ ھمیں پتا ھے کہ آسمان پر آدمؑ ھے، ھمیں پتا ھے کہ زمین پر بھی انسان اِرتقاء کر رھا ھے۔ اللہ کے قول کے مطابق آسمان سے بھی کوئ اُتر رھا ھے تو یہ کیا مسلہ ھے؟ کیا اللہ کو دونوں آیات میں کوئ فرق آ گیا ھے؟ ایسا بالکل نہیں ھے بلکہ اللہ نے چاھا:

" . . . إِنِّى جَاعِلٌ فِى ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً . . . [سُورَةُالبَقَرَة : 30] "

میں چاھتا ھوں کہ کسی کو artificial intelligence دوں، میں نے بڑے بڑے Robos تخلیق کیۓ جِن بھی Robos تھے، مَلَک بھی Robos تھے۔ اِدھر اُدھر میں نے اتنے Robos create کۓ ھوۓ ھیں، بڑے بڑے، نِرالے، خوبصورت، مگر اب میں چاھتا ھوں کہ کوئ ایسا Robo تخلیق کروں جو سوچے، سمجھے اور فیصلہ کرے کیونکہ میں نے اس سے یہ مقصد حاصل کرنا ھے۔

" إِنَّا هَدَيْنَـٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا " میری نیّت یہ ھے کہ میں ایک ایسی مخلوق بناوں جسے بہت ساری artificial intelligence دے دوں۔ فیصلہ کرنے کی صلاحیت دے دوں مگر آج کا سائنسدان یہ نہیں چاھتا اس کو فکر ھے کہ آج اگر وہ اپنے Robos کو

Artificial intelligence دے دے اور فرض کریں کہ وہ کہے کہ ھر بے ایمان کو موت کی سزا ھو تو اس نے ھاتھ مار کر سب سے پہلے مالک ھی کو ختم کر دینا ھے۔ وہ بیچارہ تو مجبور ھے جو dictation اُسے ملی ھوئ ھے اُس نے تو اُسی پر عمل کرنا ھے۔ ابھی آپ دیکھو کہ بے شمار انگریزی فلمیں اسی موضوع پر ھیں۔ Aliens آ رھے ھیں، Aliens جا رھے ھیں، Robos بڑے ھو گۓ ھیں، وہ خطرناک ھو گۓ ھیں، وہ خوفناک ھو گۓ ھیں۔ کیوں ھو گۓ ھیں؟ اس لیۓ کہ ان کو artificial intelligence مل گئ ھے۔ مگر خداوندِکریم اس خوف میں مبتلا نہیں تھا۔

اس نے چاھا کہ میں ایک مخلوق کر نرالا کر دوں، بڑا کر دوں، بہتر کر دوں، میں زمین سے آگے نکلتے ھوۓ جو اپنی کائنات تخلیق کر رھا ھوں اس کے لیۓ میں ایک vice regent مقرّر کر دوں تو اس کی نظر زمین پر چلتے پھرتے انسان پر پڑی اور اس نے کہا کہ اے نسلِ انسان میں تمہیں زمین سے اٹھاوں گا مگر یہ جو زمین پر چل پھر رھا تھا، یہ تو چھ سو کیوبک سینٹی میٹر کا تھا۔ آۓ بڑھ کر گیارہ سو کیوبک سینٹی میٹر کا ھو گیا اور آج انسان کے بچّے کے ذھن کی مقدار بھی 2000 کیوبک سینٹی میٹر ھے پھر یہ کیسے ممکن تھا۔ اس کا مطلب ھے کو کوئ چیز ڈھونڈھنی ھے، کوئ clue (سراغ) گم ھو گیا ھے، سائنسز سے گم ھو گیا ھے، ھمارے مذھبی دانشوروں سے بھی گم ھو گیا ھے کہ آخر کیا واقعہ پیش آیا تھا؟ اگر غور کریں تو آج بھی وھی واقعہ پیش آتا ھے، بدن زمین پر بنتا ھے اور روح آسمان سے اُترتی ھے۔ حدیث کے مطابق تین ماہ کے بعد آسمانوں سے اُتر کر بچّے میں روح پڑتی ھے۔ پہلے وہ ایک مادی وجود ھوتا ھے، Habilis اور Erectus ھوتا ھے، نارمل Homo sapien نہیں ھوتا مگر جب اس میں روح پڑتی ھے تو وہ Homo sapien ھو جاتا ھے۔

پہلے بھی یہی ھوا کہ آسمانوں پر ایک وجودِ روح تخلیق ھوا، اس کا نام اللہ نے آدمؑ رکھا مگر آسمانوں سے اُترے ھوۓ آدم کو جگہ کہاں سے ملتی؟ کہتے ھیں کہ جنّات (آتشی مخلوق) کو جب procreation کرنی ھوتی ھے تو ان کو وجود چاھیۓ ھوتا ھے کیونکہ ھوائیں، ھواوں سے مل کر تو procreation نہیں کر سکتیں اس لیۓ یہ وجود ڈھونڈتے ھیں اور یہ آتشی مخلوقات، یعنی چھپکلیوں میں، کبھی کسی بچھو میں، کبھی کسی سانپ کی صورت میں ڈھل آتے ھیں اور procreation process سے گزرتے ھیں اور یہ بچّے نہیں دیتے، انڈے دیتے ھیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب یہ اعلان کیا تو فرشتوں نے ایک وضاحت چاہی (اعتراض نہیں کیا) انہوں نے اللہ سے ایک وضاحت چاہی:

" . . . قَالُوٓاْ أَتَجۡعَلُ فِيهَا مَن يُفۡسِدُ فِيهَا وَيَسۡفِكُ ٱلدِّمَآءَ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 30] "

اے اللہ یہ انسان جسے ہم دیکھ رہے ہیں، یہ جسے آپ بنانا چاہ رہے ہیں، یہ جو پیچھے سے چلا آرہا ہے جس کو آپ نے زمین سے اُگایا ہے، یہ تو بربادی کا مظہر ہے، یہ تو درندگی کا مظاہرہ کرتا ہے، یہ تو وحشی ہے، جنگلی ہے، خونخوار ہے، کیا آپ اس انسان کو خلافتِ ارضی دینا چاہو گے؟ اللہ نے فرمایا:

". . . إِنِّىٓ أَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُونَ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 30] " (میں جانتا ہوں اور تم نہیں جانتے)

وہ کیا چیز ہے جو فرشتے نہیں جانتے تھے؟ اُس عالمِ کُل نے، دانشِ کُل نے، ربِّ کائنات نے فرشتوں کو وہ چیز زبردستی نہیں سمجھائی۔ اُس نے کہا: میں تمہاری حدودِ عِلم سمجھتا ہوں۔ میں تمہیں آدمؑ کی حدودِ عِلم بھی سمجھاتا ہوں۔ پھر اُس نے چند اسماء آدمؑ کو سکھائے

" وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلۡأَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى ٱلۡمَلَـٰٓئِكَةِ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 31] " ملائکہ کو بھی وہی اسماء بتائے، ملائکہ اور آدمؑ دونوں کی کلاسیں اکھٹی لگادیں اور کہا جاؤ تم بھی پڑھ کے آؤ، اور آدمؑ تم بھی پڑھ کر آؤ، میں دونوں کو نمبر دوں گا۔ رزلٹ میں دوں گا، جاؤ کوشش کر لو، دس ہزار سال لے لو . . . بیس ہزار سال لے لو . . . اس کے بعد پھر آنا . . .

آپ کو ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو شاید آپ کی گنجائشِ حیرت کو بڑھا دے کہ یہ انسان جب سے چلا آتا ہے، جس کا جین مشترکہ ہے، ستّر ہزار سال پہلے اس نسلِ انسان میں زبان (language) کا چِپ (chip) نہیں تھا۔ اس جین (gene) کا نام FOXP2 ہے۔

Forkhead box P2 (FOXP2) as a molecular window into speech and language, check detailed article on the web, by clicking below mentioned link: http://www.uni-tuebingen.de/cog/teaching/ss2007/sem_language/LanguageEvolution/FisherMarcus_NatRevGen06.pdf

سائنس دانوں نے حال ہی میں اسے دریافت کیا ہے۔ FOXP2 ستّر ہزار سال سے پیچھے انسانوں میں نظر نہیں آتا۔ باوجود اس بات کے کہ ایک ارب سال سے انسان زمین پر کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے مگر گفتگو اور عقل والا یہ جین (gene) ستّر ہزار سال سے پیچھے نہیں جاتا . . . میں آدمؑ اور ملائکہ کے ٹیسٹ کی بات کر رہا تھا۔ آپ غور کیجئے کہ ملائکہ اور Robos میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ ملائکہ نے اُس کلاس کے اختتام پر اللہ کو جو جواب دیا اس سے آدمؑ اور ملائکہ کے فرق کا پتا چلتا ہے۔ انہوں نے کہا

المرا

" قَالُواْ سُبۡحَـٰنَكَ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 32] " (اے اللہ تُو پاک ہے)

" . . . لَا عِلۡمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَآۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَلِيمُ ٱلۡحَكِيمُ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 32] " (اے پروردِگارِ عالم، ہمیں صرف اتنا ہی عِلم ہے جتنا تو ہمیں بتاتا ہے)

اُنہوں نے کتنا سادہ سا جواب دیا کہ اے مالک و کریم ہمیں صرف اتنی ہی معلومات ہیں جتنی تو ہمیں بتائے، اس سے زیادہ نہ ہمارے پاس عِلم ہے، نہ عقل ہے، نہ دانش ہے۔ پھر خُدا نے کہا کہ بھئی آدمؑ، تُو ذرا بتا کہ تم نے کیا یاد کیا ہوا ہے؟

" قَالَ يَـٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئۡهُم بِأَسۡمَآئِهِمۡ فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم بِأَسۡمَآئِهِمۡ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 33] "

حضرت شروع ہو گئے . . . اوّل و آخر، ایک سے دس نام، دس سے بیس یعنی ہر کائناتی شے پر عقل و معرفت سے تصرّف فرمایا کیونکہ اب اس میں Artificial intelligence آ چکی تھی اور Cosmmic intelligence آ چکی تھی۔ پھر آدمؑ نے خطا کی اور وہ جنّت میں رہنے کے قابل نہ رہے اب سوال یہ ہے کہ وہ کیا بات تھی؟ جس کی وجہ سے وہ جنّت میں رہنے کے قابل نہیں رہے تھے کیونکہ وجودِ خاک جنّت میں نہیں رہ سکتا، اسے کچھ نئے پیٹرن چاہیئے تھے، نیا وجود چاہیئے تھا، اس لیئے روحِ آدمؑ کا نزول لازم تھا:

" . . . وَقُلۡنَا ٱهۡبِطُواْ بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 36] " (ہم نے کہا نیچے اُترو، تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔)

جب حکم ہوا کہ نیچے اُترو تو بیچارہ نیچے کہاں اُترتا، کہاں جاتا؟ وہ بھی تو جِن کی طرح کی مخلوق تھا جیسے باقی ارواحی مخلوقات تھیں، حضرتِ آدمؑ بھی اسی طرح کی مخلوق تھے پھر جنّت سے نکال کر کہاں جاتے اس لیئے نیچے ان کا Body factor تیار ہو رہا تھا۔ یہ Homo sapien ہے۔ یہ وہ Homo sapien تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ چوتھی Ice age کے بعد ہمیں صرف ایک انسان نظر آتا ہے، یہ سوچتا ہوا سمجھدار، well guided اور مذہبی انسان ہے اور یہ Homo sapien آدمؑ ہے۔

اگر ابراھیمؑ کے زمانہ کے توسط سے دیکھیں تو آدمؑ کا وقت اوسطاً چالیس ہزار سال سے ستّر ہزرا سال تک بنتا ہے۔ اس سے پیچھے کے زمانے میں آدمؑ کا سراغ نہیں ملتا چونکہ حضرت آدمؑ باتیں کرتے ہیں اور تحقیق کے مطابق language کا چپ (chip) ستّر ہزار سال تک جاتا ہے۔ اس لیئے ستّر ہزار سال تک آتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرتِ آدمؑ کا بعینہٖ وہی وقت بنتا ہے جس کو Biologians (ماہرینِ

حیاتیات (Neolithic age یا New stone age (حجری زمانہ) کہتے ھیں۔ اس وقت سے پیچھے کا آدمؑ ھمیں عجیب و غریب نظر آتا ھے۔ آخر انسان میں یک دم یہ تبدیلی کیسے آ گئی؟ Will Durant کہتا ھے کہ ice age (برفانی دور) سے نکلنے کے بعد یہ انسان Dormant condition میں تھا یا مرا پڑا تھا۔ ایک وجودِ ساکت تھا جو برفانی دور سے نکلا تھا اور بالکل ایسے تھا جیسے اس میں کوئی حقیقت نہیں تھی پھر آسمانوں سے ایک بہت بڑا شعلہء زندگی آیا اور وہ اس کے ماتھے پر گرا اور اچانک انسان کا دماغ بڑھ گیا، یہ سات سو کیوبک سینٹی میٹر سے دو ہزار کیوبک سینٹی میٹر تک چلا گیا۔

آئیے دیکھیئے! شیخ محی الدین عربی صاحب کیا کہتے ھیں؟ محی الدین عربی سائنسدان نہیں تھے وہ کہتے ھیں کہ مُدّتوں انسان زمین پر پڑا رھا۔ ice age کے دوران انسان زمین پر چالیس ھزار سال تک ساکت و صامت پڑا رھا۔ اللہ اس پر چالیس ھزار سال غور کرتا رھا پھر ناگہاں اس پر تجلّی فرمائی اور یہ سوچتا ھوا انسان ھو گیا اور یہ سوچتا ھوا انسان آدمؑ تھے۔ آپ کو سائنسدان اور صوفی کے بیان میں زیادہ فرق نظر نہیں آئے گا کہ اِدھر ابنِ عربی بات کر رھا ھے۔

اُدھر Will Durant بات کر رھا ھے مگر نتائج ایک ھیں۔ یہ ھوا Biologoical setup یا زمین پر انسان کے وجود کا حیاتیاتی مظاھرہ۔ آئیے اب دوسری طرف Cosmological setup کی طرف چلتے ھیں۔ آخر یہ کاسمالوجی والے خُدا کو کیا سمجھتے ھیں؟ ان کو بہت شبہ رھتا ھے۔ ان میں بہت سے یہ سمجھتے ھیں کہ کائنات ازخود وجود میں آ گئی مگر جوں جوں وہ اس کے اندر گھستے ھیں تو کہتے ھیں کہ زمانہ ابدیت رکھتا ھے، زمانہ ابد ھے، ابد زمانہ ھے . . . تمام بڑے بڑے فلاسفر، دانشور، Physicist اور خُدا کو نہ ماننے والے ایک قول پر ضرور متفق ھیں کہ زمانہ ابدی ھے اور زمانے کے اندر ھی کائنات کا مادہ (material) مختلف شکلیں بناتا ھے۔ ستارے ٹوٹتے اور بنتے ھیں اور حادثتاً اس میں انسان کا بھی ایک جین پیدا ھوتا ھے۔ مگر قرآن کا خالق کچھ اور کہتا ھے۔ پندرہ سو برس پہلے وہ کہتا ھے کہ دیکھو یہ تمام نِٹشے، فِٹشے، وائٹ ھیڈ اور برگساں *(ایسا لگتا ھے کہ پندرہ سو برس پہلے خدا ان کے منہ اور اذھان کی باتیں guess کر رھا ھے)* کہتے ھیں کہ

" ھم زمانے میں پیدا ھوئے اور زمانہ ھمیں مارے گا بھلا مرنے کے بعد بوسیدہ ھڈیوں میں بھی جان پڑھ سکتی ھے؟ ایسا کیسے ھو سکتا ھے؟ "

یعنی خدا قرآن میں pre-guess کرتا ھے، pred-understand کرتا ھے، اپنے بندوں کے بارے میں پہلے ھی سے اندازہ کر کے کہتا ھے کہ دیکھو! لوگ ایسی باتیں کریں گے۔

پتہ نہیں لوگوں کی کیا رائے ھے لیکن میری رائے یہ ھے کہ مغرب (west) مزدور ھے۔ وہ ایک اعلیٰ ترین meta physical سوچ کا حامل نہیں ھو سکتا۔ انسان کے دماغ کے دو hemispheres ھیں۔ ایک hemisphere خیالاتی و تصوّراتی ھے اور دوسرا hemisphere موجوداتی اور ایجاداتی ھے اور بڑی ریسرچ کے بعد خود ھی انہوں نے اعلان کیا کہ مشرق والوں کا تصوّراتی، وجدانی اور الہیاتی hemisphere بہت طاقتور ھے اور مغرب والوں کے منجی پیڑھی (Creative things) بنانے والے سیل (cell) بہت اچھے ھیں۔ ٹیکنالوجی اور تحقیق و جستجو اسی hemisphere کی activity ھے۔ ایک شخص جو ایک instrument تخلیق کر رھا ھے یا جو بیچارہ کوئی مزدوری کر رھا ھے یا ایک جہاز کی کیلیں بنا رھا ھے کیا آپ اس کو یہ حق دیتے ھو کہ وہ خُدا پر گفتارِعام کہہ دے . . . ھاں اگر اس کی باقی تعلیم بھی اسی مقام سے آگے نکل جائے تو الگ بات ھے . . . مجموعی طور پر تمام مغرب بلکہ تمام western Hemisphere اخلاقیات کا نہیں بلکہ ٹیکنالوی کا hemisphere (کرّہ) ھے۔ اس میں یقیناً وہ آپ کے سست الوجود، تصوّر پرست مشرقیوں سے بہت آگے ھے۔ یہ مشرق اور مغرب میں بنیادی فرق ھے۔

ایک بڑا سوال کائنات یہ پیدا کرتی ھے کہ کیا کائنات خود کو پیدا کر سکتی ھے؟

Can universe create itself? بہت اچھے اچھے دماغ اس پر غور کرتے ھیں۔ ایک سائنس دان کہتا ھے کہ سائنسدانوں کائنات کے وجود میں آنے کا کوئی mechanics پیش کرنا ھو گا۔ اگر وہ mechanics پیش نہیں کر سکتے تو یہ thesis غلط ھو گا کہ خُدا نے کائنات کو بنایا یا انسانوں نے یا یہ ازخود وجود میں آ گئی۔ ایک اور بڑا دلچسپ سوال سائنسدان پوچھتے ھیں کہ کائنات پخلیق کرنے سے پہلے یا Big Bang سے پہلے خدا کیا کر رھا تھا؟ تیسرا اس سے بھی بڑا دلچسپ سوال ھے آپ شاید اسے پاگل پن سمجھیں مگر ھے دلچسپ سوال کہ خدا نے کائنات تخلیق کرنے کے لیئے وھی لمحہ کیوں چنا؟ کوئی اور کیوں نہیں چنا؟ اگر آپ غور کرو تو یہ بےترتیب سوالات ھر انسان کے ذھن سے ابھرتے ھیں۔ ایک عام سادہ سا انسان جو تصوّر پرست ھو وہ بھی ان خیالات کا شکار ھوتا ھے کہ اللہ کہاں سے آ گیا؟ کائنات کہاں سے پیدا ھو گئی؟ ویسے میں آج کل کے جو حالات دیکھتا ھوں تو مجھے پورا پورا یقین ھے کہ اگر کوئی اُڑن طشتری آسمان پر کھڑی ھو جائے اور آپ کو آواز دے کہ میں خُدا ھوں مانتے ھو کہ نہیں اور آپ کہیں کہ نہیں مانتے . . . میرا خیال ھے کہ امریکہ اس پر میزائل بھی پھینک دے گا، ھو سکتا ھے ھمارے جیسے B52 سے اس پر فائرنگ شروع کر دیں مگر جب کوئی اثر نہیں کرے گا تو اس اُڑن طشتری سے آواز آئے گی کہ تم مجھے خُدا مانتے ھو یا نہیں؟ میں تم میں سے بہت سوں کو موت اور موت کو زندگی دے سکتا ھوں۔ پھر ھم کہیں گے " چلو بتاو ثابت کرو " یہی قومِ یہود نے اللہ کے

ساتھ کیا تھا کہ بتاو

" كَيۡفَ تُحۡىِ ٱلۡمَوۡتَىٰ [سُوۡرَةُ البَقَرَة: 260] "

المرا

بار بار یہ سوال قرآن میں آتا ھے ہر سمجھدار آدمی، ھر پیغمبر اللہ سے پوچھتا ھے اور ھر جاھل قوم بھی پوچھتی ھے کہ خُدا کیسے زندہ کرتا اور کیسے مارتا ھے تو خُدا کہتا ھے:

ثُمَّ بَعَثۡنَـٰكُم مِّنۢ بَعۡدِ مَوۡتِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ (٥٦) [سُوۡرَةُ البَقَرَة: 56]

پھر ہم نے تم کو زندہ کر اٹھایاتمھارے مرجانے کےبعداس توقع پر کہ تم احسان مانو گے۔ [سُوۡرَةُ البَقَرَة (آیت نمبر: 56) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

میں نے تمہیں مارا

" فَأَخَذَتۡكُمُ ٱلصَّـٰعِقَةُ وَأَنتُمۡ تَنظُرُونَ (٥٥)[سُوۡرَةُ البَقَرَة: 55] " پھر ایک برق آئ آسمان سے، بجلیوں کا ایک قہر آیا اور قوم یہود کو مار گرایا، آدھے زندہ رھے۔ وہ انہیں لے کے نکل گیا۔ وہ رونا پیٹنا شروع ھو گۓ۔

" ثُمَّ بَعَثۡنَـٰكُم مِّنۢ بَعۡدِ مَوۡتِكُمۡ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة: 56] " میں نے تمہیں موت کے بعد پھر زندگی دی

" . . . لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ [سُوۡرَةُ البَقَرَة: 56] " تا کہ تم مجھے مانو اور شکر کرو . . .

اگر ایسی ھی کوئ اُڑن طشتری آج بھی آپ کے سر پر آ جاۓ اور آواز دے کہ میں تمہیں مار سکتا ھوں اور تمہیں زندہ کر سکتا ھوں اور اس کا مظاھرہ بھی کرے تو آپ اللہ کے بارے میں زیادہ نہیں سوچو گے فوراُ سجدے میں گر پڑو گے۔ Becauwe God is known by the function he does. (کیونکہ خُدا اپنے افعال سے پہچانا جاتا ھے) وہ اپنے موٹے پتلے ھونے سے نہیں جانا جاتا مگر جو صفات اللہ کی ذات سے منسلک ھیں وھی decisive صفات ھوتی ھیں اور اس موقعہ پر بھی سائنسدان حیران ھیں۔

چوتھا سوال بہت ھی دلچسپ ھے کہ اللہ میاں کو کیا سوجھی . . .؟ یہ سوال آپ نہیں کر رھے ھو، دنیا کے بہت بڑے سائنسدان یہ سوال کر رھے ھیں کہ وہ ازل سے کائنات کی تخلیق کے بغیر بھی مطمئین بیٹھا تھا تو اسے ھوا کیا . . .؟ شاعر بھی کہتا ھے:

؎ مرا را کاش کہ مادر زادے (اے کاش کہ ماں مجھے نہ جنتی)

ماں کو ھوا کیا کہ اس نے مجھے پیدائش کے جھنجھٹ میں ڈال دیا۔ سائنسدان کہتا ھے: " یار اچھا بھلا اللہ آرام سے بیٹھا ھوا تھا ہو پھر کس شے نے اسے تخلیقِ کائنات پر مجبور کیا؟ " یہ سوالات آپ کے بھی ھو سکتے ھیں مگر اس کا جواب بڑا سادہ سا ھے . . . ایک اور بڑا سوال ھے کہ کیا اللہ میاں کائنات میں دخل دیتا ھے یا اسے بنا کر فارغ ھو گیا ھے کہ " جاو! میں نے تمہین بنا دیا اب جو چاھو کرو . . . چاھے بش بنو، چاھے کچھ اور بنو . . . میرا اب تم سے کوئ واسطہ نہیں۔ جاو مرو! خود ھی دنیا سنبھالو . . . ایک مغربی مُفکر نے ایک بہت اچھی بات کہی *(اچھی بات تو سب کی quoteable ھوتی ھے)*

رسل کہتا ھے کہ " ایک مصنف کتاب کا پہلا باب لکھنے کے بعد یہ کہہ کر پیچھے نہیں ھٹ جاتا کہ باقی باب خودبخود پورے ھو جائیں گے " بلکہ یہ کہا ھی نہیں جا سکتا کہ Big Bang کے بعد خُدا کائنات کو کھلا چھوڑ کے فارغ ھو گیا ھے بلکہ وہ اب بھی دخل دے رھا ھے، ھر چیز میں دخل دے رھا ھے۔ یہود کا خیال یہ تھا کہ خُدا کائنات کے باھر ھے۔ عیسائ بھی یہی سمجھتے ھیں۔ اسلام کا بھی وہ لوگ یہی تصوّر پیش کرتے ھیں حالانکہ اسلام ان لوگوں نے نہیں پڑھا اسلیۓ اسلام کے بارے میں ان کی راۓ بڑی مشکوک ھوتی ھے، اسلام کے بارے مین مغربیوں کی راۓ بڑی احتیاط سے پڑھنی چاھیۓ اس لیۓ کہ ان کا اسلام کا مطالعہ بڑا سطحی ھوتا ھے۔

بلکہ ڈاکٹر کیرن آرم سڑانگ نے کہا کہ " سچّی بات یہ ھے کہ کوئ بھی مغربی قرآن پڑھنا ھی نہیں چاھتا " کیوں نہیں پڑھنا چاھتا . . . ؟ شاید اسے یہ خوف ھو کہ جس کتاب نے ھماری تیرہ سو صدیاں غلامی میں گزار دی ھیں اس کو پڑھنے کے بعد ھم شاید پھر ان کے غلام نہ ھو جائیں۔

Hardly any western would try to read whole of the book.

وہ قرآن نہیں پڑھتے، ان کے پڑھے لکھے لوگ بھی قرآن کے بارے میں سنی سنائ باتوں کو repeat کرتے ھیں اور وھی بات کہتے ھیں جیسے جیمز جینز نے کہی کہ

God is a mathematician ھر آدمی، ھر کنویں کا مینڈک، کسی آفتابی اور کائناتی چیز کو اپنے ھی نُقطہٗ نظر سے دیکھتا ھے۔ ایک ریاضی دان اپنے ھی angel سے خُدا کو دیکھے اور سمجھے گا اور کہے گا کہ خُدا ایک ریاضی دان ھے۔ سائنس جب سادہ بات کرتے ھین تو بڑی عجیب سی کرتے ھیں۔ ایک طرف relativity کا البرٹ آئن سٹائن ھے اور دوسری طرف بڑی معصومیت سے کہتا ھے کہ " کائنات کے متعلق واحد ناقابلِ فہم بات یہ ھے کہ یہ قابلِ فہم کیوں ھے؟ " کہ اتنے بڑے

understandable mechanism کو اللہ میاں نے تھوڑا تھوڑا partially قابلِ فہم کیوں بنا دیا ھے؟

ہے جلوہ بقدرِ ظرفِ نظر دیکھتے رھے   کیا دیکھتے ھم اُن کو مگر دیکھتے رھے

یہ تھوڑی تھوڑی یا partial out look ھے۔ ھر صاحبِ نظر اسے ایک محدود زاویے سے دیکھتا ھے رھا۔ ایک عجیب بات یہ ھے کہ کسی نے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ

There was a theory of every thing میں ابھی آپ کو اس کی طرف لے کر چلوں گا۔ آج کے دن کا بنیادی موضوع یہی ھے کہ یہ دیکھنا ھو گا کہ

Is something reliable, factual, trustworth in Islam or not? More trustworth than all the scientific observations of the world.

(رابرٹ بوائل) Robert Boyle کہتا ھے کہ یہ عظیم الشان مگر نہایت نازک نظامِ عالم ھر تاریخی دور میں اھلِ فکر و نظر کو دعوت دیتا رھا ھے اور لوگ اس پر غور کرتے رھے ھیں۔ لوگ آسمان ضرور دیکھتے رھیں ھیں۔ سب سے اچھی بات James Jeans نے کی، اس نے کہا کہ " یہ کائنات ایک عظیم مشین نہیں بلکہ ایک عظیم خیال کیطرح لگتی ھے " اس نے بڑی اچھی بات کی کہ کائنات ایک Mechanism نہیں لگتی۔ کائنات ایک عظیم مشین نہیں ھے بلکہ ایک عظیم خیال کیطرح لگتی ھے۔ اب میں آپ کو ان حیرت ناک سوالوں کے جواب بتاتا ھوں جن کی عام طور پر وضاحت نہیں ھوتی۔

میں نے ایک سوال پڑھا تھا کہ اللہ اچھا بھلا بیٹھا تھا، اسے کیا تکلیف ھوئی؟ اسے کہ اس نے کائنات بنادی؟ اس کا جواب صرف اسلام دیتا ھے۔ ساری کائنات کے بارے میں اس نے کہا کہ میں ایک چھپا ھوا خزانہ تھا، میں نے چاھا کہ آشکار ھو جاوں، تو میں نے مخلوق کا اپنے تعارف کے لیئے پیدا کیا۔ صرف خُدا جواب دیتا ھے کہ میں نے کائنات کیوں تخلیق کی؟ وہ Big Bang سے پہلے کیا کر رھا تھا؟ یہ ھاپکنز (Hopkins) بیچارہ بڑا پریشان ھے کہ " اگر مجھے پتہ چل جائے کہ کائنات بنانے سے ایک سیکنڈ پہلے خُدا کیا کر رھا تھا تو میں سارا ھی فلسفہ ھائے کائنات explain کر دوں " . . . بھئی نیک بخت! یہ تو بڑا سادہ سا سوال ھے اگر تجھے علم ھوتا یا کسی نے بتایا ھوتا، تُو غور تو کرتا نا اس پر . . . رسول اللہؐ سے پوچھا گیا: " یارسول اللہؐ کائنات بنانے سے پہلے خُدا کیا کر رھا تھا؟ " آپؐ نے فرمایا " وہ دھند میں تھا اس کے زیرِ سایہ بھی ھوا تھی اس کے اوپر بھی ھوا تھی " یعنی اگر Hopkins کو جواب چاھیئے کہ خُدا کائنات بنانے سے پہلے کیا کر رھا تھا تو حضورؐ جواب دے رھے ھیں کہ وہ " عماء " میں تھا۔ اس کے اردگرد مقناطیسی بادلوں کے ھجوم تھے۔

" ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰٓ إِلَى ٱلسَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ . . . [سُوۡرَةُ حٰمٓ السجدة / فُصِّلَت : 11] "

وہ دخّان میں تھا moisturizing gasses اس کے اردگرد ھجوم کے ھوئے تھیں اور اس نے اس سے کائنات بنانی شروع کی۔

اب ان حقائق کو طرف آئے جہاں میں آپ سے کہہ رھا تھا کہ سائنس غلطی کرتی ھے مگر خُدا غلطی نہیں کرتا۔ مذھب کے انکار پر آنے والے دو بڑے دلائل میں نے آپ کو سمجھا دیئے ایک تو anthropology پر تھا اور دوسرا cosmology پر تھا۔ ایک اور خبطی قسم کے فلاسفر نے بھی خُدا پر اعتراضات کئے جسے Karl Marks (کارل مارکس) کہتے ھیں۔ مگر اس نے خُدا اور مذھب کو discuss نہیں کیا۔ اس نے صرف یہ کہا:

Religion is an opium

مذھب ایک افیون ھے۔ سرمایہ دار اسے غریب کو سلانے کے لیئے استعمال کرتے ھیں تا کہ مال و جائیداد have or have not کی جنگ کا یہ تماشا چلتا رھے۔ تحقیق (thesis) اور ردِّ تحقیق (anti thesis) تعمیر ھوتے رھتے ھیں۔ synthesis کہاں ھے؟ یہ اللہ جانتا ھے۔ نہ Russia نے synthesis کا حصول کیا نہ کمیونزم میں ھم نے کسی اور جگہ synthesis کو بروئے کار آتے دیکھا۔ یہ ایک المیّہ ھے۔ یہ سارے اعتراضات اپنی جگہ پر مگر سوال یہ ھے کہ ھمارے پاس کیا ثبوت ھے کہ اللہ تعالیٰ موجود ھے؟

Logical positivists (منطقی استدلال) والوں نے اس پر بڑا اعتراض کیا۔ انہوں نے کہا کہ جس چیز کا data ھی نہیں ھے وہ کیسے وجود رکھ سکتی ھے؟ اگر ایک اندھا آدمی جس نے ھاتی کبھی نہیں دیکھا اس سے پوچھ کر دیکھو کہ ھاتھی کیسا ھے تو وہ کبھی یہ بتانے کے قابل نہیں ھو گا۔ اس کے لیئے ھاتھی کوئی چیز نہیں ھے . . . جیسے " لال بجھکو " کہ جب ھاتھی گزر گیا تو لوگ اس کو لے کر آئے اور پوچھا کہ تُو دانائے روزگار ھے بتا تو سہی کہ یہ کس چیز کے نشان ھیں؟ اس نے کہا لو بھلا . . . تمہیں سادہ سے بات سمجھ میں نہیں آئی . . . کہ یہ ھرن جو ھے نا یہ چکی کے پاٹ باندھ کر کودا ھے یہ نشان اس کے ھیں . . . اسی طرح یہ سائنس دان خُدا کے بارے میں " لال بجھکو " جیسی باتیں کرتے ھیں ان کو پتا ھی نہیں ھے وہ کہتے ھیں:

There is no data of God and if there is not dat of God, God is non sense.

اس خیال میں کوئی sense ھی نہیں ھے۔

مگر آپ کا کیا خیال ھے کہ اگر کوئی ذات جو اپنے آپ کو خُدا کہے، کوئی ذات جو اپنے آپ کو پروردگار کہے، کوئی ذات جو اپنے آپ کو اللہ claim کرے اگر وہ یہ کہے کہ یہ کتاب پوری کی پوری میرے الفاظ ھیں، یہ قرآن میرا ھے، اس کا ھر لفظ میرا ھے تو آپ کا ایمان کتنا آسان

ہو جائے گا۔ سب سے بڑی آسانی یہ ہے کہ اگر انسان ہزرا غلطیاں کرے تو پھر بھی انسان رہتا ہے اور اگر اللہ ایک غلطی کرے تو وہ اللہ نہیں رہتا۔

How easy it is to find one mistake from Quran. Just find one mistake from the Quran and there is not God.

کتنی آسان بات ہے مگر آیئے دیکھیں کہ کن چیزوں سے ہم یہ ثبوت اکٹھے کر سکتے ہیں کیسے ہم یہ یقین کر سکتے ہیں؟ فرض کرو خدا کہتا ہے کہ:

" وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُاْ ٱلزَّكَوٰةَ [سُوۡرَةُ التّوبَة: 11] "

مگر ہم کہتے ہیں کہ ہم یقین نہیں کرتے یہ کوئی scientific fact تو نہیں ہے، یہ کوئی ایسی بات تو نہیں ہے جس میں سائنسدان تحقیق کر کے کہہ سکیں کہ یہ غلط ہے کا نہیں ہے مگر میں cosmologist سے پوچھتا ہوں کہ تم کتنے عرصے کے بعد Big Bang تک پہنچے ہو تم اور تمہاری ساری cosmology کا یہ متفق علیہ فیصلہ ہے اور یقین ہے کہ رہے گا مگر دیکھو تو سہی کہ پندرہ سو برس پہلے بھی کسی نے کائنات پر comment پاس کیا ہے کہ میں نے کائنات بنائ ہے۔

" أَوَلَمۡ يَرَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ . . . [سُوۡرَةُ الاٴنبیَاء : 30] " بڑے طنطنے سے وہ کہ رہا ہے ?How dare you deny me

" . . . أَنَّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنَٰهُمَا . . . [سُوۡرَةُ الاٴنبیَاء : 30] " (کیا تمہیں پتہ نہیں کہ جملہ کائنات پہلے ایک وجود تھی پھر میں نے اسے پھاڑ کر جدا کر دیا . . .) اسی سے متّصل دوسری آیت غور کیجئے

" . . . وَجَعَلۡنَا مِنَ ٱلۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ حَىٍّ . . . [سُوۡرَةُ الاٴنبیَاء : 30] " (اور میں نے تمام حیات کو پانی سے پیدا کیا)

اگر آج اکیسویں صدی میں آپ ڈاکٹر Jeans کی یہ statements سنیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ سائنس دانوں نے یہ chapter بند کر دیا کہ

All life is created out of water. اسی طرح وہ صرف ایک نظریہء کائنات (Thesis of universe) پر متفق ہو رہے ہیں:

In the beginning there was one big mass and that was torn apart.

اور یہ ساری کائنات اسی دھماکے کا بکھراو ہے۔ آگے چلیئے . . . میں نے آپ سے کہا تھا کہ سائنس غلطیاں کرتی رہی، مگر اللہ نے غلطی نہیں کی کیونکہ اگر اللہ غلطی کرے تو وہ اللہ نہیں رہتا۔

میں نے بڑی کوشش کی، پچاس برس سے لگا ہوا ہوں کہ قرآن میں کوئ غلطی ڈھونڈوں اور جان چھڑاوں مگر راہِ فرار نہیں مل رہا۔ تین ہزار سال قبل مسیح میں دنیا کا پہلا ہئیت دان بطلیموس کہتا ہے کہ زمین ساکت ہے اور سارے سیّارے اس کے گرد گھومتے ہیں۔ بطلیموس غلط تھا مگر اس کا یہ نظریہ چلتا رہا پھر 1542ء میں کاپر نکّس نے کہا کہ بطلیموس غلط ہے۔ اس نے کہا کہ سورج ساکت ہے زمین نہیں اور ساری کائنات سورج کے گرد گھومتی ہے۔ اس کے بعد بیسویں صدی آ گئ۔ 1957 میں ہم نے جو کاسمالوجی پڑھی اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ آسمان میں کچھ ستارے ثابت ہیں اور کچھ سیّار ہیں۔ اندازہ کریں کہ بیسویں صدی تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ واپس اس کی طرف چلیں جس نے یہ کائنات بنائ ہے وہ کیا کہہ رہا تھا؟

" وَٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَ وَٱلنُّجُومَ مُسَخَّرَٰتِۭ بِأَمۡرِهِۦٓ [سُوۡرَةُ الاٴعرَاف: 54] " (سبحان اللہ و تعالیٰ العزیز) کہ دیکھو میں نے سورج چاند ستارے سب مسخّر کئے . . . اگر آپ اس سے پوچھو: " اے مالک و کریم! کہاں کہاں کھڑے کیئے ہیں اور کہاں کہاں چلتے بنائے ہیں "

وہ فرماتا ہے: " كُلٌّ يَجۡرِى إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى [سُوۡرَةُ لقمَان: 29] " (تمام چل رہے ہیں وقت مقرّرہ تک . . .)

میں ربِّ کائنات کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر کسی کا دِل تسلیم والا ہو تو اس ایک آیت سے یا اسی کے تقابل سے وہ خُدا کو مان سکتا ہے کہ کیا اتھارٹی ہے؟ کیا exactitude ہے؟ پندرہ سو برس پہلے جب سائنسز غلط کہہ رہی ہیں، بطلیموس غلط کہہ رہا ہے، کاپر نکّس غلط کہہ رہا ہے، گیلیلیو آدھے سچ پر ہے مگر قرآن پندرہ سو برس پہلے اپنے قول پر کھڑا ہے: " كُلٌّ يَجۡرِى إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى " (کائنات میں ہر چیز وقتِ مقرّرہ تک چل رہی ہے) آج کون سچا ہے؟ ہبل آ گئ، ستارے نظر پڑ گئے، لوگوں کی چشمکیں لڑنے لگیں، راتیں اُجڑ گئیں ستارے دیکھ دیکھ کر اور آخری فیصلہ یہ ہوا۔

Everything is moving in the universe

پھر واپس آئے اتفاق کرنے کے لیئے اور قرآن کو سچّا ثابت کرنے کے لیئے . . . اسی طرح بڑا نام ہو البرٹ آئن سٹائن کا، بڑی دھوم مچی، Relativity تخلیق ہوئ، سائنس کی دنیا میں انقلاب آیا۔ خلاصہ یہ تھا کہ

universe is expanding

کائنات پھیل رہی ھے۔ ذرا پندرہ سو برس پیچھے جائیے اور دیکھیئے جس نے کائنات بنائی ھے وہ کیا کہہ رہا ھے:

" وَٱلسَّمَآءَ بَنَيۡنَـٰهَا بِأَيۡيْدٍ ۔ ۔ ۔ [سُوۡرَةُ الذّاریَات : 47] " (ھم نے آسمانوں کو اپنے قوّتِ بازو سے بنایا)

" ۔ ۔ ۔ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ [سُوۡرَةُ الذّاریَات : 47] " (اور ھم اسے پھیلا رھے ھیں)

اب بتایئے کہ

Is this the expanding universe of Eien Stein or the expanding universe of 'Lord God'?

انصاف سے کہیئے کہ کیا یہ البرٹ آئن سٹائن کی وسیع ھوتی ھوئی کائنات ھے یا یہ اللہ کی پھیلتی ھوئی کائنات ھے۔ مگر اصول یہ ھے کہ خدا آپ کو وجوداً نہیں ملے گا کیونکہ ظاھر ھے آپ اس قابل نہیں ھیں۔ آپ سے پہلے بھی ایک بڑے جرأت آزما پیغمبر نے بھی اسے دیکھنے کی کوشش کی تھی۔

فَلَمَّا جَآءَهَا نُودِىَ أَنۢ بُورِكَ مَن فِى ٱلنَّارِ وَمَنۡ حَوۡلَهَا وَسُبۡحَـٰنَ ٱللَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ (٨) [سُوۡرَةُ النَّمل: 8]

سو جب اس آگ کے پاس پہنچے توان کو (منجانب اللہ) آواز دی گئی کہ جو اس آگ کے اندر ہیں (یعنی فرشتے) ان پر بھی برکت ہو اور جو اس کے پاس (یعنی موسیٰؑ) اس پر بھی برکت ہو یہ دعا بطور تحیہ و سلام کے ہے اور رب العالمین پاک ہے۔ سُوۡرَةُ النَّمل: (آیت نمبر: 8) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

وہ تو ایک لمحہ بھی اسے نہیں سہار سکا تو ھم کہاں سہارے گے۔ ھم نہ تو باطنی طور پر اتنے مضبوط ھیں اور نہ ھی ھماری آنکھوں میں اتنی کشادگی ھے کہ ھم اللہ کو سمیٹ سکیں۔ ھم اسے دیکھ نہیں سکیں گے مگر ایک بات کا یقین جانیئے کہ اللہ اپنے وجود سے نہیں بلکہ اپنی موجودگی کی دلیل سے پہچانا جاتا ھے اور اس کی موجودگی کی دلیل قرآن ھے۔ جب آپ قرآن کی ایک ایک آیت کو ھر طریقے سے scientific انداز سے پرکھو گے تو اللہ کو جان جاو گے۔

" ۔ ۔ ۔ كِتَـٰبٌ أُحۡكِمَتۡ ءَايَـٰتُهُۥ ۔ ۔ ۔ [سُوۡرَةُ هُود : 1] "

یہ اللہ کی محکم آیات ھیں۔ قرآن میں اللہ کا دعویٰ ھے کہ یہ آیات ھر دور، ھر زمانے اور ھر وقت میں آزمائی گئی ھیں۔

بہت سے لوگ کہتے ھین کہ قرآن کی کچھ آیات مقامی ھیں۔ کیا آپ کو معلوم ھے کہ یہ کیا ھو رھا ھے؟ یہ اس لیے کہا جا رھا ھے تا کہ پہلے ھی سے کچھ آیات کو neglect کر دو۔ " یار! یہ تو لوکل ھیں، یہ تو اس وقت کے لیے تھیں، اب ھمارے لئے تھوڑی ھیں۔ " جیسے فرض کرو کوئی شخص کہتا ھے: " الم – حمعسق – کھیعص " تو سمجھ ھی نہیں آتے تو اس لئے جو چیز سمجھ نہیں آتی اسے چھوڑ دو۔ مگر اللہ کہتا ھے کہ قرآن کو غوروفکر سے پڑھو۔ اب بڑے بڑے دانشور نئے نکل آئے ھیں، دین لونڈوں کھونڈوں کے ھاتھوں میں آ جو گیا ھے۔ وہ کہہ رھے ھیں کہ کچھ آیات لوکل ھیں۔ تو اگر لوکل آیات ھیں تو پھر بھائی! آپ کو تو ضرورت ھی نہیں ھے انہیں پڑھنے کی۔ کتنی بے مصرف پڑھائی ھوتی ھو گی جو آپ کے کسی کام کی نہیں ھے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس قسم کا جبر بندوں پر نہیں رکھتا۔ وہ آپ سے کہہ دیتا کہ فلاں فلاں سپارے سے چند آیات تمہارے لیئے ھیں اور چند لوکل ھیں مگر local آج پندرہ سو برس بعد تک کیسے آسکتی ھیں؟ یہ احمقانہ توجیہات اور اس قسم کی تعلیمات معاشرے میں کم فہم (lesser educated) لوگ پھیلا رھے ھیں جو خود کو intellectual کہتے ھیں مگر ان کو یہ کہنا بڑی زیادتی کی بات ھے اسی لیئے بڑا مشہور محاورہ ھے کہ " نیم حکیم خطرہء جان اور نیم مُلّا خطرہء ایمان" ۔ ۔ ۔

ھم نے یہ دیکھنا ھے کہ

The argument is based upon one major fact

اتھارٹی ھمیں جو version دے رھی ھے یہ اپنے آپ کو اللہ کہہ رھی ھے، مجھے اسے اللہ نہیں ماننا مگر میں اتھارٹی کو چیک ضرور کروں گا۔ اگر سائنسدان مجھے یہ کہتا ھے کہ مسلسل تجربات کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ھوں کہ پانی ھمیشہ ڈھلوان کو جاتا ھے تو میں جب دو، چار، دس تجربات کروں گا تو میں مان جاوں گا کہ سائنسدان سچ کہتا ھے مگر میں یہ کہتا ھوں کہ جب آپ پورے قرآن کوی تمام جملہ سائنسی وجوھات کو چیک کرو گے تو آپ کو اللہ کو مان لینا چاھیئے۔ میں نے آپ کو دو یا تین سائنسی وجوھات سنائی ھیں اور یہ ایک سو چھتر سے بھی زیادہ ھیں۔ جیسے میں anthrooplolgy کے حوالے سے آپ کو بتا رھا تھا کہ ultimately God is right اگر ساری تحقیقات مستحکم ھو کر خدا سے نہیں مل رھیں ھیں تو وہ ابھی رستے میں ھیں، مگر جو researches انجام تک پہنچ جائیں وہ وھی ھیں جو قرآن کی آیت کے مطابق ھو جاتی ھیں۔ وہ researches complete ھو جاتی ھیں اور قرآن ابھی ختم نہیں ھوا۔ قرآن انجامِ کائنات تک جا رھا ھے جہاں ابھی سائنسدان نہیں پہنچے، جہاں ابھی جدید انسان نہیں پہنچا۔ جدید انسان اپنی صدی کے توسط سے خُدا کو challenge کر رھا ھے مگر خدا یہ صدی ختم کر کے بہت آگے نکل گیا ھے۔

پروفیسر احمد رفیق اختر

إِذَا ٱلشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ (١) وَإِذَا ٱلنُّجُومُ ٱنكَدَرَتۡ (٢) [سُوۡرَةُ التّکویر : 2 – 1]
جب آفتاب بے نور ہو جاوے گا۔ (۱) اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے۔ (۲) سُوۡرَةُ التّکویر: (آیت نمبر: 2 – 1) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

جب سورج لپیٹ لیا جائیگا، جب ستارے دھندلا جائیں گے، جب کائنات مردہ ہو جائے گی، جب زندگی ختم ہو جائے گی۔

إِذَا زُلۡزِلَتِ ٱلۡأَرۡضُ زِلۡزَالَهَا (١) وَأَخۡرَجَتِ ٱلۡأَرۡضُ أَثۡقَالَهَا (٢) وَقَالَ ٱلۡإِنسَـٰنُ مَا لَهَا (٣) يَوۡمَٮِٕذٍ تُحَدِّثُ أَخۡبَارَهَا (٤) بِأَنَّ رَبَّكَ أَوۡحَىٰ لَهَا (٥) [سُوۡرَةُ الزّلزَلة : 5 – 1]
جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جاوے گی۔ (۱) اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔ (۲) اور اس حالت کو دیکھ کر کافر آدمی کہے گا کہ اس کو کیا ہوا۔ (۳) اس روز سب اپنی (اچھی بری) خبریں بیان کرنے لگے گی۔ (۴) اس سبب سے کہ آپ کے رب کا اس کو یہی حکم ہوگا۔ (۵) سُوۡرَةُ الزّلزَلة : (آیت نمبر: 5 – 1) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

قرآن پوری دنیا کی زندگی کو انجام تک پہنچا چکا ہے، خُدا اپنی کائنات کو انجام تک پہنچا چکا ہے۔ کیا آپ اسے غلط ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ مگر ابھی تو آپ خُدا کی Mid term statement تک بھی نہیں پہنچے۔

" ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ سَبۡعَ سَمَـٰوَٲتٍ وَمِنَ ٱلۡأَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ [سُوۡرَةُ الطّلاَق : 12] " (ہم نے سات آسمان تخلیق کیئے اور اسی طرح کی سات زمینیں)

ابھی سائنسدان وہاں کہاں پہنچا ہے . . . ابھی تک وہ پہلی کائنات کی دھلیز پر زندگی کے سراغ ڈھونڈھ رہا ہے۔ اب کہیں مریخ میں بیچارے کو برف ملی ہے۔ وہ قرآن کی اسی آیت پر بنیاد کر کے مریخ کی برفوں میں زندگی ڈھونڈھ رہے ہیں۔

" . . . وَجَعَلۡنَا مِنَ ٱلۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ حَىٍّ . . . [سُوۡرَةُ الاٴنبیَاء : 30] " (ہم نے تمام حیات کو پانی سے پیدا کیا)

کیونکہ یہ آیت بتاتی ہے کہ جہاں پانی ہو گا وہاں زندگی ہو گی اگر مریخ میں برف ہے تو پانی ہے اور اور پھر زندگی بھی ہو گی، کسی نہ کسی قسم کی کوئی life تو ہو گی۔ قرآن کے انہی لفظوں کی حتمی بنیاد پر وہ مریخ میں زندگی ڈھونڈھ رہے ہیں۔

جب دلیل یہ بنتی ہے کہ اگر کوئی اتنے حتمی، یقینی لہجے سے آپ سے بات کر رہا ہے تو یا آپ اس کو غلط ثابت کر دو یا پھر اس کا دعویٰ تسلیم کر لو۔ It's pure scientific یا اس کے دعوے میں exception پیدا کر دو یا اس کے کسی رزلٹ کی غلطی ثابت کر دو یا اس کی کہی ہوئی کسی آیت کو ھی جھٹلا دو مگر تھوڑا سا خیال رکھنا کہ یہ ھود بھائی کا کام نہیں ھے، یہ پرویز بھائی کا کام نہیں ھے۔ آپ میری مثال لے لو . . . اگر مجھے کوئی physicist اٹھ کر کہے گا کہ پروفیسر صاحب آپ یہ غلطی کر رھے ہو physics میں تو ایسے نہیں ھے تو میں کہوں گا کہ آپ ٹھیک ہو، میں physicist نہیں ہوں۔ اگر میں غلطی کر رہا ہوں تو میں اسے مانتا ہوں مگر جب وہ scientist مجھے کہے گا کہ آپ کا دین یہ کہتا ہے تو میں کہوں گا کہ بھائی تم نے قرآن پڑھا ھی نہیں ہے تو تم کیسے کہہ سکتے ہو۔ یعنی جب تک دونوں طرف آپ ایک قسم کی research نہیں رکھو گے جیسے سائنسدان جب مذھب تک آتا ھے تو عجیب احمقانہ باتیں کرتا ھے۔ میں آپ کو Robert Boyle کا ایک خوبصورت قول سنانا چاھتا ہوں، وہ کہتا ھے:

" کمال ہے کہ تمام سائنسدان ہزار کوشش کرتے ہیں کہ خُدا کو موضوع سے خارج کر دیں، خدا کو اپنی research سے خارج کر دیں، خُدا کو اپنے خیالات سے فارغ کر دیں مگر عجیب بات یہ کہ سب سے بڑا مسلہ جو تمام سائنسدانوں کے سے پر چڑھا ہوا ھے وہ خُدا ھے۔"

یعنی تمام سائنسدان زندگی پھر کوشش کرتے ہیں کہ کم از کم خُدا ان کا مسلہ نہ بنے . . . وہ کہتے ہیں:

" ہم خُدا کے بارے میں نہیں سوچتے۔ وہ مفروضہ ھے، وہ یہ ھے، وہ، وہ ھے" مگر دنیا کے تمام فلاسفروں، تمام سائنسدانوں کا بڑا مسلہ خُدا ھے . . . تو بھئی خُدا کو غلط ثابت کر دو تو نجات ھو جائے . . . اگر وہ غلط ثابت نہیں ہو رہا تو چپکے سے اسے مان لینے میں کیا تکلیف ھے تمہیں " . . .

جب قرونِ اولٰی (Middle ages) میں یورپ میں مذھبی تحریکات اٹھیں جن میں

Protestant, Calvinism, Reformation, Renaissance

شامل تھیں۔ ان تحریکات کا پس منظر یہ رہا کہ Italian Church کے خلاف سارا یورپ بغاوت کر رہا تھا اور انہوں نے " اقتدارِ مُلّا " کے خلاف جہاد شروع کیا ہوا تھا . . . کیوں کیا ھوا تھا؟ کہ مُلّا تو کسی قیمت پر جنّت نہیں لینے دے رھا تھا، وہ کہتا تھا

I have two certificates of redemption

اس نے جنّت کے حصول اور نجات کے لیۓ دو سرٹیفیکیٹ رکھے ہوۓ تھے ایک اعلیٰ درجے کی جنّت کا، امیر آدمی کے لیۓ اور دوسرا ادنیٰ درجے کی جنّ کا غریب آدمی کے لیۓ . . . آپ نے شاید Martin Fork کا نام سنا ہو گا وہ انگلینڈ کا وزیرِاعظم تھا جسے " ہنری ہشتم " نے اس کام پر لگایاتھا کہ مجھے ہر صورت پیسے اکھٹے کرنے ہیں۔ " مارٹن فورک " کو بادشاہ کا کانٹا کہتے تھے۔ وہ غریبوں کے پاس جاتا تو کہتا کہ یار تیری زندگی تو پہلے ہی low level پر گزر رہی ہے، تجھے صرف ایک روٹی چاھیۓ لہٰذا دوسری میرے حوالے کر۔ جب وہ کسی امیر آدمی کے پاس جاتا تو کہتا: " یار تم عیش و عشرت کر، کر کے بڑے موٹے ہو گۓ ہو، تمہارا مال بھی میرا ہی ہے، فالتو دو ورنہ تمہاری سختی آ جاۓ گی " اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا کانٹا ہر صورت چلتا تھا، وہ ہر صورت ہر بندے سے پیسے نکلوا لیتا تھا اور اس نے " ہنری ہشتم " کی حکومت کے خزانے کو بھر دیا۔ وہ بڑا مشہور

Lord of exchequer تھا۔

میں یہ کہہ رہا تھا کہ جب enlightenment کی تحریک آئ، مذہب پر اعتراضات شروع ہوۓ، سیکولرازم آیا، اور پھر رفتہ رفتہ سیکولرازم کی گرد بیٹھنی شروع ہو گئ تو اس حوالے سے سوال یہ ہے کہ ڈیموکریسی، سیکولرازم، enlightenment اور progress of man کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ کیا داڑھی والا ٹھیک طرح گاڑی نہیں چلا سکتا؟ کیا مولوی اچھی فائل ورک نہیں کر سکتا؟ *(میں اپنے ہاں کی بات نہیں کر رہا، ہمارا تو سب کچھ کر سکتا ہے)* مگر اصل بات یہ تھی کہ اس وقت دین کے عالم نے دین کو بیچنا شروع کیا ہوا تھا یعنی ان دنوں جب مارٹن لوتھر کی Calvinist تحریک شروع ہوئ تو رومن کیتھولک پادریوں کا یہ حال تھا کہ وہ جنّت کے سرٹیفیکیٹ بیچتے تھے۔ دس پاونڈ میں بڑی جنّت اور پانچ پاونڈ میں چھوتی جنّت۔ اب غریب کیسے دے پانچ پاونڈ۔ اسے تو ایک پاونڈ ایک دن میں بھی نہیں ملتا تھا۔ وہ جنّت کہاں سے لیتا، وہ پادری کو کہاں سے دیتا۔ یہ وہ معیار تھے جن کے خلاف سیکولرازم نے بغاوت کی۔ سیکولرازم وہ نُقطہءنظر ہے جو مذہب کو سرے سے ہر قسم کی دنیاوی حدود سے نکالنا چاھتا ہے۔ ' ہالی ھاکس ' اور ' بریڈ لا ' اس کے مصنف ہیں۔ سب سے پہلے 'ہالی ھاکس ' نے یہ لفظ استعمال کیا اور اس نے اپنے جملے میں کہا کہ

Secularism and religion are as apart as the land from the sea.

جیسے سمندر، زمین نہیں ہو سکتا، زمین، سمندر نہیں ہو سکتی ایسے ہی مذہب، سیکولرازم نہیں ہو سکتا اور دوسری جگہ اس نے کہا: " اگر تمہیں سیکولر ہونا ہے تو تمہیں ایک اچھا 'لادین' (atheist) بننا پڑے گا۔ "

یہ وضاحتیں کرتے ہوۓ ہم آج کے دور تک آتے ہیں کہ ماڈرن زمانے میں مذہب، سیکرلرازم، جمہوریت (democracy) اور باقی systems کے ہاتھوں کس قسم کے مسائل کا سامنا کر رہا ہے اور کیا مذہب ان حالات میں زندہ رہے گا؟ بات یہ ہے کہ

It's a discussion of morality (یہ اخلاقیات سے متعلقہ بحث ہے)۔ سائنسی اور صنعتی ایجادات نے انسان کو ایکا عجیب و غریب غرور بخشا ہے۔

He is considering himself to be the god of earth, like Americans who teach their children that all Americans are like gods. (انسان اپنے آپ کو زمین کا خُدا سمجھ رہا ہے، جیسے امریکی اپنے بچوں کو سکھاتے ہیں کہ تمام امریکی خُدا کیطرح ہیں)

یہ فلسفہ دنیاۓ مغرب میں مقبول ہو رہا ہے۔ مسلہ یہ ہے کہ یہ مذہب کے خلاف کیوں ہیں۔ مذہب ان سے کہاں لڑتا ہے؟ کہاں جنگ ہوتی ہے؟ کیا مذہب کہتا ہے کہ محنت نہ کرو، صداقت نہ برتو، کیا مذہب کہتا ہے کہ تم اخلاق نہ برتو، آخر کس جگہ جا کے مذہب ان کے خلاف بات کرتا ہے؟ یہ جو میں آپ کو بات بات رہا ہوں یہ وہ بات نہیں ہے جو عام لوگ سوچتے ہیں۔ یہ ایک خصوصی بات ہے کہ جدید زمانے میں سیکولرازم کیوں مذہب کے خلاف ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کا انسان اتنی egocentricity پیدا کر چکا ہے، اتنا متمرّد ہو چکا ہے، اپنے آپ میں اتنا over confident ہو چکا ہے جیسے قرآن نے کہا:

" . . . إِنَّهُ ۥ كَانَ ظَلُومًا جَهُولاً [سُوۡرَةُ الأحزَاب : 82] "

وہ اپنے آپ کو over estimate کر چکا ہے یعنی وہ باقی حقائق کو under estimate کر چکا ہے اور یہ morality کے اس لیۓ خلاف ہے کہ یہ اپنی ذات سے باھر کسی کا حکم ماننا نہیں چاھتا۔ اس کی ego (اَنا) کبھی خدا کو قبول نہیں کرتی۔

Morality is basically religious اخلاقی قوانین بنیادی طور پر مذہبی ہیں۔ سیکولرازم مذہب کو اس لیۓ نہیں مانتا کیونکہ یہ وہ moral قوانین نہیں ماننا چاھتا جو خُدا کی طرف سے issue ہوتے ہیں۔ یہ تو ہم جنس پرستی کہ قانون پاس کر رہا ہے، یہ تو ان کی properties کے قوانین پاس کر رہا ہے، یہ تو Freedom of sexes کے قوانین پاس کر رہا ہے۔ یہ خُدا کے احکامات کو کیسے مانے؟ وہ ایک جملہ عام طور پر بولتا ہے۔

What God has to do with our private matters? (خُدا کو ہمارے ذاتی معاملات میں مداخلت کا کوئ حق نہیں)۔

وہ اللہ کو ماننا چاھتے ہیں مگر اللہ کا حکم نہیں ماننا چاھتے۔ کیوں . . . ؟ وہ کہتے ہیں:

God has to do nothing with our private life.

المرا

ہم انسانوں نے ڈیموکریسی کے ذریعے جو قوانین بنائے ہیں وہ بہترین قوانین ہیں اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اخلاقیات کی بنیاد پر ان قوانین کو غلط کہے۔ وہ اس لیئے مذہب کے خلاف ہیں کیونکہ مذہب انہیں اخلاقیات سکھاتا ہے۔ اور یہ morality کے قوانین کو قبول نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ سے انہوں نے مذہب کے اوپر ایک option رکھ دیا ہے۔ یہ بہت بڑا خوبصورت option ہے: " اے اللہ میاں ہم تجھے مان لیتے ہیں، تجھے خُدا رہنا ہے یا نہیں رہنا ہے، ہمارے پہلوں نے تو تجھے باہر نکال دیا تھا۔" چلو ہم تجھے اللہ مان ہی لیتے ہیں مگر ہم اپنی شرائط پر مانیں گے۔ تُو ایسا کر کہ شراب پینے کی اجازت دے، دے۔ یہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس کو دیکھ اور یہ سودا آج تجھے دنیا کے ساتھ کرنا پڑے گا، تُو اپنے قانون وغیرہ پَرے کر . . . ہم چونکہ اسمبلیوں میں بیٹھ کر فیصلے کر چکے ہیں اس لیئے اگر تُو اِن کو مان لے تو ہم تجھے خُدا مان لیں گے۔ مذہب، سیکولرازم اور ڈیمو کریسی کی یہ مضحکہ خیز حالت آج تک پہنچ چکی ہے اور مذہب کا سُنو . . .! ان کو نہیں پتہ کہ کیا فائدہ ہو رہا ہے اور کیا نقصان ہو رہا ہے، نہ ان کو پتہ ہے کہ وہ کس طرح سوچ رہے ہیں، کس طرح خیال کرتے ہیں، وہ صرف اس بات میں دلچسپی رکھتے ہیں کہ وہ کہیں کہ ہم نہیں مانتے کیونکہ مذہب لاعلمی اور کم علمی کا نشان ہو گیا ہے۔ اب اگلے زمانے کی طرف آئیے اور دیکھیئے کہ مذہب میں کیا ہو رہا ہے۔ جیسے میں نے آپ سے کہا تھا

I will go back again and I'll tell you that theory of 'all things' is God and nothing else.

جس اللہ کو پتہ ہے کہ میں نے زمین کیسے بنائ، میں نے آسمان کیسے بنایا، میں نے اس میں کیا اصول رکھے، میں نے اس کو کیا تخلیقی رنگ دیا، میں نے اس میں کون سے بندے پیدا کیئے اور کہاں تک کروں گا اور میرے رسولوں نے میرا پیغام پہنچایا۔ کمال کی بات ہے کہ آج بھ ہم لوکل نو آبادیوں کا ذکر کرتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ خُدا نے بھی کوئ نوآبادی زمین پر تخلیق کی ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہم دوسرے لوگوں پر جبر و ستم کے لیئے یہ نوآبادیاتی نظام تخلیق کرتے ہیں اور اللہ نے یہ نظام رحم و کرم کے لیئے تخلیق کیا۔

" كَتَبَ عَلَىٰ نَفۡسِهِ ٱلرَّحۡمَةَ [سُوۡرَةُ الاٴنعَام : 12] "

میں دیکھنا چاھتا ھوں کہ سائنس ھمیں کیا آفر کرتی ہے؟ زمانہء آخر میں سائنس ھمیں کیا دیتی ہے۔ سائنس کہتی ہے کہ کائناتی طور پر

Cold stars are extracting energy from the warm stars.

کچھ گرم ستارے ہیں اور کچھ ٹھنڈے ستارے ہیں، یہ ترسیلِ حرارت جاری ہے۔ گرم ستاروں سے حرارت نکل کے ٹھنڈے ستاروں کو جا رہی ہے مگر ٹھنڈے ستارے گرم ھونے کے بعد گرم ستاروں کو ترسیل نہیں کر سکتے اس لیئے انجام یہ ہے کہ کچھ اربوں سالوں کے بعد تمام کائنات مُردہ، یخ بستہ اور خالی ہو گی اور کسی کی زندگی کا کوئ chance نہیں ہو گا کیونکہ گرم ستاروں کی حرارت ختم ہو جائے گی اور ٹھنڈے ستاروں کی حرارت بھی ساتھ ہی ختم ہو جائے گی اور پوری کائنات ایک یخ بستہ سمندر ہو گا جہاں پر کسی بھی حال میں زندگی پنپ نہیں سکتی۔ کائنات کا یہ وہ end (اختتام) ہے جو سائنس پیش کر رہی ہے۔

دوسرا end سائنس یہ پیش کرتی ہے کہ زمین کے اِردگِرد لاکھوں سیارچے گھوم رہے ہیں، جیسے اللہ نے قرآن میں کہا کہ اگر میں آسمانوں سے ایک پتھر پھینک دوں تو تم زمین والے خواب و خیال ہو جاو۔ We will be just history سائنس کہتی ہے کہ

Asteroids are coming very close to the earth اور جب بھی کوئ بڑا asteroid زمین سے ٹکرا گیا تو ہم رخصت ہو جائیں گے۔ ہم انسانوں کی بقاء نہیں۔ ہمارا انجام موت ہے۔ Total Annihilation

ایک تیسرا انجام جو ھمیں سائنس بتلاتی ہے وہ تو روز آپ اخباروں میں پڑھتے ہو کہ او زون layer کم ہو گئ ہے، حرارت بڑھ رہی ہے، قطبین پر برف پگھل رہی ہے اور ساری زمین زیرِ آب آنے والی ہے۔

اور ایک end میں نے بھی سوچا ہوا ہے کہ آبادی بڑھ رہی ہے، رزق کم ہو رہا ہے، ہم ایک دوسرے کو قتل کریں گے، ماریں گے، جیسے اب ہونا شروع ہو گیا ہے۔ پھر تھوڑے سے لوگ بچ جائیں گے جن کو زمین پوری آ جائے گی اور ان کو روٹی بھی پوری آ جائے گی اس لیئے میرا خیال یہ ہے کہ .Most of the people have to die

ایک پانچواں اور آخری انجام یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اقتدار کھسکتا ہوا کسی سائنسدان کے ہاتھ میں آ جائے اور سائنسدان کوئ romantic تھوڑا ہی ہوتا ہے یا اس نے غزل الغزلات تھوڑی ہی گانی ہے۔ وہ اندازہ لگائے گا کہ آکسیجن اتنی ہے، برف اتنی ہے، کاربن ڈائ اکسائیڈ اتنی ہے، پروٹینز اتنی ہیں، ھارمونز اتنے ہیں . . . اتنے انسان زمین پر چاھیں اور وہ باقی انسانوں کو ہٹلر کی طرح گیس سُنگھا دے گا اور یہ ایک بہت قدرتی سا انجام ہو گا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہو گا مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بڑا نیچرل سا end ہے، ذخائر کی کمی، زمین کی قلّت، جیسے آپ ہر روز اخبار دیکھتے ہو، ایک خبر باربار لگی ہوتی ہے کہ پانی کی قلّت پاکستان اور بھارت میں جنگ کا سبب بنے گی، ایٹمی جنگ کا سبب بنے گی، پانی کے بغیر آپ زندہ نہیں رہ سکتے ہو لہٰذا مرو گے اور مارو گے۔ کیا پھر آپ کے پاس کوئ اور اُمّید ہے؟ اُمّید صرف مذہب کے ساتھ ہے، اُمّید صرف اللہ کے ساتھ ہے۔ وہ اللہ جو آپ سے رُوزِ کا وعدہ کرتا ہے، وہ جو آپ سے کچھ کو انعام کے لیئے چُنتا ہے، وہ جو آپ کو اربوں سالوں کی کہکشانی زندگی کے لیئے چُنتا ہے اور جو پہلے claim پر قائم ہے۔

" . . . إِنِّى جَاعِلٌ فِى ٱلۡأَرۡضِ خَلِيفَةً . . . [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 30] "

اور اس حکومت کے لیئے اس کی اطاعت ضروری ھے جیسے اقبال نے کہا:

ے وہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ھے   ہزار سجدوں سے دیتا ھے آدمی کو نجات

اگر ھم اسے تسلیم کرتے ھیں جس کو جھٹلانے کی کوئی reason ھمارے پاس نہیں ھے اور اگر ھے تو قرآن کی کسی ایک آیت کو جھٹلانا ھو گا۔ اگر خود کو زورآور سمجھتے ھو اور دلیل والے ھو تو قرآن کی ایک آیت جھٹلا دو مگر اس کی تصدیق کے لیئے ان پڑھ اور uneducated بندے کے پاس نہ جانا:

" . . . فَسۡـَٔلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ إِن كُنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ (٤٣) [سُوۡرَةُالنّحل : 43] " (پس پوچھ لو اھلِ ذکر سے اگر تم نہیں جانتے)

بلکہ اس کے پاس جانا جسے اللہ تعالیٰ نے کہا ھے:

" . . . وَٱلرَّٰسِخُونَ فِى ٱلۡعِلۡمِ . . . [سُوۡرَةُآلعِمرَان : 7] " (پختہ عِلم والے)

عِلم فراست سے ھے۔ جو اللہ کے بندے ھیں وہ اللہ کے خوف سے عِلم حاصل کرتے ھیں اور وہ عالم اللہ کے لبادے تلے ھیں۔

" إِنَّمَا يَخۡشَى ٱللَّهَ مِنۡ عِبَادِهِ ٱلۡعُلَمَـٰٓؤُاْۗ . . . [سُوۡرَةُ فَاطِر : 28] " (بے شک اللہ سے اُس کے بندوں میں سے اُس کے عالم ھی ڈرتے ھیں)

تو پھر یقیناً

The religion offers you very brillian end of this world.

خُدا کہتا ھے کہ ھم اس زمین کو دوسری زمین سے بدل دیں گے۔ دیکھیئے! یہاں ذخائر کی کتنی کمی ھے اور اُدھر اللہ میاں کتنا مال لے کے بیٹھے ھوئے ھیں۔ وہ فرماتے ھیں کہ ھم اس زمین کو زمین سے بدل دیں گے۔ وہ فرماتے ھیں کہ ھم تمہیں ایک ایسی جنّت میں لے کے جائیں گے جس کی چوڑائ، زمینوں اور آسمانوں کے اربوں اور کھربوں ستاروں سے بھی زیادہ ھے۔ Do we really believe in God and then we claim we are Muslims.

اسلام اور ایمان دو movements ھیں۔ اسلام ایک ابتدائ قدم ھے

It's a quantum jump, It's a suddenness.

کائنات میں ھر چیز quantum jumps (اچانک تبدیلی) میں ھے۔ جب ایک آدمی کلمہ پڑھتا ھے تو یہ بھی ایک quantum jump ھے کہ جب آپ اپنی بے خبری اور لاعلمی سے کہتے ھیں

" لَا إِلَـٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِۚ " تو آپ اپنی جان کو عذاب میں ڈال دیتے ھیں۔ میں سچ کہہ رھا ھوں کہ ھم اپنی جان کو عذاب میں ڈال لیتے ھیں کیونکہ . . . لاالہٰ الا اللہ کوئ خُدا نہیں مگر صرف ایک اللہ، تو پھر اس ایک خُدا تک پہنچنے کے لیئے آپ کو کتنے ملین اور بلین خُداوں کو reject کرنا ھوتا ھے۔ یہ بحث ھے، یہ جدلیات ھے، یہ غوروفکر کی جنگ ھے کہ ھم نے صرف ایک صفّتِ خُداوند تک پہنچنے کے لیئے کتنے خُداوں کی نفی کرنا ھوتی ھے، اقتدار کے خُدا، آستینوں کے چھپے ھوئے دیوتا، ھمارے باطن کے نفاق، ھمارے بزرگوں کی روایتیں، ھمارا جہلِ کردار، ھمارے رسم و رواج، ھماری سوچیں جو کسی نہ کسی مقصد سے وابستہ ھوتی ھیں۔ ان سے آزاد ھو کر ھم نے پروردِگارِ عالم کو اپنی Top priority بنا کر، ناگوں کیطرح اُبھرے ھوئے جو خواھشات و خیال ھیں اُن کی اھمیت کم کرنی ھوتی ھے۔ جب آپ کے خوبصورت گھروں کے آ گے باڑیں بے مہار ھو جائیں تو وہ آپ کو کاٹنی پڑتی ھیں۔ جب آپ کے دِل میں 'حرج' بڑھ جائے، ایسی بُوٹیاں بڑھ جائیں جہاں عقل کا جانور نہ چر سکے تو آپ کو اپنے دِل کی اس سب و شتم کو کاٹنا ھوتا ھے تا کہ آپ یہ سمجھ سکیں کہ اعتدال کیا ھے؟

خُدا آپ سے کیا ڈیمانڈ کرتا ھے اور کیا رُتباتِ عالیہ اُس نے آپ کے لیئے رکھے ھیں، وہ مالکِ نجات ھے اور اگر آپ اس کے ساتھ وابستہ ھوں تو صاحبِ نجات ھوں گے۔ سائنسز کو ھم نے Tone down کرنا ھے۔ تکبّراتِ ذاتِ انسان کو Ton down (کم جارح) کرنا ھے۔ ان سے غلام کیطرح مدد لینی ھے، انہیں اپنے ذھن کا آقا نہیں بنانا۔

There is no conflict between science and religion. Only science has to behave

مذھب اور سائنس کے درمیان کوئ تضاد نہیں ھے۔ صرف سائنس کو خود کو درست کرنا ھو گا۔ دو اور دو چار کی خلاقیّت میں وہ اپنے آپ کو moralist نہیں ثابت کر سکتی۔ کوئ سائنسدان اپنے آپ کو moralist ثابت نہیں کر سکتا اور ایک

versatile changeable information

کی وجہ سے وہ اللہ کی حقّانیّت اور اس کے ultimate word کو چیلنج نہیں کر سکتا۔ تاریخ، فلسفہ، عِلم اور قرآن نے ھمیں بتایا ھے کہ باقی تمام انسانوں کے gain (حاصل کردہ) کردہ نتائج اس وقت تک صحیح ھیں جب تک وہ قرآن کے ساتھ ھیں۔ جب تک کوئی ریسرچ قرآن تک نہیں پہنچتی تو وہ رستے میں ھے، مذھب بھی چلنے کا رستہ ھے، سائنس بھی چلنے کا رستہ ھے، دونوں رستے انکسار سے چلتے جائیں، under estimation سے نہ چلیں اور over estimation سے نہ چلیں تو دونوں راستے بالآخر خُداوندِ کریم کی شناخت تک پہنچتے ھیں۔

وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا ٱلْبَلَٰغُ

المرا

سوال و جواب

سوال نمبر 2.01) [ناجائز ٹیکس اور حکومتی نظام] آپ نے ناجائز ٹیکسز اور ظُلم و ستم کے نظام کے بارے میں کوئی لیکچر نہیں دیا اور نظام کی تبدیلی کے بغیر معاشرے کی اطلاح کیسے ممکن ہے؟

جواب: جب کسی معاشرے میں ایک major priority یعنی اصول اور اخلاق سے diversion ہو جائے تو پھر لامحالہ انصاف پر ضرب لگتی ہے اور اس کے نتیجے میں عوام اور حکمرانوں کے درمیان ایک بہت بڑا خلا آجاتا ہے۔ حضور اکرمؐ اس شخص کو عامل بھی نہیں بناتے تھے جو خود اس کی خواھش کرتا تھا۔ چلیئے میں آپ کو بتاتا ھوں کہ کیاعجیب و غریب اصول آج کے ھیں اور کیا عجیب و غریب اصول مذھب کے ھیں کہ حضورؐ سے ایک شخص نے درخواست کی کہ مجھے عاملِ زکوۃ مقرّر کیا جائے۔ حضورؐ نے انہیں مقرّر نہیں فرمایا اور اصول یہ رکھا کہ جو خود کہتا ھے یا مانگتا ھے اس کو ھم عامل نہیں مقرّر کریں گے کیونکہ اس میں ھر صورت ایک وجاھت طلبی اور خواھشِ اقتدار آ جاتا ھے مگر ھمارا جمہوری نظام شروع ھی اس دعوے سے ھوتا ھے کہ میں ھی آپ کے مسائل کا حل کروں گا اور میں ھی وہ واحد ذریعہ ھوں۔ ایک پیغمبر کی ذات میں تو یہ دعویٰ صحیح ھے، جیسے حضرتِ یوسفؑ نے بادشاہ سے کہا کہ میں حفیظ اور امین ھوں، میں قوی ھوں، میں تیرے خزانوں کی بھی حفاظت کروں گا اور تیرے معاملات کی بھی تو پیغمبر، خُدا کی تائید سے ایسا جملہ کہہ سکتا ھے مگر کوئی بھی دوسرا شخص ایسا کہنے کا حق نہیں رکھتا۔

پارٹی یا individual electins میں یہ بنیادی فرق ھوتا ھے کہ ایک پارٹی اعلان کرتی ھے کہ جی ھم یا ھمارا جو گروہ یا گروپ ھے یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ دوسری پارٹی اس چیز کی تردید کرتی ھے مگر آپ کیا کرتے ھیں؟ اگر ھم کسی پارٹی کو allow کر دیں کہ وہ ملک و مِلّت کی خدمت یا عوام کے لیئے جو آرزو رکھتی ھے یا جو دعویٰ رکھتی ھے اس کو مکمل کرے تو پھر آپ کیا کرتے ھیں؟ دیکھنا یہ ھے کہ یہ وہ لوگ ھونے چاھیں جو بہتر تعلیم یافتہ اور well committed ھوں یا جن کو یقین ھو کہ وہ واقعتاً خدمت الناس کے لیئے نکل رھے ھیں اور خدمت کریں گے۔ حضورِگرامی مرتبتؐ سے پوچھا گیا کہ کیا اپنی قوم سے محبت کرنا تعصّب ھے؟ (یہ بڑا اچھا سوال ھے اور آپ کے بہت سے political مسائل کا حل ھے) آپؐ نے فرمایا: " نہیں مگر اپنی قوم کے ظُلم پر مدد کرنا تعصّب ھے۔" تعصّب یہ نہیں کہ تم اپنی قوم سے محبت نہ کرو مگر تعصّب یہ ضرور ھے کہ اپنی قوم کے ظُلم پر مدد کرو۔ ھم اپنے سیاسی نظام میں جو ایک بڑا عُذر رکھتے ھیں وہ یہ ھے کہ کسی پولیٹیکل selection یا انتخاب کے لیئے ھم اس میں اپنی نسبت، ذات اور برادری ضرور لے کر آتے ھیں اور ھم جانتے ھیں کہ یہ ظالم ھیں، ھم جانتے ھیں کہ یہ جھوٹے ھیں، ھم جانتے ھیں کہ یہ ایسا کوئی کام کرنے کے لیئے نا اھل ھیں۔ یہ خدمتِ انسان، خدمتِ خاندان اور خدمتِ قوم کے لیئے نا اھل ھیں۔ اسے کے باوجود جب ھم ان کو ووٹ دیتے ھیں تو ھم تعصّب کی نذر ھو جاتے ھیں۔

ٹیکس ھوں یا نہ ھوں سوال یہ ھے کہ آپ ٹیکس خوشی سے کیوں نہ دو، جب آپ ان سڑکوں سے گزرتے ھو اور آپ کو مناسب، متوازن اور اچھی سڑکیں نظر آئیں تو آپ ٹیکس دینے کو مائینڈ نہیں کرو گے۔ پاکستان میں ٹیکسز کا return کیا ھے؟ میں نے پچھلے مہینے ھی دیکھا کہ سات ھزار سے لے کر ساٹھ ھزار تک گیس کے بل آئے ھیں تو کسی ظالم حکمران نے یہ سوچا کہ یہ کیوں آئے ھیں؟ ان لیڈروں کی مدد کون کر رھا ھے؟ سوائے آپ کے اور کوئی نہیں کر رھا۔ آپ ووٹ کے ذریعے ان کی مدد کرتے ھو۔ ھم تو جنوں اور محبت میں ووٹ دے رھے ھیں۔ ھم تو انصاف کو ووٹ ھی نہیں دے رھے، ھم تو اخلاق کو ووٹ ھی نہیں دے رھے۔ ھم اپنے مسائل کو ووٹ نہیں دے رھے ھیں۔ ھم تو ان بے رحم لوگوں کی مدد کر رھے ھیں جن کو ھمارے interests کا ذرّہ برابر خیال نہیں ھوتا۔ جونہی وہ منتخب ھوتے ھیں آپ کی میموری ان کے ذھن سے ھوا ھو جاتی ھے اس لیئے یہ سمجھنے کی کوشش کرو کہ آپ کس کو ووٹ دیتے ھو اور کس لیئے ووٹ دیتے ھو پھر آپ کے مسائل حل ھوں گے۔ مسائل آپ نے خود حل کرنے ھیں، یہ آپ کے نمائندے نہیں کریں گے۔ ان کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں ھے۔

But if you put on one honest and sincere man whichyou believe honest and sincere

اور ھر چیز سے بڑھ کر فیملی سے بڑھ کر، ھر قدر سے آگے جا کر آپ فیصلہ کریں کہ ھم نے ایک ایماندار کو ووٹ دینا ھے، ھم نے ایک کوالٹی کو ووٹ دینا ھے، ھم نے نہ فیملی کو ووٹ دینا ھے اور نہ کسی ایسے ظالم کو جن کو ھم باربار پرکھتے ھیں۔ مومن ایک سوراخ سے باربار ڈسا بھی نہیں جاتا۔ آپ مومن نہیں ھو۔ آپ باربار اسی سوراخ سے ڈسے جاتے ھو۔ اس لیئے آپ اچھا مسلمان بننے کی کوشش کرو۔

سوال نمبر 2.02) [سیاسی حالات میں تحریکِ وُکلاء کا کردار] اس وقت جو سیاسی حالات چل رھے ھیں کیا ان میں گھر بیٹھ کر تبدیلی کا انتظار کرنا چاھیئے یا عملی طور پر اس میں شامل ھو کر اپنا کردار ادا کرنا چاھیئے . . . کیا دھرنا پاکستان کی تاریخ پر دُور رس نتائج مرتّب کے گا؟ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ھے؟

جواب: دُور رس نہیں بلکہ بڑے قریب کے اثر مرتّب کرے گا، یہ حالات کچھ دنوں میں ختم ھو جائیں گے۔ ابھی تو ایک جنگ

strategy of terrorism لڑی جا رھی ھے۔

It is a psychological warfare between the parties. One party is tactically trying to delayed the matter end get advantage and other party is putting the pressure on to get advantage.

مگر مسلہ یہ ھے کہ اگر میں یہ کہنا چاھوں کہ جب ھم اپنی اس عظیم لیڈرشپ کو دیکھتے ھیں تو بدقسمتی سے میں گواہ ھوں کہ جو بھی اس وقت کی مقتدرِ اعلیٰ شخصیتیں ھیں انہوں نے وہ سب وعدے کیۓ تھے جو انہوں نے توڑ دیۓ تو میں آپ سے پوچھتا ھوں کہ اگر اتنی اچھی پوزیشن پر جا کر ھم اپنے بارے میں گمان رکھتے ھیں کہ ھم جھوٹ بول دیں گے مگر اگر آپ کے ملک کے ذمّہ دارترین افراد آپ سے مسلسل جھوٹ بول رھے ھوں تو پھر آپ کو کیا کرنا چاھیۓ؟ اگر ذھناً قلباً نہیں تو جب آپ کا ھاتھ فیصلے کی دھلیز پر ھوتا ھے تو اس وقت آپ کو یہ سوچنا اور سمجھنا چاھیۓ کہ ایسے حکمران دوبارہ آنا deserve نہیں کرتے ورنہ آپ کو بچّہ سقّہ کی بادشاھت، نظام سقّہ کی ڈھائ گھڑی کی بادشاھت کیوں نہیں یاد آتی؟ ھمارے کیا تعصّبات ھیں؟ میں آپ کو ایک بات بتاوں کہ یہ جو تحریک (وُکلاء کی تحریک) چل رھی ھے یہ میرے لیۓ بہت اچھی تحریک ھے اس لیۓ نہیں کہ یہ چوھدری افتخار صاحب کے لیۓ چلائ جا رھی ھے۔ ذاتی طور پر میں ان پر یقین نہیں رکھتا مگر مجھے ایسا محسوس ھوتا ھے کہ یہ ایک ایسی تحریک ھے جس کے پیچھے لوگ جمع ھوۓ ھیں۔

میں ایسا اس لیۓ محسوس کرتا ھوں کہ لوگ پہلی بار یہ سمجھے ھیں کہ صحیح کیا ھے اور غلط کیا ھے۔ ان کے تعصّبات اس تحریک میں افراد کے پیچھے نہیں ھیں۔ وہ کسی ایک آدمی کو support کرنے کے لیۓ ایسا نہیں کر رھے۔ اگر عوام آج تک اس تحریک کے ساتھ چلنے میں دلبرداشتہ نہیں ھوئ تو اس کی صرف ایک وجہ ھے کہ عوام الناس کو یہ احساس ھے کہ جو کچھ ھوا ھے وہ غلط ھے اور وہ اس کو درست کرنا چاھتے ھیں۔ اسی طرح آپ پنجاب میں تبدیلی دیکھ رھے ھیں اس کا تعلق نوازشریف سے نہیں، اس کا کسی اور سے بھی تعلق نہیں ھے۔ اگر لوگوں کی ایک بڑی تعداد گھروں سے باھر آ رھی ھے تو اس کا صرف ایک مطلب ھے کہ ان کو یہ معلوم ھے کہ یہ غلط ھوا ھے۔ تو میرا خیال یہ ھے کہ اب لوگوں میں یہ احساس پیدا ھو رھا ھے کہ صحیح کیا ھے اور غلط کیا ھے۔ یہ دیکھتے ھوۓ اُمّید ھے کہ اگلے تین چار سالوں میں لوگ اپنے لیۓ کسی صحیح آدمی کو منتخب کریں گے۔

سوال نمبر 2.03) [انکارِ اِبلیس اور کُن فیکون] اللہ تعالیٰ فرماتے ھیں کہ ھم جو کہتے ھیں وہ ھو جاتا ھے: " کُن فیکون " لیکن اِبلیس نے اللہ کے کہنے پر حضرتِ آدمؑ کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟

جواب: خدا ساری باتیں تو سب کو نہیں بتاتا . . . دراصل اس نے اِبلیس کا جو کچھ کرنا تھا وہ بھی " کُن فیکون " کے تحت ھی تھا۔ ھم کائنات کو اس pattern سے نہیں دیکھتے یا اس لفظ کو اس pattern سے نہیں دیکھتے یا میں اس کو اس طرح نہیں دیکھتا۔ میری interpretation تھوڑی سی مختلف ھے۔ میرا خیال ھے کہ یہ لوحِ محفوظ، ماسٹر پلان ھے۔ اس بات کو سمجھنا کوئ مشکل نہیں ھے۔ اس کو اس طرح سمجھیں کہ ھم ایک بستی بسانا چاھتے ھیں، اس میں بسنے سے پہلے اس کا نقشہ تیار کرتے ھیں۔ اس کے sources دیکھتے ھیں کہ اس میں کتنے بندے بستے ھیں، انہیں کتنا پانی چاھیۓ، کتنی گیس اور بجلی چاھیۓ۔ اگر ھم عام چھوٹے سے انسان ایک چھوٹی سی کمیونٹی بسانے کے لیۓ اتنے سارے پلان بناتے ھیں، پھر ھم ایک ماسٹر پلان بنا کے کہتے ھیں Go ahead, start working on this plan اسی طرح پروردگارِ عالم نے کائنات اور زندگی کے بارے میں ایک ماسٹر پلان بنایا کہ وھاں کیسے زندگی کو آگاز کرنا ھے، وھاں انسان کتنے ھوں گے، کتنا رزق اس میں رکھنا ھے، کتنا پانی رکھنا ھے اور کتنے قحط دینے ھیں؟ کیونکہ یہ جبر و قدر کی دنیا ھے، آزمائشوں کی دنیا ھے تو اس نے سارا ماسٹر پلان بنا کے اسے لوحِ محفوظ کہا۔ لوحِ محفوظ میں کیا کچھ نہیں لکھا ھوتا، اس کی ایک چھوٹی سے جھلک قرآنِ حکیم میں اللہ نے اس آیت سے دی ھے:

" وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزۡقُهَا . . . [سُوۡرَةُ هُود : 6] " (زمین پر ایسا کوئ جانور نہیں جس کا رزق اللہ پر نہ ھو)

یعنی لوحِ محفوظ میں سب سے زیادہ بندوں کے رزق کی فکر کی گئ ھے، ان کو گنا گیا ھے، jobs بنائ گئیں، پیشے تخلیق کیۓ گۓ، اگر آپ ان پچاس سالوں کے پیشے دیکھو اور پچھلے پچاس سالوں کے پیشے دیکھو تو آپ حیران رہ جاو گے کیونکہ ان میں کوئ مماثلت نہیں ھے کہ پہلے لوگ کن ذرائع سے کماتے تھے اور اب کن ذرائع سے کماتے ھیں۔ پہلے آئ ٹی (IT) نہیں تھی، آج ھر کام IT سے ھو رھا ھے۔ جوں جوں انسان بڑھتے ھیں ان کی اقدار بھی بدلتی ھیں۔ یہ سب کچھ pre-guessed ھے۔

" وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزۡقُهَا وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَا . . . [سُوۡرَةُ هُود : 6] "

اور اللہ کو پتہ ھے کہ کس نے کہاں کہاں جانا ھے؟ کہاں کہاں رکنا ھے؟ کیا کیا کام کرنے ھیں مگر یہ کہاں درج ھے:

" . . . كُلٌّ فِى كِتَـٰبٍ مُّبِينٍ . . . [سُوۡرَةُ هُود : 6] " (سب کچھ لوحِ محفوظ میں ھے)

اس ماسٹر پلان میں آپ کی کوئ physical movement آزاد نہیں چھوڑی گئ۔ آپ کا رزق آزاد نہیں چھوڑا گیا۔ آپ کا کوئ اندازِ زندگی آزاد نہیں چھوڑا گیا، سواۓ ایک کے . . . کہ ھم نے دیکھنا یہ ھوتا ھے کہ یہ ساری زندگی کی اقدار کس لیۓ بنی ھیں؟ اگر حرکت کر رھے ھیں تو کیوں کر رھے ھیں۔ اگر ھم کوئ کوشش کر رھے ھیں تو کیوں کر رھے ھیں؟ اس کا قطعاً مطلب جبریّت نہین ھے، اس کا مطلب یہ ھے کہ آپ کو فیصلہ کرنا ھوتا ھے کہ میرے ذمّے کیا کام ھے اور اللہ کے ذمّے کیا کام ھے؟ اللہ کے ذمّے رزق ھے، زندگی ھے، بچے ھیں، عزّت ھے، توھین ھے، مراتبِ زندگی ھیں۔

" زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ ٱلشَّهَوَٲتِ مِنَ ٱلنِّسَآءِ وَٱلۡبَنِينَ وَٱلۡقَنَـٰطِيرِ ٱلۡمُقَنطَرَةِ مِنَ ٱلذَّهَبِ وَٱلۡفِضَّةِ وَٱلۡخَيۡلِ ٱلۡمُسَوَّمَةِ وَٱلۡأَنۡعَـٰمِ وَٱلۡحَرۡثِ‌ۗ ذَٲلِكَ مَتَـٰعُ ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا‌ۖ وَٱللَّهُ عِندَهُ ۥ حُسۡنُ ٱلۡمَـَٔابِ (١٤) [سُوۡرَةُآلعِمرَان : 14] "

یہ سب کچھ دینے کے بعد آپ سے اللہ نے کہا: : اے انسان! اے خلیفۃ اللہ فی الارض! یہ تیرا پرٹوکول ھے۔ تمہیں عزّت اور وقار کے ساتھ پیدا کیا گیا ھے۔

You are born with dignity, you are born within parents because you can not survive alone

تم واحد ایسے بچے ھو، تم جانور کے بچے نہیں ھو، تم special creation ھو تُو آدمؑ کی اولاد ھے۔ تم اپنے ماں باپ کے بغیر نہیں زندہ رہ سکتے اس لیئے پہلے ماں باپ دیے گئے، گھر عطا کیا گیا اور ساری protection دی گئی۔ اس سارے پروٹوکول میں کچھ استثناء (exceptions) ضرور ھیں مگر exceptions ایک general law نہیں ھوتا۔ general law یہی ھے جو اللہ نے دیا ھوا ھے پھر اس کے بعد اس نے کہا کہ دیکھو انسانو! یہ تمام سہولتیں میں نے تمہیں صرف ایک کام کے لیئے دی ھیں:

إِنَّا هَدَيْنَـٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (٣) [سُوۡرَةُ الدَّهۡر / الإنسَان : 3] (چاھے تو مجھے مالو چاھے تو میرا انکار کر دو)

یہ تمام اسباب جو بنائے گئے یہ well measured اور well protected ھیں اور لوحِ محفوظ اس کے سوا کچھ نہیں تھی کہ جب ڈرافٹنگ ھو چکی، نقشہ بن گیا، اللہ نے ارادہ کیا تو کہا: " کن فیکون " تو کن فیکون سے مراد کسی کائنات کا اچانک وجود میں نہیں آنا ھے بلکہ ماسٹر پلان کا اِجراء ھو جانا ھے۔

سوال نمبر 2.04) [نواز شریف کا مستقبل] آپ کے خیال میں نواز شریف کا مستقبل کیا ھے؟

جواب: میری پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں میں سے کسی کے ساتھ affiliation نہیں ھے۔ مگر ایک عام اندازے کے حوالے سے جب میں دیکھتا ھوں تو اُسے ذرا بہتر منتظم (administrator) پاتا ھوں۔ مجھے اس کے اندر قدرے زیادہ Pakistani ego نظر آتی ھے۔ اس کی اپنی ego (انا) بھی اس کے اندر ھو گی . . . پچھلی مثالوں کو دیکھتے ھوئے ھم ایسا کہہ سکتے ھیں جیسے کلنٹن نے باربار اسے منع کیا مگر وہ اسی بات پر اصرار کرتا رھا کہ میں دھماکہ کروں گا۔ اس کے اوپر یہی پاکستانی feelings غالب رھیں اور اس نے صدر کلنٹن کو deny کیا اور ایٹمی دھماکہ کر دیا، جس کا ھمیں بعد میں ازحد فائدہ پہنچا۔ اس مین کوئی شک نہیں کہ اسی کی وجہ سے انڈیا پاک tention کم ھوئی۔ بعد میں آنے والے انڈین حملے بھی اسی لیئے فائل ھو چکے ھیں کہ انڈیا کو پتا ھے کہ اس کا ایک پرائم منسٹر یہ دکھا چکا ھے کہ پاکستان کے پاس ایٹمی ذرائع بھی ھیں اور sources بھی ھیں اور یہ انہیں استعمال بھی کر سکتا ھے اس لیئے میں یہ سمجھتا ھوں کہ اس لحاظ سے وہ اپنے contemporaries سے قدرے بہتر ھے اور میرے خیال میں اگر وہ بے ایمان ھے تو بھی اس کو مزید تین سال ملنے چاھئیں اسے لیئے کہ ھماری عادت ھے کہ ھم آدھے گرے ھووں کو پھر ھیرو بنا دیتے ھیں ایک انتہائی corrupt آدمی جب سال، ڈیڑھ سال میں نکالا جاتا ھے تو وہ ھمارے لیئے مظلومیت کا ایک معیار بن جاتا ھے اس لیئے سب سے بہتر طریقہ یہ ھے کہ اسے اس کا وقت پورا کرنے دیا جائے۔ ایک proper assessment اسی وقت ھو گی جب ھم ان کو کارکردگی کا پورا موقع دیں اس لیئے میرا خیال یہ ھے کہ وہ دوبارہ شاید آئے گا کیونکہ لوگ اس کے بارے میں سوچ رھے ھیں۔ اگر آپ میری ذاتی رائے پوچھیں تو اگلے تین سال اس کے ھیں۔

سوال نمبر 2.05) [دنیا کی بیوی اور جنّت کی حُوریں] ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ اچھا برتاو نہیں کرتا حالانکہ اس کی بیوی اس کے پورے حقوق ادا کرتی ھے لیکن وہ شخص بظاھر نیک ھے، نمازی ھے، پرھیزگار بھی ھے تو کیا وہ جنّت میں چلا جائے گا اور کیا پھر اس کو حُوریں بھی عطا کی جائیں گیئں حالانکہ اس کا دنیا کا تجربہ تو کچھ اچھا نہیں گزرا، تو اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ھیں؟

جواب: میرے ساتھ بیٹھے ھوئے توفیق صاحب پوچھ رھے ھیں کہ وہ کون سی بیوی ھیں؟ میں سمجھتا ھوں کہ یہ بڑی اچھی بات ھے کہ خاوند پر اپنے حقوق جتلائے جائیں مگر

We are exploiting God and Prophet pbuh for our own purposes

جب بیوی کے حقوق کی بات آتی ھے تو وہ حقوق گنواتی ھے جو اللہ نے خاوند کو اس کے بارے میں دئے ھیں۔ جب خاوند کی باری آئے تو وہ ایسا ایک حق بھی نہیں بتائے گا جو بیوی کا ھے۔ وہ سارے اپنے بتائے گا۔ In both cases I think we exploit the bood of God مگر جیسے یہ خاتونِ محترم سوال کر رھی ھیں اگر اس قسم کا کوئی factual واقعہ ھے تو میرا خیال ھے کہ وہ خاوند بہت بدقسمت ھے۔

سوال نمبر 2.06) [خدا کی پہچان کی دلیل] Atheists say that God was dead and reason was born and wel all are reasonable please depate?

جواب: یہ تو آپ کو پتہ ھے کہ میں اسی بات پر اتنا طویل لیکچر دے کر آیا ھوں۔ ھمیں اس بات سے دلچسپی نہیں ھے، ھمیں کسی بات کے مجنونانہ تعصّب سے کوئی واسطہ نہیں ھے۔ کوئی بھی کھڑا ھو کر کہہ سکتا ھے کہ میں خُدا کو نہیں مانتا تو کیا اس کے پاس انکار کی دلیل ھوتی ھے؟ نہیں . . . اسی طرح ھمارے ھزاروں لوگ کہتے ھیں کہ وہ خُدا کو مانتے ھیں تو کیا ان کے پاس اقرار کی دلیل ھوتی ھے؟ نہیں . . . سوال یہ ھے کہ بہر حال خُدا کو جاننا پہچاننا ایک بڑی مشکل بات ھے۔ یہ بہت ھمت کا کام ھے۔ دو قسم کے faith ھیں۔ کسی نے مجھ سے سوال پوچھا تھا کہ اگر پڑھے لکھے آدمی کا کام ھی خُدا کا جاننا ھے تو غریب کیا کرے گا، اَن پڑھ کیا کرے گا، کم عِلم کیا کرے گا؟ تو میں نے اس سے یہی کہا تھا اور اب بھی یہی کہہ رھا ھوں کہ جو یہ دعویٰ رکھتا ھے کہ اس کے پاس ذھانت ھے، جو یہ دعویٰ رکھتا ھے کہ اس کے پاس عِلم ھے، جو تقابلِ دنیا میں اپنے آپ کو intellectual کہتا ھے، جو سمجھتا ھے کہ میں عقل و فہم کا ایک دستور اور مینار ھوں، اس کو تو چاھیئے کہ وہ خود خُدا کو کنفرم کرے اور اگر کوئی ایسا نہیں ھے اور وہ سمجھتا ھے کہ

I don't have the time, I don't have the patience

میرے پاس اتنی استعداد، اتنی استقامت نہیں ھے تو پھر میرا خیال ھے کہ وہ کوئی اللہ کابندہ تلاش کرے۔ یہی ایک آسان طریقہ ھے کہ پھر وہ کسی پر اعتبار کرے جیسے ھم سب لوگ اعتبار کرتے چلے آ رھے ھیں۔ کیونکہ وہ شخص اس کے لیئے محنت کر چکا ھے اور یہی چیز ولایتِ الٰہیہ ھے۔ ولایتِ الٰہیہ کا ذکر اللہ کے رسولؐ نے اپنے کلام میں فرمایا کہ میری اُمّت کے اولیاء بنواسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ھیں۔ کیونکہ وہ میری اُمّت کو ھر زمانے میں رھنمائی مہیا کرتے رھیں گے۔

سوال نمبر 2.07) [مزاراتِ اولیاء پر دھشت گردی] آج کل کے اولیائے کرام کے مزارات کو دھشت گردوں نے اپنے نشانے پر رکھا ھوا ھے اور ان میں وہ مردِ قلندر بھی شامل ھیں جنہوں نے آپ کی ولادت کی خوشخبری آپ کی والدہ محترم کو دی تھی، آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟

جواب: اس واقعے کا کوئی ثبوت میرے پاس نہیں ھے کہ وہ سچ ھے یا نہیں . . . میں نے سنا ھے کہ میری والدہ میری پیدائش کے وقت بالکل اکیلی تھیں اور بہت گھبرائی ھوئی تھیں۔ یہ نوشہرہ کا واقعہ ھے اس وقت انہوں نے خواب میں " کاکا صاحب " کو دیکھا۔ میرا خیال ھے کہ خواتین کو کچھ اس قسم کا ویسے بھی اشتیاق ھوتا ھے کہ مصیبت کے وقت کسی نہ کسی اولیائے کرام کی زیارت کرنا ان کا مشغلہ ھوتا ھے تو اس میں ایسی کوئی بات نہیں مگر جو ان کے مزارات کی بے حرمتی کر رھا ھے یا اپنے تعصّبات کو ظاھر کر رھا ھے تو وہ یہ بات نہیں جانتا کہ قولِ قرآنِ حکیم کے مطابق وہ زندہ ھیں۔ اگر میدانِ جنگ میں چوٹ کھایا ھوا شہید زندہ ھے:

" وَلَا تَقُولُواْ لِمَن يُقۡتَلُ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمۡوَٲتُۢ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة " 154] " (جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اسے مُردہ نہ کہو)

اگر شہید زندہ ھے، بقولِ رسولِ کریمؐ، " جہادِبالنفس، جہادِ شمشیر سے اولٰی ھے "

تو وہ ایک بہتر شہید ھوئے۔ اگر ان شہداء کی قبروں کی بے حُرمتی کریں گے تو ان شہداء کا تو کچھ نہیں بگڑے گا مگر میرا خیال ھے کہ ان کی اپنی عاقبت ھمیشہ کے لیئے بگڑ جائے گی۔

سوال نمبر 2.08) [اسماء کا شخصیت پر اثر] ناموں کا شخصیات پر نِصف اثر ھوتا ھے لیکن آپ کیسے نام کے ذریعے شخصیت کی تمام پرتیں افشاء کر دیتے ھیں؟

جواب: That's my trade secret میں جب آپ کی طرح تھا، طلب و تلاش میں رھتا تھا تو ایک دن قرآنِ حکیم پڑھتے ھوئے مجھے خیال آیا کہ میں روز پڑھتا ھوں:

" الٓمٓ (١) ذَٲلِكَ ٱلۡكِتَـٰبُ لَا رَيۡبَ فِيهِ هُدًى لِّلۡمُتَّقِينَ (٢) [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 2 – 1] "

باقی آیت کا تو مجھے پتہ ھے مگر یہ " الٓمٓ " کیوں پڑھتے ھیں؟ پھر میں نے کہا کہ بعض مفکّرینِ حاضر یہ کہتے ھیں کہ یہ عرب کا تکیہء کلام تھا تو میں نے سوچا کہ " یہ عرب کا تکیہء کلام، اللہ خوامخواہ ٹرانسفر کر رھا ھے۔ میں تو پنجابی بولنے والا ھوں۔ " مجھے یہ تکیہء کلام والی بات صحیح نہیں لگی۔ میں نے ایک دن اللہ سے کہا کہ اگر سارا قرآن فہم و فراست کے لیئے نہیں ھے، سجھنے کے لیئے نہیں ھے تو پھر آپ خواہ مخواہ ھر وقت کیوں یہ کہتے رھتے ھو کہ غور و فکر کرو . . . یہ چودہ حروفِ مقطّعات تو نکل گئے، پھر ان کے ساتھ منسلک آیات پھی نکل گئیں اور اگر یہ راز ھیں جو کھلنے والے نہیں ھیں تو پھر قرآن پڑھنے کا کیا فائدہ ھے۔ یہ ایک قسم کی گستاخیء خیال کر کے میں ڈھونڈتا پھرتا رھا اور سوچتا رھا مگر میں نے کوئی جلدی نہیں کی۔ اصل میں علم میں جلدی مہلک ھوتی ھے۔ ایک دن ابنِ عربی کے بارے میں " لوئیس میسینن " کی کتاب پر بحث ھو رھی تھی، لوئیس میسینن نے ابن عربی کے بارے میں ایک جملہ لکھا کہ:

He was a specialist of the catagories

subject of catagories کا لفظ میرے ذھن سے چمٹ گیا۔ What catagories? اصل میں جس انگریز نے یہ لکھا تھا اس کو بھی کچھ پتا نہیں تھا اور جس کے بارے میں لکھا جا رھا تھا اس کو بھی کچھ پتہ نہیں تھا۔ catagories کا لفظ میرے دماغ سے stick ھو گیا۔ میں آج بھی سمجھتا ھوں کہ یہ ایک الہامی سوچ تھی کہ

Suddenly it came in my mind that when God created all these things there there must be simple and initial catagoreis

میں نے سوچا کہ اگر وہ catagories ھیں تو جب language شروع ھوئی ھو گی، اسماء شروع ھوئے ھوں گے، جب کتابت شروع ھوئی ھو گی، جب انسان نے ترتیب دینا شروع کیا ھو گا تب بھی تو کوئی basic category بنی ھو گی۔

پھر میں نے ایک دن مسندِ اھلِ بیت میں ایک حدیث پڑھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا: " یہ کیا بات ھے کہ بعض لوگ بڑے اچھے، بڑے نیک، بڑے عبادت گزار ھوتے ھیں مگر ھمارے دل کو نہیں لگتے، ھمیں اچھے نہیں لگتے اور بعض بڑے خبیث، بڑے بے ایمان اور بڑے ایسے ویسے ھوتے ھیں۔ اس کے باوجود ھمیں بڑے اچھے لگتے ھیں اور ھم ان کی دوستی چاھتے ھیں۔ تو یہ معاملہ کیا ھے؟ " حضرتِ علیؓ نے فرمایا: " اے امیرالمومنین میں نے یہ سوال حضورِگرامی مرتبتؐ سے پوچھا تھا تو حضورؐ نے فرمایا کہ:

" جب آسمان پر اللہ نے ارواح کے لشکر ترتیب دیئے تو بعض کی بعض سے محبت اور بعض کی بعض سے مخالفت ٹھرادی . . . "

ذرا اس بات پر غور کیجئے گا ۔ ۔ ۔ آپ کو یاد ھے کہ زمین پر بھیجنے سے پہلے اللہ نے آدمؑ سے کہا کہ

" نیچے اُترو ھم نے تم میں سے بعض کو بعض کا دشمن ٹھرایا "

جو سانپ آپ کو ڈستا ھے تو اس بیچارے کا کوئ قصور نہیں ھے، اللہ نے اسے آپ کا مخالف ٹھرا دیا ھے، بِچھو کو آپ کا مخالف ٹھرایا ھے، کُتے کو آپ کا وفادار ٹھرادیا، اور بلی کو گھرکا جانور بنا دیا۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے تو نیولا کیا چیز ھے جو بڑے بڑے سانپوں کو مار لیتا ھے تو خُدا نے کچھ اسماء کو کچھ اسماء سے مخالفت دے دی اور کچھ کو کچھ کی موانست دے دی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ھیں کہ انسان جب زمین پر آتے ھیں تو چاھے وہ جہاں بھی ھوں جدھر بھی ھوں وہ انہی اسماء کے مطابق حرکت کر رھے ھوتے ھیں۔ اس کا ایک اور بھی مطلب تھا کہ ان اسماء کے ذریعہ لوگ آزمائے جائیں۔ مثلاً آپ تو آرام سے گھر بیٹھے ھو، شریف ھو، نیک ھو، آپ کو پرابلم ھی کوئ نہیں ھے۔ آپ تو صبح و شام بڑے اچھے جا رھے ھو مگر خُدا ایک ایسا اسم آپ کی زندگی میں لے آئے گا کہ وہ آپ کے لیئے وبال بن جائے گا۔ نہ چاھتے ھوئے بھی آپ اس کے دامِ اُنسیت میں اُلجھ جاو گے اور پھر آپ کہو گے کہ میرا کیا قصور تھا۔

I didn't wan to be this but you were in it. You were made to suffer.

یہ اسماء ھیں جو حروفِ مقطّعات کہلاتے ھیں۔

And after this I went on to discover and to know almost everything

جس کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا جو صرف عِلم کی حد تک ھے۔ اسی وجہ سے میں لوگوں کو جانتا ھوں اور مجھے شاید یہ سہولت اس لیئے بھی اللہ نے دی کہ مجھے بہت سے لوگوں سے ملنا ھوتا ھے۔ اگر میں ان پر اعتبار کر لوں تو ھر ایک سے دھوکہ کھاوں۔

But it is never, never used, never, never thought, never, never considered to ba a quality. It is just a help from God to understand people as it is.

سوال نمبر 2.09) [مسلمانوں کی خدمات] دنیا میں ایک عام تاثّر یہ ھے بلکہ پراپیگنڈہ ھے کہ مسلمانوں نے گذشتہ پانچ سو برس سے دنیا کو کچھ نہیں دیا یعنی علوم و فنون اور فلسفہ کے حوالے سے ۔ ۔ ۔ اس کی کیا وجہ ھے اور اس مسلے کا کیا حل ھے؟

جواب: یہ ایک ایسی رائے ھے جو کافی جاھلانہ قسم کی ھے۔ پانچ سو برس تو بہت ھوتے ھیں۔ 1588ء میں برطانیہ کا آرمیڈا (Armada) بڑا مشہور ھے۔ آرمیڈا ایک بحری جنگ ھے جس میں Portugese (پرتگال) اور سپین کے گروھوں کے ساتھ انگریز بحریہ کی جنگ ھوئ۔ اس میں ملکہ الزبتھ فاتح رھیں۔ اگر تاریخ مسخ کر دے جائے یا نہ جانی جائے تو اس میں طالبعلموں کا کوئ قصور نہیں ھوتا۔ اس حوالے سے چار خطوط موجود ھے جو ملکہء برطانیہ نے شاہِ ترکی کو لکھے اور ان کا موضوع ایک ھی ھے: " اے سلطانِ بحر و بر ھم چونکہ دشمن سے جنگ کے لیے جا رھے ھیں تو ھم پر مہربانی کرنا اور پیچھے سے انگلینڈ کا خیال رکھنا " 1588ء میں یہ letters لکھے جا رھے ھیں Queen of England کی طرف سے شاہِ ترکی کو کہ اے بادشاہ! ھم بہت بڑی جنگ لڑنے جا رھے ھیں تو ھمارا گھر خالی ھو جائے گا، تم پلیز ھمارے گھر کا خیال رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا ۔ ۔ ۔

اصل میں ان دنوں مسلمانوں کے عروج کا یہ عالم تھا کہ 1707ء میں اورنگزیب محی الدین عالمگیر مسلمانوں کا ایک ایسا بادشاہ تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ھے کہ اس کے برابر کی سلطنت صرف " اشوکا " کو نصیب ھوئ۔ اس وقت ایشیائے کوچک میں سلطنتِ عثمانیہ کا سب سے بڑا بادشاہ سلطان سلیمان ذیشان تھا جس کو انگریز بھی The magnificent کہتے ھیں۔ اسی کے ساتھ ایران (Persia) میں Suffwaids (صفوی حکمران) کے عروج کا یہ عالم تھا کہ اس کے بادشاھوں کے ساتھ اعظم (The Great) لگایا جاتا تھا۔ یہ کوئ اتنی دور کی بات نہیں ھے۔ سولہویں اور سترھویں صدی سے لیکر ابھی تک بمشکل کوئ دو تین سو سال گزرے ھیں مگر ان دو تین سو سالوں میں اونچ نیچ بھی ھوتی رھی، مسلمان فتح و شکست کے درمیان بھی رھے۔ سلطنتِ عثمانیہ اپنے بدترین حال میں بھی کسی کے غلبے سے بچ نکلی اور رسول اللّٰہ کی ایک پیشگوئ بہرحال پوری ھوئ کہ

" میری اُمّت کبھی غلام نہیں ھو گی " یعنی اُمّت کے ممالک تو ھو جائیں گے مگر اُمّت کبھی غلام نہیں ھو گی۔ اب بھی جو بڑی اقوام ھیں ان کو آپ دیکھیں تو بڑی سے بڑی حکومت میں بھی زوال آئے ھیں چاھے وہ فرانس کی ھو یا انگریز کی ھو یا اٹلی کی ھو آپ ان کا ذکر کیوں نہیں کرتے ھو۔ ان حکومتوں کو بھی صدیوں تک زوال رھے ھیں۔ آپ کو یاد ھونا چاھیئے کہ ھر وہ حکومت جو خُدا کے قوانین توڑتی ھے اس پر زوال آتا ھے۔ ساری دنیا یہ کہتی ھے کہ تاریخ سے کوئ بھی سبق نہیں سیکھتا اس لیئے کہ وہ اصول تاریخ نے نہیں بنائے ھوتے وہ بھی اللہ ھی نے بنائے ھوتے ھیں اور جو قوم بھی ان سے انحراف کرتی ھے اپنی سزا ضرور پاتی ھے۔

سوال نمبر 2.10) [وَجد اور مجذوبیت] وَجد کیا ھے اور مجذوبیت کا عالم کس کو کہتے ھیں؟

جواب: وجد اور تواجد اور واجد کسی بھی انبساط یا ecstasy کے کسی لمحے میں چلے جانے کو کہتے ھیں۔ Ecstasy یا تلذّذ کی بہت ساری قسمیں ھوتی ھیں۔ Poetic وجد بھی ھوتا ھے، کسی شعر پر بھی وجد آ سکتا ھے۔ کسی آیت پر بھی وجد آسکتا ھے۔ کسی قوّال کی دھمک پر بھی وجد آ سکتا ھے۔ ھمارے پاس خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی مثال موجود ھے۔ ان کی وفات اسی وجد کے عالم میں ھوئ۔ واقعہ کچھ یوں ھے کہ قوال نے جب شعر پڑھا:

المرا

ے کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را   ہر زماں از غیب جانے دیگر است

یہ سُن کر حضرت کو حال پڑ گیا، وہ وجد میں آ گئے اور یہ کیفیت چلتی رہی کیونکہ قوّال کو یہ حکم نہیں ہوتا کہ emotions کی اس intensity میں وہ ہاتھ روک دے ورنہ جس کو حال پڑا ہو اس کے سکتہ (coma) میں چلے جانے کا ڈر ہوتا ھے۔ مگر، اگر ' تواجد ' کے اس حال کا تسلسل (continuity) جاری رھے تو موت واقع ھو جاتی ھے۔ اسی حال میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی وفات ھو گئی اور جب قوّال نے ساز پر سے ہاتھ چھوڑا تو اس کے ہاتھ زخمی ھو چکے تھے اور خون بہہ رہا تھا۔ یہ کیفیت مسلسل تین دن تک جاری رھی۔ وجد اور تواجد (ecstasy) کا ایک

extreme possessive moment ھے جس میں انسان اپنی عقلی گرفت کو کھو دیتا ھے۔ باقی رہا مجذوب تو ' جذب ' کے لفظ سے آپ یہ جان لو کہ آپ کتنی چیز اپنے اندر سمیٹ سکتے ھو۔ اس کا مطلب ھے سمیٹنا کہ آپ کتنی چیز یا کتنی آ گہی سیمٹ سکتے ھو، کتنا غرور سنبھال سکتے ھو، کتنی انا اور کتنا عِلم سنبھال سکتے ھو۔ آپ کا ظرف جب چھلک جائے تو آپ مجذوب ھو جاتے ھو۔ مجذوب اور باقی لوگوں کا فرق صرف یہ ھے کہ مجذوب کو ھم صرف اس لیئے مجذوب کہتے ھیں کہ وہ اللہ کی محبت میں سرشاری کو جذب کرتا ھے، اُنس کو جذب کرتا ھے، قربت کو جذب کرتا ھے۔ جب اس کا ظرف چھلک جائے تو وہ مجذوب ھو جاتا ھے اس لیئے کہ اس کے پاس کنٹرول کی گنجائش نہیں رھتی۔

That is the moment of ecstasy جب وہ کسی صحت مند آدمی کے قابو سے نکل جائے تو وہ جذب کی کیفیت میں چلا جاتا ھے۔ دو قسم کے صوفیاء ھوتے ھیں ایک ' سکر ' کے صوفیاء ھیں اور دوسرے ' صحو ' کے صوفیاء ھیں۔ جب کسی ' صحو ' کے ولی کے ہاتھ سے ' صحو ' چلا جائے تو وہ ' سکریہ ' ھو جاتا ھے۔ جب patience چلی جائے، شعور چلا جائے اور وہ واپس ' لمحہء صحو ' کو نہ پلٹ سکے تو وہ سکر یا جذب میں چلا جاتا ھے۔

سوال نمبر 2.11) [مسلمان سائنسدان] اگر عربوں میں اشعری اور غزالی نہ پیدا ھوتے تو عرب قوم کا ھر فرد گلیلیو اور نیوٹن ھوتا۔ کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ھیں؟

جواب: میرا ایسا خیال نہیں ھے۔ اس وقت بڑے بڑے مسلمان سائنسدان پیدا ھوئے مگر یورپی بڑے متعصّب ھوتے ھیں۔ انہوں نے کبھی اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا، یورپ کے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں تھا، نری جہالت تھے، آپ جانتے ھو کہ ان کو Dark ages of Europe کہتے ھیں۔ یعنی چودھویں اور پندروھویں صدی میں یورپ اپنی تحقیق و جستجو، تعلیم،

Scepticism, Reformation And Renaissance

کے لیئے مشرق کا محتاج تھا۔ ان کا ایک ایک سانس مشرق سے قرطبہ سے اور بغداد سے بندھا ھوا تھا مگر وہ اس کا ذکر نہیں کرتے۔ شاید اس کی وجہ یہ ھے کہ وہ اسلام سے بہت نفرت کرتے ھیں مگر دوسری طرف دیکھیں تو ' ڈیکارٹ ' جو آج مغرب میں

Father of philosophy مانا جاتا ھے اور اِمامِ فلسفہ گِنا جاتا ھے وہ ' غزالی ' کی ایک ایک مثال quote کرتا ھے۔ آپ اسے چوری کہو گے، سرقہ کہو گے، مگر وہ بعینہ وھی باتیں لکھتا ھے جو اِمام غزالی لکھتے ھیں مگر اقرار نہیں کرتا۔

غزالی جہاں مشرف میں مذھب کی نمُود کا باعث بنا وھاں وہ مغرب میں بھی زوالِ مذھب کا باعث بنا اور رومن کیتھولک چرچ کے زوال کا اگر میں اصلی بانی سمجھوں تو حُجّتہ الاسلام اِمام محمد بِن غزالی ھیں۔ اس لیئے انہی کی کتابوں نے وہ تحریک پیدا کی جس سے یورپ کے دماغ روشن ھوئے اس لیئے کہ جب قرطبہ میں ستّر ھزار حمام تھے اور ھر street میں street light تھی اور روشنی ھوتی تھی تو اس وقت یورپ کے بہترین محلوں مثلاً ' شانز الیزے ' میں جہاں اس وقت دنیا کی سب سے مہنگی زمین ملتی ھے وھاں گھٹنے گھٹنے کیچڑ کھڑا ھوتا تھا اور اُمراء کی عورتیں جب تک اپنے پائنچے گھٹنوں سے اوپر نہیں اٹھا لیتی تھیں اُس غلاظت سے نہیں گزرتی تھیں۔ اس وقت قرطبہ (Cordoba) صحت و صفائی اور حفظانِ صحت کے اصولوں اور civic sense کا اِمام تھا جو اب ھم میں اور مسلمانوں میں نہیں ھے۔

سوال نمبر 2.12) [مرغّن کھانا اور اسراف] معذرت کے ساتھ ایک سوال ھے کہ اتنے سارے لوگوں کو کھانا کھلانے پر پیسہ ضائع کرنے سے بہتر نہیں تھا کہ وہ پیسہ ضرورت مندوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جاتا۔ آپ کے مرغّن لنچ کا موصوف پر یہ اثر ھوا ھے کہ وہ یہ سوال پوچھ رھے ھیں۔

جواب: *(وہ پتہ نہیں ابھی تک سوئے کیوں نہیں)* خواتین و حضرات! مجھے یہ احساس ھے کہ میں آپ کی کم خدمت کرتا ھوں۔ میرے پاس آپ خدا کے لیئے آتے ھو، آپ کا گُمان ھے کہ شاید مجھے خدا سے کوئ واسطہ یا ربط ھے (واللہ اعلم) اللہ آپ کا نیک گُمان پورا کرے مگر بات یہ ھے کہ خدا کے لیئے کیا کرنا چاھیئے . . . مدینہ منورہ میں حضورؐ کے صحابیوں میں سے ایک صحابی نے گلی سڑی کھجوریں مسجدِ نبوی کے دروازے پر رکھ دیں یہ سوچ کر کہ میں نے تو کھانی نہیں تو چلو غریبوں کو کھلادوں۔ *(اللہ نے دیکھ لیں میرا خیال ھے کہ اللہ نے لفافہ کھول کر دیکھ لیا)*

فوراً اس پر قرآن کی پوری آیت اُتر آئ کہ اے لوگو یہ سب کچھ میں دینے والا ھوں، یہ سارا میرا مال ھے، میں نے تمہیں عطا و بخشش کی ھے، میرا ھی مال کھا کر میرے ھی لئے گلی سڑی کھجوریں . . . اے نالائقو اگر تم نے گلی سڑی کھجوریں دینی ھیں تو میں قبول نہیں کروں گا۔ اگر تم اپنا بہترین مال اللہ کے راہ میں نہیں دے سکتے تو درمیانہ دے دو تو خواتین و حضرات! یہاں آتے بھی آپ اللہ کے لیئے ھو، کھاتے بھی اللہ کے لیئے ھو، صائع بھی اللہ کے لیئے ھی کرتے ھو۔ " ضائع " کا ایک لطیفہ سن لیں جو بڑا پرانا ھے، Alice in wonderland

المرا

میں ایک بڑا موثّر اور بڑا شاندار لطیفہ ہے کہ ایک کردار دوسرے سے کہتا ہے کہ Don't waste time تو وہ کردار جواب دیتا ہے کہ Time wasted is also time میرا خیال ہے کہ ضائع ہونے والا کھانا بھی صدقہ ہوتا ہے۔ وہ کسی نہ کسی جانور کے منہ میں، یا کسی چیونٹی کے منہ میں چلا جاتا ہے

اور تیسری اور آخری بات کہ ابنِ عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ یہ اسراف کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ: لا خیر فی الاسراف (اسراف میں کوئی خیر نہیں) مگر لا اسراف فی الخیر (خیر میں کوئی اسراف نہیں) میری خواھش ہے کہ میں آپ کے لیئے اس سے بھی زیادہ کروں۔ ابھی میں آپ کو فور سٹار ہوٹل کا کھانا کھلانے کی کوشش کرتا ہوں مگر میری دُعا ہے کہ میرے پاس اتنا ہو کہ میں آپ کو seven star ہوٹل کا کھانا کھلاوں۔ اے میرے عزیز جس نے یہ سوال کیا ہے بُغض نہ رکھو، بُخل نہ کرو . . .

سوال نمبر 2.13) [عورت اور آبگینے] نبی پاکؐ نے عورت کو آبگینے سے کیوں تشبیہ دی؟
جواب: یہ بات حضورؐ نے انجشاء سے اس وقت کہی جب اُمّ المومنین حضرت صفیہؓ کا ہودج گر پڑا اور گمان تھا کہ اُمّ المومنین کو کوئ چوٹ نہ آ جائے تو حضورؐ نے بڑی فصاحت سے فرمایا:

" اے انجشاء سنبھال کر، آبگینے ہیں " میرا خیال ہے کہ اس سے رسول اللّٰہ کا اعلیٰ ترین ادبی مزاج، خوبصورت ادائیگی، اپنی بیوی سے اُنس . . . پتا نہیں اس میں اور کیا کچھ آ جاتا ہے۔ یہ ایک مکمل ترین چھوٹا سا جملہ ہے جو میرا خیال ہے کہ عائلی زندگی کے لیئے بے حد خوبصورت ہے۔ ہم میں سے بہت سے ایسے rigid (سخت گیر) لوگ ہیں جو بیوی کی تعریف کرنے سے یہ سمجھتے ہیں کیہ ان کا سر نیچا ہو جائے گا تو میرا خیال ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے بڑی خوبصورتی سے لوگوں کو بتایا ہے کہ اے لوگو اپنی بیویوں سے مروّت اور محبت برتو اور ان کے بارے میں اچھا لہجہ اختیار کرو اور اپنے انداز چاہے شاعرانہ کر لو۔

سوال نمبر 2.14) [حوّاسِ خمسہ میں اللہ کی محبت کا اِدراک] ہمیں انسان سے محبت تو ہو جاتی ہے مگر خُدا سے نہیں ہوتی اس کی کیا وجہ ہے؟
جواب: انسانوں کو انسان چُھو سکتے ہیں اس لیئے ان سے محبت ہو جاتی ہے مگر خُدا کو ہم چھُو نہیں سکتے۔ خُدا کی محبت کو محسوس کرنے کے لیئے vision (نظر) سے آگے جانا پڑتا ہے، taste سے آگے جانا پڑتا ہے، smell سے آگے جانا پڑتا ہے اس لیئے کہ بنیادی طور پر انسان sentient ہے۔ حوّاسِ خمسہ کا بنا ہوا ہے اور وہ ان حوّاس کے اندر قید رہتا ہے۔ کیا آپ کو پتہ ہے کہ بُت پرستی کیا ہے اور یہ کیوں پیدا ہوئی؟ اس لیئے کہ خُدا حوّاس میں نہیں آتا تھا، خُدا چونکہ حواس میں نہیں آتا تھا تو لوگوں کو وہ دوری بڑی چُبتی تھی۔ بُت پرستی صرف اس لیئے شروع ہوئی کہ لوگ اللہ کو اپنے حوّاس کے درمیان لانا چاھتے تھے۔ اگر وہ یہاں تک ہی رکھتے تو اور بات تھی مگر حوّاس میں لانے کے بعد انہوں نے ان پتھروں کی عبادت بھی شروع کر دی اور یہ بُت پرستی کا

Basic psychological back ground

ہے کہ لوگ ایک دور کی reality اور عظمت کو اپنے حوّاسِ خمسہ کی گرفت میں لانا چاھتے تو بُت پرستی پیدا ہوئی۔ خُدا کی محبت کے لیئے بھی

ultimat refinement of the sentient sense

چاھیئے۔ حوّاسِ خمسہ کی refinement چاھیئے۔ ان سے آگے گزر کر تعقّل پیدا ہوتا ہے۔ ultimate refinement پیدا ہوتی ہے اور پھر آپ خُدا کو پا ہی لیتے ہو۔

سوال نمبر 2.15) [سات کا عدد] سات کے عدد میں کیا حِکمت ہے؟ زمینیں سات، آسمان سات، روشنی کے رنگ سات، اصحابِ کہف کی تعداد سات، عہدِ یوسفؑ میں قحط سات سال، شادابی سات سال، قید سات سال، طوافِ کعبہ اور صفا و مروہ کے چکر بھی سات ہیں۔ کیا یہ صرف اتّفاق ہے؟
جواب: میرا خیال ہے کہ یہ صرف سات کا عدد ہی نہیں بلکہ خُدا نے ہر عدد کے ساتھ کچھ کیفیتیں مُنسلک کی ہیں۔ کہیں چار کا عدد بھی ہے اور دو کا عدد بھی اہم ہے مثلاً دو فرشتے قبر پر کھڑے ہیں، دو آپ کے شانوں پر کھڑے ہیں۔ اگر آپ غور کرو تو اس قسم کی بے شمار ایسی مثالیں نظر آئیں گیئں جن میں صرف دو ہی کا عدد نظر آئے گا۔ اسی طرح پانچ کے عدد کی مثالیں بھی کافی۔ جن فرشتوں نے عرش اٹھایا ہوا ہے وہ آٹھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں بھی بنائ ہوں گیئں ان کی گنتی اور ان کے اعداد مخصوص کیئے ہوں گے۔ یہ صرف سات کے عدد کے ساتھ نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ہر عدد کے ساتھ مخصوص ہو گا کہ یہ اس عدد کے تحت ہے، جیسے انیس کا ہندسہ کچھ لوگوں کے نزدیک بہت اہم ہے کیونکہ دوزخ اور جنّت کے فرشتے انیس ہیں اور ' بسم اللہ ' کے حروف بھی انیس ہیں۔ یوں سمجھیئے کہ یہ departmental division ہے جو ایک سے دس تک ہے۔ صرف سات کا عدد ہی مخصوص نہیں ہے۔ اس کی کوئ reason نہیں ہے۔ اللہ کے پاس reason ہے مگر کوئ ایسی نہیں جس کو سمجھنے کی الجھن درپیش ہو۔

سوال نمبر 2.16) [فِطرت سے مفر] حدیث ھے کہ " اگر یہ سُنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ھٹ گیا تو مان لینا مگر اگر یہ سُنو کہ کسی شخص نے اپنی فِطرت کے خلاف کام کیا تو یقین نہ کرنا۔ سوال ھے کہ وہ کون سی فِطرت ھے جو ناقابل تغیّر ھے؟

جواب: ڈاکٹر عبدالجلیل: اس حدیث کا کینوس اتنا وسیع ھے کہ اس میں سارا جبر و قدر بھی آ جائے گا۔ ایک دوسری حدیث اس حدیث کو بہتر طور پر explain کرتی ھے کہ:

" کچھ لوک ایسے ھیں جو ایمان دار پیدا ھوتے ھیں، ایمانداری پر زندگی گزارتے ھیں مگر آخری عمر میں غلط فیصلہ کر کے انکا انجام برا ھو جاتا ھے۔ کچھ ایسے لوگ ھیں جو شروع میں غلطی کرتے ھیں، درمیان میں غلطی کرتےھیں مگر آخر میں صحیح فیصلہ کر لیتے ھیں۔

" فِطرت میں بنیادی طور پر یہ کسی شخص کا pre dominant attitude ھے یعنی کسی شخص میں evil (برائ) کی یا خطا کی گنجائش رکھ دی گئ ھے بلکہ زیادہ مناسب یہ ھو گا کہ آپ evil لفظ استعمال نہ کریں attitude استعمال کریں مثلاً ایک شخص بہت زیادہ مُتشدّد ھے تو متشدّد ھونا اس کی فطرت ھے۔ اب دیکھنا یہ ھے کہ فطرت کا یہ رحجان کس طرف جاتا ھے؟ اگر وہ شخص ایمان اختیار کرتا ھے اور جہاد میں جاتا ھے تو اس کا یہ تشدّد اسلام کی حمایت میں استعمال ھو رھا ھے اگر وھی شخص جرائم کی دنیا میں چلا جاتا ھے تو اس کا تشدّد جرائم کی دنیا میں استعمال ھو گا۔ یعنی فِطرت بذاتِ خود شاید اچھی یا بری نہ ھو مگر دیکھنا یہ ھے کہ فطرت میں موجود وہ رحجان کس طرف استعمال ھوتا ھے۔ ھر آدمی پیدائشی طور پر یا موروثی طور پر ایک tendency لے کر پیدا ھوتا ھے۔ وہ tendency یا رحجان بذاتہ بُرا یا اچھا نہیں ھوتا۔ دیکھنا یہ ھوتا ھے کہ وہ کس سمت میں جاتا ھے۔

اس کے علاوہ پروفیسر صاحب نے اس حدیث کے حوالے سے ایک مرتبہ یہ بات کی تھی کہ ھم تین قسم کے اثرات کے زیرِ اثر ھوتے ھیں۔ جن میں سے ایک اثر وہ ھے جو ھم اپنے ماحول، اپنی تعلیم اور اپنے احباب سے لیتے ھیں۔ اس سے پہلے ھم پر ایک اثر وہ ھوتا ھے جو parental ھوتا ھے اور اس سے بھی زیادہ مضبوط اثر genetic ھوتا ھے۔ اسی genetic اثر کے بارے میں اس حدیث میں بات کی گئ ھے کہ اُن فِطری رحجانات کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ غور کریں تو اصحابِ رسولؐ نے رسولؐ سے تربیت پائ مگر ان سب کے رحجانات، تعلیم کے اعلیٰ ترین معیارات پر ھونے کے باوجود جُدا جُدا ھیں۔ آپ دیکھتے ھیں کہ عثمانؓ کا attitude حضرت علیؓ سے مختلف نظر آتا ھے۔ حضرت علیؓ کا attitude حضرت ابوبکرؓ سے مختلف نظر آتا ھے۔ جب رسولؐ وفات پا جاتے ھیں تو آپ دیکھتے ھیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ وھاں پہنچ کر وہ آیت تلاوت کرتے ھیں جس میں اللہ کہتا ھے کہ اگر حضورؐ اس دنیا رخصت ھو جائیں تو کیا تم اُلٹے پاوں پھر جاو گے؟ جبکہ عمرؓ کہتے ھیں کہ جس نے کہا کہ حضورؐ وفات پا گئے ھیں تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ آپ غور کریں تو یہ فِطری رحجانات ھیں۔ ایک آدمی میں اس moment of crisis میں ایک صحیح فیصلہ کرنے کی اھلیت ھے جبکہ دوسرا آدمی اس حدیث کا مطلب یہ ھے کہ ھر شخص موروثی طور پر کچھ بنیادی رحجانات لے کر پیدا ھوتا ھے۔ دیکھنا یہ ھے کہ وہ بنیادی رحجانات یا potentials کس مقصد کے لیئے استعمال ھوتے ھیں۔

المرا

سوال نمبر 2.17) [عِشق اور عقل] اقبالؒ کے نظریہء عِشق پر روشنی ڈالیں۔ آپ عقل پر زیادہ زور دیتے ھیں جبکہ اقبال عِشق کو خُدا تک پہنچنے کا اھم ذریعہ قرار دیتے ھیں۔

جواب: ڈاکٹر عبدالجلیل: اقبال کی شاعری میں بھی اور باقی بھی ھر جگہ آپ دیکھتے ھیں کہ جب بھی کوئ عِلم اپنی انتہا کو پہنچتا ھے یا کوئ اظہار کرنے والا جب بیان کرنے کی انتہا تک پہنچتا ھے تو وہ کچھ ایسی ھی باتیں کرتا ھے۔ اس کی ایک مثال یہ ھے:

ے فرد قائم ربطِ ملّت سے ھے تنہا کچھ نہیں ـــــ موج ھے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

اسی طرح عقل اور عِشق کی بات کرتے ھوئے اقبالؒ کہتے ھیں کہ

ے خِرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں ـــــ تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

اسی طرح وہ کہتے ھیں:

ے اچھا ھے دِل کے ساتھ رھے پاسبانِ عقل ـــــ لیکن کبھی کبھی اِسے تنہا بھی چھوڑ دے

یعنی اقبالؒ نے نہ تو عقل کی نفی کی اور نہ ھی عِشق کی۔ عقل بنیادی طور پر چیزوں کو سمجھنے اور جانچنے کا ایک اوزار (tool) ھے اور عقل اسباب کی بنیاد پر فیصلے کرتی ھے لیکن جب عِشق پڑھ لکھ کر بالغ ھوتا ھے تو اس کے بارے میں اقبال کہتا ھے:

ے بے خطر کُود پڑا آتشِ نمرُود میں عِشق ـــــ عقل ھے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

یا جب اس کا عقل کے ساتھ موازنہ کرتا ھے تو کہتا ھے:

ے عقل عیّار ھے سو بھیس بنا لیتی ھے ـــــ عِشق بیچارہ نہ مُلّا ھے نہ زاھد نہ حکِیم

اس میں اقبال یہ نہیں کہہ رھے کہ عِشق عقل سے بڑھ کر ھے جیسے اقبالؒ سے کسی نے پوچھا کہ عِشق کی انتہا کیا ھے تو اقبالؒ نے کہا کہ عِشق کی تو کوئ انتہا نہیں ھے تو اس نے پوچھا کہ پھر آپ نے کیوں کہا کہ:

ــہ تیرے عِشق کی انتہا چاھتا ھو

تو اقبالؒ نے جواب دیا کہ کیا تم نے اس شعر کا دوسرا مِصرعہ نہیں پڑھا:

ــہ میری سادگی دیکھ کیا چاھتا ھوں

اگر آپ غور کریں تو قرآن میں بھی یہی چیز نظر آئیگی۔ اگر آپ سوچیں کہ آیات میں تضاد ھے تو ایسا نہیں ھوتا بلکہ یہ اِک دوسرے کو compliment کر رھی ھوتی ھیں۔ اگر آپ دونوں باتوں کو ملا کر پڑھیں تو آپ کے پاس پورا image (اِدراک) آئے گا جیسے پروفیسر صاحب نے ایک بار کہا تھا کہ Gestalt theory ایک ھے، اگر اس کو ذھن میں رکھیں تو آپ بہت سے سوالات کرنے سے رک جائیں گے اور آپ کوشش کریں گے کہ پہلے زیادہ معلومات حاصل کر لیں اور بعد میں سوال کریں۔ Gestalt theory کی ایک چھوٹی سے مثال یہ ھے کہ اگر آپ کو چار ٹانگیں اور کرسی کا باقی حصّہ علیحدہ دے دیا جائے تو آپ کہیں گے کہ یہ چار ٹانگیں ھیں اور یہ top ھے آپ اس کو کرسی نہیں کہہ سکتے۔ بنیادی طور پر میز کو میز کہنا اس کے top اور اس کی ٹانگوں کے درمیان ایک Working relationship ھے اور یہی اصول apply ھوتا ھے کسی بھی concept پر۔ جب آپ کوئی بھی concept اختیار کرتے ھیں اس کو سمجھتے ھیں تو کم معلومات کے ساتھ آپ کا concept بھی غلط ھو گا اور آپ اس concept کے بارے میں جو سوالات اٹھائیں گے وہ بھی valid نہیں ھوں گے۔ اس لیئے بہتر یہ ھو گا کہ کسی بھی موضوع کے بارے میں جتنا بھی عِلم حاصل کر سکتے ھیں وہ جمع کر لیں پھر کسی سے رائے لیں، اس پر بحث کریں اس کے بعد جو سوال اٹھے گا وہ ایک بالغ سوال ھو گا۔ ھو سکتا ھے اس سوال کا جواب نہ ھو جیسے ابھی کسی نے سوال کیا تھا کہ سات کا ھندسہ کیوں اھم ھے؟ اس کا مختصر جواب یہ نکلا کہ ' عِشق ' بنیادی طور پر ایک ایسا مقام ھے جہاں پہنچنے کے بعد انسان اسباب سے جُدا ھو کر فیصلہ کرتا ھے لیکن یہ choice جاھلانہ نہیں ھوتی یہ پڑھی لکھی اور educated ھوتی ھے۔ عِشق جاھل نہیں ھوتا بلکہ پڑھا لکھا ھوتا ھے۔

سوال نمبر 2.18) [اللہ کو اللہ میاں کہنا] قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ کیا اللہ کو اللہ میاں کہنا جائز ھے؟ ھماری مسجد کے مولوی صاحب نے ایسا کہنے سے منع فرمایا ھے۔

جواب: میاں، respect کی ایک ڈگری ھے اور میاں کی ڈگری relative ھے جیسے کوئی چوھدری، کوئی راجہ اور پھر اس کے اوپر کوئی مہاراجہ ھے تو عموماً میاں ھم اپنے بزرگوں کو کہتے تھے جیسے میں اپنے دادا کو میاں جی کہتا تھا۔ میاں کے لفظ میں نسبتی بزرگی نہیں ھے بلکہ یہ ultimate بزرگی ھے۔ جیسے اللہ کے رسولؐ کو خود اللہ نے کہا کہ میرا پیغمبر ' رؤف ' ھے ' رحیم ' ھے حالانکہ اس کا پیغمبر اللہ نہیں ھے۔ مگر اگر آپ اللہ کے رسولؐ کو رؤف اور رحیم کہو گے تو اللہ کیسے برا منائے گا حالانکہ اللہ نے خود اسے یہ کہا ھوا ھے تو دراصل یہ ایک Degree of respectability ھے مگر اس میں محبت اور عِشق ملا ھوتا ھے تو ' میاں ' کا استعمال بڑا پرانا ھے کہ ' میاں جانے تے او جانے ' . . . یہ لفظ ایک ultimate بزرگ کے لیئے استعمال ھوتا ھے جس کی آپ کے دل میں respect ھوتی ھے یہ ایک virtual variation ھو جائے گی۔ ھو سکتا ھے کہ کوئی شخص کہے کہ " میں میاں کو آخری نہیں مانتا " . . . مگر ایک شخص کہتا ھے کہ میں تو اس کی مکمل متابعت کرتا ھوں " میرا میاں تو اللہ ھے " اللہ کہتا ھے کہ

" . . . لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ [سُوْرَةُ مُحَمَّد : 11] " ان کافروں کا تو کوئی مولا ھی نہیں مگر ھمارا مولا ھے۔ یہ مختلف الفاظ ھیں جو محبت اور respectability کو اُجاگر کرتے ھیں۔ شاید ان مولوی صاحب کا میاں کوئی نہیں ھو گا نہ دنیا میں نہ آخرت میں . . . اس لیئے انہوں نے ایسا کہا ھو گا۔

سوال نمبر 2.19) [حُوریں اور بیویاں] جنّت میں مردوں کو حُوریں ملیں گئیں تو ان کی بیویاں کدھر جائیں گئیں اور اگر مردوں کو یہی بیویاں جنّت میں ملیں گئیں تو بیچارے مرد کدھر جائیں گے؟

جواب: آخر یہ shauvinistic معاشرہ ھے۔ اس میں ھر چیز ھی مردوں کے توسط سے ھو رھی ھے۔ بھئی ان بیچاریوں کا بھی تو خیال کرو جو اتنی مشکل سے آپ جیسے وحشیوں کے ساتھ گزارا کرتی ھیں۔ میرا خیال یہ ھے کہ جو یہاں اچھے وہ وھاں بھی اچھے . . . جنہوں نے مروّت اور محبت کیساتھ یہاں زندگی گزاردی وہ وھاں بھی مروّت اور محبت کے ساتھ زندگی گزار دیں گے۔ جنہیں یہاں اپنی بیوی سے اچھی کوئی نہیں لگی، نہیں وھاں بھی بیوی سے اچھی کوئی حُور نہیں لگے گی۔ میرا تو خیال ھے کہ بیویاں زیادہ مظلوم ھوتی ھیں کیونکہ ان کے پاس کوئی دوسرا choice ھی نہیں ھوتا جبکہ مرد کے پاس choice ھوتا ھے۔ *(یہ میں عورتوں کی تعریف نہیں کر رھا ھوں)* یہ حقیقت ھے کہ جہاں مرد کے پاس ایک، دو یا تین choices ھیں وھاں ھمارے معاشرے میں ایک بیوی کے پاس کوئی اور choice نہیں ھوتا جب تک کہ وہ بہت سارے strong heads میں سے نہ گزرے اور یک طرفہ فیصلہ کرے۔ اس لیئے میرا خیال یہ ھے کہ عورتوں کو نسبتاً زیادہ بہتر مرد چاھیئے ھوتے ھیں۔ مگر پھر بھی خُداوندِکریم کا یہ احسان ھے کہ جنّت میں جِنس بدلی جا سکتی ھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جنّت میں ایک بازار ھے، بازار میں ایک دوکان ھے جہاں جا کر آپ اپنا کوئی بھی favourite face بدل سکتے ھیں۔ ایک انگلش کی فلم تھی جس کا نام Face off تھا، شاید آپ نے دیکھی ھو، اس میں سرجری کی یہ انتہاء دکھائ گئ ھے کہ ایک کا چہرہ دوسرے پر لگا دیا اور دوسرے کا تیسرے پر لگا دیا . . . مگر جنّت یقیناً آپ کے لیئے Choices کی ایک بڑی دنیا ھے۔ دنیا میں آپ کے Choices کو مُطلق قید کیا جاتا ھے مگر جنّت آپ کے Choices کی جگہ ھے، جس کو آپ ان تمام غموں، دکھوں، بے چینیوں اور نقصانات کے بدلے میں خریدتے ھو جو آپ اس دنیا میں سہتے ھو۔ اس کے عِوضانے میں جو جنّت میں قانون ھے وہ آپ کو مکمل آزادی اور اختیار کا قانون دیا جاتا ھے۔

ڈاکٹر عبدالجلیل: کچھ ایسے سوال آ جاتے ھیں جس میں ایک قسم کی holistic teaching کا ایک عنصر ھوتا ھے۔ میں پروفیسر صاحب کی اجازت سے ان پر بات کرتا ھوں جیسے کسی نے پوچھا کہ آپ عقل کو اھمیت دیتے ھیں یا روایت کو؟ میں نہیں بتانا چاھتا ھوں کہ ھم دونوں کو اھمیت دیتے ھیں لیکن وہ روایت جو عقل و فہم کی کسوٹی پر پوری نہ اُترے اُس کے بارے میں ھم محتاط ھوتے ھیں۔ اس کو

المرا

بھی ہم ردّ نہیں کرتے کیونکہ عقل منازل طے کرتی رہتی ہے اور بعض باتیں اس وقت ہمیں سمجھ نہیں آتیں جیسے پروفیسر صاحب ایک آیت

" . . . وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ . . . [سُوْرَةُ الأنبياء : 30] "

بہت quote کرتے ہیں۔ جب اس آیت کی تفسیر شروع ہوئ تو کچھ لوگوں نے یہ تفسیر کی کہ اللہ نے انسان کو مادہ منی سے پیدا کیا کیونکہ ان کے لیئے یہ تصوّر ممکن نہیں تاھ کہ پانی سے حیات پیدا کی جا سکتی ہے اسی طرح ایک ایک مُفسّر نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا کہ اللہ نے انسان کو زورِ بازو سے پیدا کیا ہے لیکن اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے : " اور پیدا کیا پانی میں سے ہر چیز حیات والی کو . . . " اگر ہم انتظار کرتے تو ہمیں اس آیت کی سمجھ آ جاتی۔ جس نے سوال کیا ہے اس کا اشارہ حدیث کی طرف ہے۔ حدیث میں کچھ ایسی روایتیں ہیں جو کسی عہد میں عقل کی کسوٹی پر پوری نہیں اُترتیں مگرکسی آنے والے عہد میں وہ چمکتی دمکتی سچائ بن جاتی ہیں،

جیسے آقاؐ نے کہا کہ: " ناخن نہ بڑھنے دو شیطان کو بیٹھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ "

اگرکسی نے مائیکرو بائیالوجی نہیں پڑھی تو اس کے لیئے اس حدیث کو سمجھنا ذرا مشکل ہو جائے گا۔ جب تک سائنس کا وجود نہیں تھا اس حدیث کا حقّ ادا کرنا مشکل تھا۔

اسی طرح " دودھ کو ڈھانپ دو، شیطان گھس جاتا ہے۔ "

یہاں شیطان بیکٹریا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس حدیث کو آپ اس وقت تک نہیں سمجھ سکتے جب تک آپ اس درجہء کمال تک نہیں پہنچتے۔ میں پہلا فقرہ دوبارہ دوھراتا ہوں کہ " ہم عقل اور روایت دونوں کا احترام کرتے ہیں۔ "

سوال نمبر 2.20) [مراتبِ فِکر میں مصائب اور آسائشوں کا کردار] مصائب کسی بھی انسان کے مراتبِ فِکر متعیّن کرنے کے لیئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مصائب ہی کیوں . . . آسائشوں سے مراتبِ فِکر کیوں متعیّن نہیں ہوتے؟

جواب: یہ غلط ہے کہ مصائب سے مراتبِ فِکر متعین ہوتے ہیں بلکہ اسراف، تعیّش اور سہولتوں سے بھی مراتب متعیّن ہوتے ہیں۔ متعدد مرتبہ دیکھا گیا ہے کہ خُدا دونوں بلکہ تین طریقوں سے انسانوں کو آزماتا ہے۔ غربت، امارت اور درمیانے رستے سے . . . یہاں ہر لمحہ ہر طریقہء زندگی آزمائش بنا ہوا ہے۔ میرا نہیں خیال کہ اس دنیا میں آتے وقت، پیدائش کے وقت یا شعور کی عمر تک پہنچتے وقت آپ کا کوئ بھی لمحہ کسی آزمائش سے تہی ہو بلکہ ہر وقت انسان آزمایا جا رہا ہے کبھی لہجے سے، کبھی انداز سے، کبھی خوراک سے . . . ویسے بھی مطالعہء تاریخ، اندازِفِکر، تمام تر عقل و معرفت اور بڑے بڑے انسانوں کی زندگیوں کے احوال کو دیکھ کر ہم نے ایک اصول بنایا ہے:

Adversity is the school of all greatness (کہ غربت ہی تمام عظمتوں کا گہوارہ ہے)

جو غریب نہیں ہے، وہ عظیم نہیں ہے، یا جتنے بھی عظیم تر لوگ ہو گزرے ہیں مثلاً آپ قائدِاعظم کو لے لیں، اس کے بارے میں تاریخ میں لکھا گیا ہے کہ دس سال تک بیچارہ فٹ پاتھ پر پیدل جُوتیاں گھسیٹتا رہا اپنی وکالت کو کامیاب کرنے کے لیئے . . . صرف وہی نہیں ہے۔

وہ چاہے جولیس سیزر ہوی یا حضرت حمّاد قصّابؒ (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے استاد) ہوں یا وہ کوئ ایران کا گورگان ہو، Attila The Hun ہو یا چنگیز خان ہو، دنیا کے تمام معتبر اور بڑے لوگ غربتوں کے سکول سے نکل کر عظمتوں کے میدان میں پہنچے ہیں۔ اب میں آپ سے ایک بڑا مزے کا سوال کرتا ہوں۔ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیجیئے گا . . . اگر غربت ہی عظمت کا معیار ہو تو آپ میں سے کتنے لوگ غریب ہونا پسند کریں گے؟ ذرا سوچ کر جواب دیجیئے گا یہ نہ ہو کہ اگلے دن سے ہی غریب ہونا شروع ہو جائیں . . . اصولاً ہم غربت قبول کرنا نہیں چاھتے باوجودیکہ ہمیں عِلم ہے کہ اس راستے سے گزرتے ہوئے ہم بڑے سے بڑے معیار بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اب امارت کو دیکھیئے میں ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کو سناتا ہوں: " میرے ایک بڑے عزیز دوست تھے ہر کوئ اُن سے جیلسی محسوس کرتا تھا۔ میں تھوڑا بے نیاز قسم کا تھا، میں ان سے اتنا جیلس تو نہیں ہوتا تھا مگر مجھے یہ خیال ضرور آتا تھا کہ میری عمر میں میرے پاس پھٹا ہو جوتا بھی نہیں ہے اور موصوف نے 280 ایس مرسیڈیز منگوائ ہے۔ ایک دن میں نے سنا کہ اچانک وہ فوت ہو گئے ہیں، اس وقت ہم دونوں کی عمر ستائیس برس تھی۔ پتہ چلا کہ انہوں نے خُودکُشی کر لی ہے۔ میں بڑا حیران ہوا، مجھے تجسّس سا ہوا، میں نے پوچھا کہ کس بات پر انہوں نے خُودکُشی کی ہے تو یقین جانیئے مجھے پتہ بتایا گیا کہ انہوں نے اپنی بھابھی کے طعنے پر خُودکُشی کی ہے۔ یعنی ان کے پاس آسائشیں تو بہت تھیں، مرسیڈیز 280 بھی تھی مگر ھمّت، strength اور nervous capacity زیرو کے برابر تھی اور میں بھوکا ننگا تھا، پھٹے ہوئے جوتے تھے مگر کچھ nervous strength کا مالک تھا۔

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ خُدا آزمائش میں ایک ہی طرف سے کیوں جاتا ہے ہاں ایک اصول ضرور ہے کہ آپ اپنی غربت میں سبق سیکھ جائیے تو آپ اس غربت کے حصّار سے نکل جائیں گے۔ آپ حسّد کرنا چھوڑ دیجیئے تو آپ نکل جائیں گے۔ آپ یہ سوچیں کہ غربت کیوں آئی ہے اور امارت کیوں آئ ہے؟ آپ نے ایک حدیث نہیں سنی کہ بعض لوگ ایسے ہیں جن کو اگر اللہ، امیر کر دے تو وہ ایمان سے نکل جائیں اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ اگر اللہ ان کو غریب کر دے تو وہ ایمان سے نکل جائیں۔ میں آپ کو ایک بڑی خوبصورت حدیث سناتا ہوں: رسول اللّٰہ نے فرمایا:

المرا

" انسان کا کچھ پتہ نہیں ہوتا وہ صبح مسلمان ہوتا ھے تو شام کافر . . . اور شام کو ایمان ھے تو صبح نہیں ھے . . . سوائے ان لوگوں کے جن کے دل اللہ عِلم سے زندہ رکھے "

اس لیئے چاھے غربت ہو، چاھے امارت ہو، چاھے درمیان ہو ھر حال میں اللہ سے عِلم طلب کیا کریں۔ اللہ فرماتے ھیں:

" وَتِلْكَ ٱلْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ ٱلنَّاسِ [سُورَۃُ آل عِمرَان : 140] " (ھم لوگوں پر ایک جیسے دن نہیں رھنے دیتے)

اور اگر کوئ مسلسل غریب رہ رھا ھے تو وہ سبق نہیں سیکھ رھا۔ بھئ کلاس پاس کرو گے تو آ گے بڑھو گے نا . . . اگر آپ مسلسل ایک جیسی زندگی گزار رھے ہو تو یقین جانو کہ آپ کاصرف ایک ھی پرابلم ھے کہ اللہ جو آپ کو سکھانا چاہ رھا ھے وہ آپ سیکھ نہیں رھے۔ آپ جس دن learn کر جاو گے، اسی دن آپ اس کیفیت سے نکل جاو گے۔ لوگ اس بات پر روتے ھیں کہ یااللہ ھم سے ایک دن بھی یہ دکھ برداشت نہیں ہوتا۔ اس مصیبت کو اٹھا۔ کوئ اس سے بھی آ گے بڑھ کر دو چار لمحوں کی بات کرتا ھے کہ یا اللہ اسی وقت اس مصیبت کو اٹھا لے ھم اسے برداشت نہیں کر سکتے تو اللہ کہتا ھے کہ:

" وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ. . . [سُورَۃُ المؤمنون : 62] "

میں نے تو تیرے اندر capacity of sadness غم کی گنجائش پچاس پاونڈ رکھی ھے اور تُو پہلے پر ھی چیخ اٹھا ھے . . . آپ سوچیئے کہ جس اللہ نے آپ کو بنایا ھے وہ تو یہ کہتا ھے کہ " ھم نے کسی انسان پر اس کی وسعتِ نفس سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا " اور آپ پہلے دن سے ھی کہنے لگتے ہو کہ میں مر گیا . . . خُدا آپ کو یہ باور کراتا ھے کہ آپ میں کتنی کشادگی ھے۔ بعض اوقات مصائب آپ کے نفس کی کشادگ کی استطاعت ظاھر کرنے کے لیئے آتے ھیں۔ جب آپ اس گردش و بلا سے نکلتے ہو تو آپ اپنے آپ کو mature پاتے ہو، بالکل اسی طرح جیسے سترہ سال کا ایک نارمل ریکروٹ جب ایک دن میدانِ جنگ سے گزر جاتا ھے تو veteran soldier ہو جاتا ھے۔

سوال نمبر 2.21) [ولی کا تقدیر کے خلاف لڑنا] حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ایک قول ھے کہ ولی ھمیشہ تقدیر کے خلاف لڑتا ھے، اس کا کیا مطلب ھے؟

جواب: یہ قول میں نے پڑھا تو نہیں ھے۔ بعض اوقات شیخ کے ساتھ ایسے قول منسوب ھیں مگر شیخ کا جو قول میں جانتا ہوں وہ تو اس سے بلکل برعکس ھے اور وہ فتوح الغیب کے ابتدائ صفحات میں درج ھے کہ " تو خُدا کے ھاتھ میں ایسے ہو جا جیسے مُردہ غُسّال کے ھاتھ میں ہوتا ھے۔ جسے وہ اپنی مرضی سے اُلٹاتا پلٹاتا ھے۔ یہ تو تقدیر کے ساتھ چلنے کی بات ھے۔ میرا نہیں خیال کہ شیخ نے ایسی بات کبھی کہی ہو۔ ھاں! بعض اوقات یہ ہوتا ھے کہ تقدیر کے مسالک پر صُوفی کی approach جُدا ہوتی ھے جیسے شیطان رجیم جو اولیاء کی آزمائش کے لیئے مشہور بھی ھے اور اس کے لیئے ایک خصوصی ٹیکنالوجی برتتا ھے تو ایک بار حضرت شیخ جامعہ بغداد میں درس دے رھے تھے کہ اوپر سے ایک بہت بڑا سانپ گرا اور شیخ کی گردن کے گرد اس نے چکر لگایا اور زمین پر اتر کر چلا گیا۔ شیخ نے جب درس ختم کیا اور باھر نکلے تو باھر ایک بڑا مکروہ صورت شخص کھڑا تھا۔ اس نے کہا کہ اے شیخ کیا تمہیں پتہ ھر کہ وہ سانپ میں تھا، میں جِن ہوں اور میں نے بڑے بڑے لوگوں کو، بڑے بڑے اولیاء کو آزمایا ھے بہت سوں کے اندر اضطراب نہیں آیا مگر بہت سوں کے اندر اضطراب آیا مگر اے شیخ، اے مردِ خدا تُو واحد ایسا شخص ھے جس کے ظاھر و باطن میں کوئ بھی اضطراب نہیں آیا۔ حضرتِ شیخ نے کہا: " اے بیوقوف تُو تقدیر کے ھاتھ میں ایک کیڑا ھی تو تھا، تجھ سے کیا ڈرنا تھا " جو لوگ مُقدّر کے قائل ہوتے ھیں وہ بہت بہادر، بہت دلیر اور بہت ھی different قسم کے لوگ ہوتے ھیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ شیخ نے کبھی کوئ ایسی بات کہی ہو کہ ولی کو تقدیر کے خلاف لڑنا ہوتا ھے۔ صرف ایک حوالے سے یہ جملہ درست ھے: ایک دفعہ میں نے ایک شعر لکھا تھا۔ یہ بہت پرانا شعر ھے جو میں نے اس موضوع پر لکھا:

ؔ ازل سے میرا سِتارہ میرا رقیب رھا — میں اپنی شومیء قسمت سے خُوش نصیب رھا

اس کا بالکل مطلب یہی ھے کہ بعض اوقات ھم بدقسمتیوں کے خلاف لڑتے ھیں اور انہیں قبول کرتے ھیں تو دراصل ھم خوش نصیب ہوتے ھیں۔

سوال نمبر 2.22) [جنّتی انسان کی کیمسٹری] آپ نے اپنے لیکچر میں کہا ھے کہ انسان فطرتاً خاکی ھے اور خاکی کی حیثیت میں وہ جنّت میں نہیں رہ سکتا تھا اس لیئے اس کو زمین پر بھیجنا لازمی تھا تو کیا جنّت میں انسان کی جب بھیجا جائے گا تو اس کی chemistry تبدیل کر دی جائے گی؟

جواب: یقیناً جنّت میں بھی اور جہنّم میں بھی ایسا ھی ہو گا۔ اگر آپ نے قرآن پڑھا ہو تو آپ کو پتا ہو گا کہ جہنم میں انسان کے بے شمار بدن بدلے جائیں گے تا کہ عذاب کا عادی نہ ہو جائے۔

ڈاکٹر عبدالجلیل: اس سے مجھے ایک بات یاد آئ کہ De-burn کے بعد انسان درد کو محسوس نہیں کر سکتا اور pain perception ختم ہو جاتی ھے کیونکہ nerve endings destroy ہو جاتی ھیں اس لیئے پھر اس کی نئ جلد آگائ جائے گی۔ اس بات پر dematogogists (ماھرینِ جِلد) حیرت کا اظہار کرتے ھیں کہ یہ کوئ divine information ھے ورنہ اس زمانے میں یہ بات کوئ بھی نہیں جانتا تھا کہ de-burn کے بعد آپ درد محسوس نہیں کر سکتے۔

ڈاکٹر عبدالجلیل: میں ایک سوال کا جواب دینا چاھتا ھوں جو پروفیسر صاحب سے بارھا پوچھا جاتا ھے، وہ سوال داڑھی سے متعلق ھے۔ اس کے بہت جواب ھیں۔ ایک جواب میرے پاس بھی ھے جو میرے لیۓ ھے کہ 90 فیصد حاضرین بغیر داڑھی کے ھیں جو آج کے مذھب کا جنرل پرنسپل نظر آتا ھے۔ کیا ماضی میں جملہ انبیاء کا بھی یہی پرنسپل تھا؟ داڑھی کے مسلے پر روشنی ڈالیں کیا اس کا مرد کی پردہ داری سے کوئ تعلق ھے؟ اس سوال کے بہت سے جواب پروفیسر صاحب نے دیۓ ھوۓ ھیں اور ان کتابوں میں موجود ھیں۔ میں آپ کو اپنا ذاتی موقف پیش کرنا چاہ رھا تھا، مجھے وہ دلچسپ لگتا ھے پتہ نہیں آپ کو دلچسپ لگے یا نہ لگے۔ مجھے ایک استاد منتخب کرنا ھے، مجھے دس، گیارہ، بارہ یا بیس اساتذہ میسّر ھیں۔ مجھے ان سے خُدا کے بارے میں سیکھنا ھے، رسولؐ کے بارے میں سیکھنے کے لیۓ مجھے ایک ایسا استاد ڈھونڈنا ھے جو اُس استادِعظیمؐ کے قریب ترین ھو۔ مجھے گیارہ میں سے دس آدمی بارِیش ملتے ھیں، میں ان میں اپنے رسولؐ کی کوئ صِفت نہیں پاتا مگر مجھے ایک شخص بے رِیش ملتا ھے، اس میں، میں اپنے رسولؐ کی بہت ساری صفّات پاتا ھوں اس لیۓ میں اُسے منتخب کرتا ھوں۔

سوال نمبر 2.23) [پاکستانیوں کا ذھنی کرب] ھر پاکستانی ذھنی کرب میں مبتلا ھے، جو ھر روز کسی نہ کسی واقعہ کی وجہ سے تازہ ھوتا ھے۔ ھم کب تک ان حالات کو اپنے موافق بنانے میں کامیاب ھوں گے اور امن دیکھیں گے؟ کب بیرونی طاقتوں کو مار بھگائیں گےکیا حالات بہتر ھونگے یا بہت دیر ھو چکی ھے؟

جواب:

ے پانی پانی کر گئ مجھ کو قلندر کی یہ بات　　　　تُو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

یہ تمام اعصاب شکن واقعات جو پاکستان میں جاری رھتے ھیں یہ پاکستان کے مضبوط ترین upper خول کی نشاندھی کرتے ھیں۔ ھمیں پتا ھے کہ پاکستان کی بنیاد ایک انتہائ مُخلص اور نیک نیّت شخص کے ھاتھوں وقوع پذیر ھوئ۔ ھمیں پتہ ھے کہ پاکستان کی بنیاد ان لوگوں کے اس mob (اژدھام) کے ذریعے رکھی گئ جنھوں نے اپنی زندگی کی تمام تر priority ایک کلمہ کو بنایا:

" لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ "

جنھوں نے پکار کر کہا: پاکستان کا مطلب کیا؟

" لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ " . . . ان کی قربانیاں ضائع نہیں جا سکتیں۔ مجھے یقین ھے کہ پاکستان کو   بحثیت ملک کسی بھی بدبخت کی نظر نہیں لگ سکتی مگر ایک بہت بڑا عجیب سا اتفاق تاریخ دھرا رھی ھے۔ کچھ دن پہلے " بِن لادن " کے سابقہ چیف نے امریکہ میں ایک انٹرویوں دیا جو بڑا دلچسپ ھے۔ اس میں موجودہ حکمرانوں کے بارے میں بڑی ناقص باتیں بھی ھیں مگر امریکہ کے بارے میں اس نے یہ صاف صاف کہا ھے کہ شاید اُس احمق ترین اقدام میں جو اس نے پاکستان اور افغانستان میں کیا ھے اگر وہ پاکستان کو آزاد نہیں چھوڑے گا اور لوگوں کو اپنے حقوق نہیں ملیں گے تو دنیا میں کبھی بھی امریکن مفاد نہیں ھو سکتا اور یہ کہ افغانستان اس کو بھی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا جسطرح اس نے Russia کو کیا۔ میرا خیال ھے کہ پاکستان کے نصیب میں شاید سپرپاور کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا لکھا ھے۔ مرے تو ھم بھی ھیں مگر میں آپ کو ایک اور حیرت انگیز بات اسی حوالے سے سناتا ھوں . . . اس بار جب انڈیا بہت تیار ھو کر آیا اور خیال کیا جاتا تھا کہ ایسے وقت میں جب ھم اس بارڈر پر بھی لڑ اور مر رھے ھیں اور اگر انڈیا بھی آ گیا تو ھم کیا کریں گے مگر حیرت انگیز بات ھے کہ جس بندے سے بھی میں نے بات کی کہ انڈیا attack کرنے والا ھے تو اس نے جواب دیا کہ " آے نا فیر " . . . *(وہ حملہ کر کے تو دیکھے)* میں حیران رہ گیا کہ میں جس عورت سے بھی پوچھ رھا ھوں اور جس مرد سے بھی پوچھ رھا ھوں، وہ آگے سے یہی کہہ رھا ھے کہ آۓ نا فیر . . . ھم اتنے عادی ھو چکے ھیں دھماکوں کے اور risks کے کہ ھمیں کوئ اثر ھی نہیں ھوتا کہ کوئ حملہ کرے گا . . .ایسی قوم کے ساتھ لڑنا مشکل ھے۔

سوال نمبر 2.24) [سگریٹ نوشی] آپ سگریٹ پیتے ھیں۔ جانتے ھیں کہ سگریٹ میں کتنے زھر ھوتے ھیں اور آپ اپنے اِردگِرد کے لوگوں کو بھی اس کا شکار کرتے ھیں۔ وضاحت کریں۔

جواب: ڈاکٹر عبدالجلیل: میں آپ کو اس کی صفائ پیش نہیں کر سکتا۔ یہ ایک بہت بُری عادت ھے جو میرے مُرشدِگرامی کو ھے اور میں بھی اس میں شامل ھوں اور میں کئ بار اِس پر اِن سے لڑ چکا ھوں مگر یہ کہتے ھیں کہ پہلے تم چھوڑو۔ آپ لوگ ھمارے لیۓ دعا کیجیۓ۔ یہ واقعتاً بہت بُری عادت ھے اور سگریٹ نہ پینے والوں کو موجودگی میں سگریٹ پینا تو ایک نا شائستہ بات ھے۔

پروفیسر احمد رفیق اختر: ویسے اگر آپ اس کی تفصیل میں جاننا چاھو تو آپ شرمندہ ھو جاو گے کیونکہ آپ کو سگریٹ کے اوصاف کے بارے میں نہیں معلوم . . . بہرحال میں شاید ایک غلطی کرتا ھوں اور یقیناً کرتا ھوں مگر میں ذاتی سطح پر اس کے مداوے کی کوشش بھی ضرور کرتا ھوں۔ باقی یہ بات کہ non-smokers کی موجودگی میں کیوں سگریٹ کیوں پیتا ھوں تو یہ ایک دلچسپ سوال ھے۔ تو پھر لوگ مجھے فارغ چھوڑ دیا کریں نا . . . جب میں ایک لمحہ بھی فارغ نہیں ھوں، جب میں چھت پر نہیں جا سکتا، کھیتوں میں کھڑا ھو کر سگریٹ نہیں پی سکتا تو مجبوراً میرا یہ تھوڑا سا جبر میرے احباب کو اٹھانا پڑے گا مگر جو بات میں آپ کو بتانا چاھتا ھوں وہ زیادہ دلچسپ ھے۔ یہ تھوڑا سا psychological ھے تو اس کو میں زیادہ explain نہیں کروں گا۔ مگر آپ اگر understand کرو گے تو enjoy (اِنجاۓ) کرو گے: وقت کے ایک بہت بڑے سائیکولوجسٹ کے ساتھ میری بڑی آشنائ اور دوستی تھی۔ وہ بھی بہت سگریٹ پیتے تھے۔ معاذ اللہ، " وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ " میں اتنے نہیں پیتا، تو ھوا یہ کہ میں نے ایک دِن اُن سے پوچھا: " ڈاکٹر صاحب! سگریٹ کے بارے میں آپ کی کیا راۓ ھے؟ " تو وہ بڑی گمبِھیر ھنسی ھنسے اور کہا:

' It is partly anal, partly oral and partly sexful '

میں نے ان تینوں لفظوں پر بڑا غور کر کے کہا کہ یہ تو ساری کی ساری ناقص باتیں ہیں تو کیا کوئی اور بھی reason ہے کہ جس کے تحت سگریٹ قبول کیا جائے تو انہوں نے کہا: ' It is the greatest fidget control ' (اضطراری حرکات کو کنٹرول کرنے والی چیز ہے)۔ Fidget کنٹرول کیا ہوتا ہے؟ اگر آپ دیکھیں تو بعض لوگ خواہ مخواہ کی حرکات میں مبتلا ہوتے ہیں مثلاً جسم پر کبھی اِدھر خارش، کبھی اُدھر خارش . . . جیسے انڈیا میں خارش دور کرنے والی کریموں کے جو اشتہار چلتے ہیں کہ کوئی کان کُھجا رہا ہے، کوئی ناک کُھجا رہا ہے۔

That looks so much funny, it seems as if almost monkeys are within us

مگر اگر آپ کی انگلیوں میں سگریٹ ہو تو وہ سارے کا سارا اضطراب اُس طرف مُجتمع ہو جاتا ہے اور آپ کی باقی حرکات خاموش ہو جاتی ہیں۔ intellectuals میں یہ حرکات بہت زیادہ ہوتی ہیں اس لیئے اس کو fidget کنٹرول کہتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالجلیل: آپ نے دیکھا کہ عقل کتنی عیّار ہوتی ہے۔ (قہقہہ) **پروفیسر احمد رفیق اختر:** اس کے علاوہ مذھباً سُن لیجئے کہ شرع کوئی نئے مسائل نہیں بناتی، شرع میں حرام ہے، مکروہ ہے اور مکروہِ تنزیہی ہے۔ اتفاق سے سگریٹ پر یہ تینوں فتوے نہیں لگتے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات سُن لیجئے یہ بڑی دلچسپ ہے۔ یہ میری اپنی ہے۔ میں تھوڑا سا (خیالی) imaginative بندہ ہوں۔ سوچتا اس انداز سے ہوں۔ مجھے ایک حدیث یاد آتی ہے کہ:

" قیامت جب بہت قریب آئے گی تو اہلِ ایمان اٹھا لیئے جائیں گے کہ ایک بڑی نرم ہوا چلے گی جو ان کے گلے میں کوئی غدود پیدا کرے گی "

اور مجھے لگتا ہے کہ وہ ' ہوا ' سگریٹ ہو گی۔ ڈاکٹر صاحب مجھے کہہ رہے ہیں کہ آپ عقل کا ناجائز استعمال کرتے ہیں۔ (قہقہہ) بہرحال میں آپ کو ایک پکی بات بتاتا ہوں۔ میری عمر 65 سال ہے اور میں تیز دوڑتا ہوں، تازہ ہوا، سانس کو بحال رکھنے اور اپنے lungs کی صحت کے لیئے . . . میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے ایسی کوئی بھی عادت اختیار کرنی ہے تو اس کا مداوا بھی کرنا چاھیئے۔ اسے ورزش اور تیز دوڑنا چاھیئے۔ اس کے بارے میں ایک بات اور بھی ہے کہ یہ gastric کنٹرول کے بھی کام آتی ہے۔ اور کچھ rare cases میں Bronchial diluter بھی ہے۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں ساری خرابیاں ھی ھیں۔

آپ نے سیسی فس (sysy phus) کی کہانی تو پڑی ہو گی۔ اس کو شوق تھا کہ میں موت سے بچ جاوں تو اس نے موت کے فرشتے کو dodge دینے کی کوشش کی۔ اُس نے لاکھوں بکریوں اور بھیڑوں کا ایک ریوڑ پالا، جب اس کو پتہ چلا کہ اس نے آج گزر جانا ہے تو وہ ایک بھیڑ کی کھال پہن کر بھیڑوں میں گھس گیا۔ اب موت کا فرشتہ آ گیا، اس نے بڑا زور لگایا کبھی اِدھر ھاتھ مارے، کبھی اُدھر ھاتھ مارے لیکن وہ بھیڑوں میں نکل گیا۔ ساری بھیڑیں ایک جیسی تھیں، آخرکار وہ وقت گزر گیا جس میں اس کی موت آنی تھی۔ اس نے کھال اتار دی اور ھنسا، آ ھاھاھا . . . میں نے Hades (ھیڈِیز) کو دھوکا دے دیا۔ یونانی دیومالائی کہانیوں میں Hades (ھیڈِیز) موت کے خدا کو کہتے تھے۔ " اولمپک گاڈ " نے کہا کہ تم نے ھمارے ساتھ فراڈ کیا ھے تو ھم بھی تمہارے ساتھ نمٹتے ھیں۔ انہوں نے اس سے کہا کہ تو زندہ رہے گا مگر تیری سزا یہ ہے کہ پہاڑ کے نیچے سے ایک پتھر اٹھا اور پھر اس کو پہاڑ کی چوٹی تک پہنچا۔ جونہی وہ چوٹی تک پہنچتا وہ پتھر پھر نیچے گرادیا جاتا۔ تب سے لے کر اب تک یونانی دیو مالا کے مطابق " سیسی فس " اس مشقّت میں مصروف ھے، وہ نیچے سے پتھر اٹھا کر اوپر لے جاتا ھے اور اوپر سے وہ پھر گرا دیئے جاتے ھیں . . . جب کوئی سگریٹ پیتا ھے تو پھر وہ پتھر بھی اٹھائے . . .

سوال نمبر 2.25) [اللہ: حُسنِ ذوق کی اِنتہاء] معمولی ذوق کی استطاعت سے آگے بڑھ کر ultimate refined beauty تک کا سفر کیسے طے ہو سکتا ھے ھم کس درجے میں اللہ کے حُسن کو appreciate کرنے کے قابل ھو سکتے ھیں؟

جواب: I think generally it is not a specific question about quality of aesthetics a man has بنیادی طور پر اس کے لیئے (جمالیات) aesthetics نہیں بلکہ اِخلاص چاھیئے ہوتا ہے اور یہی وہ صِفّت ہے جو اللہ تعالیٰ انسان سے طلب کرتا ہے۔ اللہ نے شیطان سے کہا تھا کہ بلاشبہ تُو میرے بندوں کو گمراہ کرے گا، ظاھر سے، باطن سے، اُوپر سے، نیچے سے، دائیں سے، بائیں سے . . .

" إِلَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ [سُورَةُ الصَّافات: 160] "

مگر میرے مخلص بندوں کو تُو گُمراہ نہیں کر سکتا۔ خُدا کے حضور سب سے بڑی کوالٹی جو رنگ پکڑتی ہے وہ اُخلاص ہے اور جب اِخلاص پیدا ہو جائے تو اس کی مقدار کم و بیش نہیں ہوتی بلکہ وہ ھمیشہ بڑھتا ھی رھتا ھے۔ اس لیئے اللہ نے بھی محبت ڈیمانڈ کی ھے۔ محبت ایک ایسا جذبہ ھے جو کسی دوسرے جذبے سے بدل نہیں سکتا اور جو صفائے قلب ھے اس کے بارے میں صوفیاء نے کہا:

" الصفاء صفّت الاحباب " (صفائے قلب اللہ کے دوستوں کی صِفّت ھے)

" وھم شموش بالا سحاب " (یہ وہ سورج ھیں جن پر بادلوں کے سائے نہیں پڑتے)

یہ ھمیشہ چمکتے رھتے ھیں اس لیئے میرا یقین ھے کہ اِخلاص ترقّی پذیر کوالٹی ھے اور صفائے قلب کے ساتھ اس میں اضافہ ھوتا ھے اور انسان " محبتِ اِلٰہیہ " سے سرفراز ہوتا ہے۔ باقی جو درجات ھیں، معاف کیجیئے گا وہ emotions (جذبات) سے نہیں ھیں۔ درجات عِلم سے ھیں جیسا کہ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھے کہ:

" نَرۡفَعُ دَرَجَـٰتٍ مَّن نَّشَآءُ ۔ ۔ ۔ [سُوۡرَةُ یُوسُف : 76] " (جس کے چاھتا ھوں درجے بلند کرتا ھوں)

" ۔ ۔ ۔ وَفَوۡقَ كُلِّ ذِى عِلۡمٍ عَلِيمٌ [سُوۡرَةُ یُوسُف : 76] " (اور ھر عِلم والے کے اوپر ایک عِلم والا ھے)

سوال نمبر 2.26) [عقل کی کمی بیشی] " إِنَّا هَدَيۡنَـٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرً۬ا وَإِمَّا كَفُورًا (٣) [سُوۡرَةُ الدَّهۡر / الإنسَان: 3] " (ھم نے اسے راہ دکھائ اب چاھے اقرار کرے یا انکار) سوال یہ ھے کہ کیا اللہ تعالٰی تمام بچوں میں ایک جیسی عقل پیدا کرتا ھے؟ کیا عقل کا کم یا زیادہ ھونا آئ کیو (.I. Q) لیول ھے؟ اس کی اپنی غور و فکر کیا ھے؟

جواب: ڈاکٹر عبدالجلیل: اصل میں دیکھنا یہ ھے کہ آپ عقل سے کیا مراد لیتے ھیں۔ اگر آپ عقل سے مراد intelligence (ذھانت) لیتے ھیں تو ذھانت کی کافی قسمیں ھیں۔

Intra personal intelligence (باھمی تعلقات پر مبنی ذھانت)،

personal intelligence (انفرادی ذھانت)،

social intelligence (سماجی ذھانت)،

musical intelligence (میوزیکل / موسیقاتی ذھانت)،

mathematical intelligence (حسابی ذھانت)، ابھی تک دریافت کی گئ نو ذھانتیں ھیں جو انسانی ذھن کی بہترین صلاحیتیں ھیں اگر عقل کو اس آیت کے حوالے سے دیکھا جائے تو میرا خیال ھے کہ اللہ نے تمام انسانوں کو ان تمام عقلوں کی کچھ مقدار، کمی بیشی کے ساتھ مختلف ratio کی صورت میں دی ھے۔ کسی آدمی میں ان عقلی صلاحیتوں میں سے کوئ صلاحیت بہت زیادہ ھے تو کوئ دوسری صلاحیت بہت کم ھے۔ بعض لوگوں میں سب ھی صلاحیتیں بہت اچھی مقدار میں ھیں۔ یہ مختلف combinations ھین جو بلا مقصد نہیں ھیں بلکہ قرآن میں ایک آیت ھے کہ ھم نے مختلف پیشے بنائے تا کہ تمہارے درمیان کوئ سماجی رکاوٹ (social friction) پیدا نہ ھو۔ اگر سارے طبیب ھوتے تو مریض کون ھوتا؟ اگر سارے سوار ھوتے تو گاڑی کون چلاتا؟ اس میں کوئ شرف نہیں ھے۔

There is no virtue in being a doctor or a patient or a student or a teacher

یہ سب آزمائشوں کے patterns ھیں، جن میں انسان ڈالے گۓ ھیں اور اس پیشے اور شعبے کی مطابق آپ کو ذھانت کی مقدار اور اقسام دی گئ ھیں۔ باقی رہ گئ اللہ کی پہچان تو ھر شخص کو اس کو دی گئ عقل کی اقسام اور مقدار کے مطابق اللہ کا عرفان حاصل کرنا ھے جیسے یہ کہا گیا:

ے وہ کچھ اِس طرح سے آئے مجھے اِس طرح سے دیکھا میری آرزو سے کمتر میری تاب سے زیادہ

دعا یہ کرنی چاھیئے کہ ھماری understanding، ھماری perception اور ھمارا عِلم ایک ساتھ بڑھے، جیسا کہ پروفیسر صاحب نے کہا کہ اگر آپ کا مشاھدہ اس کے ساتھ parallel (مساوی) نہ ھو تو آپ بہت ساری عِلمی خطائیں کریں گے جو آج کل کے لوگ کرتے ھیں۔ میں کوئ عالم تو نہیں ھوں بلکہ صرف آپ کو بتا رھا ھوں کہ بہت سے عالم ایسے ھیں جو مذھب کا وہ aspect نہیں جانتے جو ھم آج صبح discuss کر رھے تھے اور اس کی وجہ سے کثیر عِلم رکھنے کے باوجود وہ غلط نتائج تک پہنچتے ھیں۔ اس کے لیۓ جو عقل چاھیۓ وہ ایک اور عقل ھے جسے reasoning intelligence (منطقی ذھانت) کہتے ھیں کہ آپ اپنی دلیل کس طرح استوار کرتے ھیں۔ میں آپ کو یہاں منطق تو نہیں پڑھا سکتا اور نہ ھی مجھے اتنا منطق آتا ھے لیکن بنیادی طور پر منطق یا reasoning کا بنیادی اصول یہ ھے کہ اگر

' اے ' برابر ھے ' بی ' کے (A = B) اور ' بی ' برابر ھے ' سی ' کے (B = C) تو پھر ' اے ' بھی ' سی ' کے برابر ھو گا (A = C) اسی reasoning intelligence کی بنیاد پر آپ اپنی علمی استعداد کے مطابق خُدا تک بڑھتے ھیں۔ اس میں خُدا آپ سے یہ اُمّید نہیں کرتا کہ وہ آپ سے آپ کی اِستعداد سے زیادہ پہچان مانگتا ھے۔ مختلف لوگ اللہ کی مختلف اقسام کی پہچان رکھتے ھیں۔

سوال نمبر 2.27) [گدّی نشین] پروفیسر صاحب آپ کا گدّی نشین کون ھو گا اور ھمیں مایوس تو نہیں ھونا پڑے گا کیونکہ سال میں دو وقت کا اچھا کھانا آپ کے بعد ھمیں کہاں سے ملے گا؟

جواب: خواتین و حضرات! گدّی ھو گی تو گدّی نشین ھو گا ۔ ۔ ۔ ھم بغیر گدّی کے ھیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ھمارے تمام احباب اللہ کے فضل و کرم سے گدّی نشین ھیں۔ اب میں آپ کو ایک passion کی بات بتاوں اور ایک اصولی سی بات بتاوں، مجھے عِلم ھے کہ استادوں کی کسی اور چیز پر میرا کوئ ناز اور تفاخر نہیں ھے لیکن میرا یہ خیال ھے کہ میں پیدائشی ٹیچر ھوں۔ شروع سے ھی میرا ٹیچنگ سے واسطہ رھا بلکہ اللہ سے میرا ایک عہد رھا کہ جب مجھے ٹیچنگ سے پروموشن ملے گی تو میں ٹیچنگ چھوڑ دوں گا اور میں نے ایسا ھی کیا اس لیۓ میں لاھور کی نوکری چھوڑ کر اِدھر چلا آیا کیونکہ انہوں نے مجھے بطور پرنسپل ترقّی دینی تھی آپ کو ایک اتّفاق کی بات بتاوں جو آپ کو شاید بڑی مضحکہ خیز لگے کہ میں جس گریڈ پر بھرتی ھوا تھا اسی پر میں ریٹائیر ھوا۔ کسی قسم کی کوئ ترقّی

المرا

نہیں ملی۔ بدقسمتی سے بالکل آخری وقت پر آ کر ان نالائقوں نے مجھے ترقّی دینے کی کوشش کی جو مجھے کسی بھی صورت ھضم نہیں ھو سکتی تھی اس لیئے میں نوکری چھوڑ کر گھر چلا آیا۔

ایک بہت بڑا سوال یہ ھے کہ ایک استاد کا کیا کام ھے؟ ماشاء اللہ آپ میں سے بہت سے استاد ھوں گے۔ اپنے اپنے پروفیشن اور ٹیکنیک میں ھر بندہ استاد ھوتا ھے۔ Renignon نے بڑی مناسب بات کہی، موصوف بڑے ھی متلاشی اور جستجوئے قلب و ذھن کے مالک تھے۔ کبھی وہ بودھ ھوئے، کبھی ھندو، کبھی یہ، کبھی وہ، اور بالآخر مسلمان ھو گئے۔ مگر جب میں نے ان کے حوالہء تصوّف سے کتاب پڑھی تو محسوس ھوا کہ شاید تصوّف کے سلسلے میں انہیں اپنے اِردگِرد سے کوئی مناسب اطلاع نہیں ملی۔ Academics کی دنیا سے نکلتے ھوئے تصوّف کی دنیا ایک عجیب و غریب دنیا لگتی ھے مگر

خواتین و حضرات! جو بات میں آپ سے کہنے جا رھا ھوں اسے بڑے غور سے سنیئے گا . . . یہ آپ کے یاد رکھنے کی باتیں ھیں۔ بہت سے لوگ حدیث کے مخالف ھیں، بہت سے لوگ اُس عظیم استادؐ کی باتوں کی یاد رکھنے کے مخالف ھیں۔ بہت سے لوگوں کو اُن پر technical اعتراض ھے اور بہت سے لوگ سرے سے حدیث کے منکر ھیں مگر ایک عجیب بات آپ کو بتادوں کہ قانونِ اسلامیہ کی بنیاد بیس فیصد قرآن پر ھے اور باقی اسّی فیصد حدیث پر ھے۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھیئے گا کہ وہ لوگ جو حدیث کی مخالفت کرتے ھیں وہ یہ تو کہہ سکتے ھیں کہ کون سے حدیث کمزور ھے اور کون سی بہتر ھے مگر اس کے لیئے آج تا کوئی عالم و فاضل سند نہیں رکھتا۔ اس کے لیئے وہ لوگ سند ھیں جنہوں نے اپنی پوری کی پوری زندگیاں حدیث کے لیئے وقف کیں۔ اِمامِ مسلم بن حجاج کی موت کا واقعہ بیان کرتا ھوں۔ وہ انتہائی انہماک سے ایک حدیث ڈھونڈ رھے تھے اور ساتھ ساتھ کھجوریں کھا رھے تھے اور انہیں یہ احساس نیں تھا کہ وہ کیا کر رھے ھیں۔ جب حدیث ملی تو کجھوروں کا پورا ٹوکرا ختم ھو گیا اور حضرت کی وفات ھو گئی، یعنی اس قدر انہماک سے ان لوگوں نے حدیث پر تحقیق کی۔ اِمامِ اسماعیل محمد بن بخاریؒ نے memory کا ایک قانون اپنی حدیث سے دیا۔ اِمامِ بخاریؒ کا یہ قانون بڑا عجیب و غریب ھے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ اے پیغمبرِ حدیث آپ کو کس طرح ایک لاکھ سے زیادہ احادیث یاد ھیں اور آپ بھولے نہیں ھیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں نظر کرتا رھتا ھوں۔ یہ بات یاد رکھیئے گا کہ اُس محدث نے memory (یادداشت) کا ایک بڑا اصول دیا ھے کہ memory بھولنے کی شائق ھوتی ھے، بکھر جانے کی شائق ھوتی ھے تآنکہ آپ اسے باربار ایک epititive sentence دو اور باربار اپنی کہی ھوئی بات کو دھراتے رھو تو پھر آپ کی یادداشت stable رھتی ھے ورنہ آپ سب کچھ بھول جاتے ھو۔

جس طرح ھمارے اسلامی قوانین بیس فیصد قرآن پر مشتمل ھیں اور اسّی فیصد قولِ رسولؐ پر مشتمل ھیں اسی طرح تصوّف کا بھی ایک قانون ھے جو میں آپ کو اپنی طرف سے پیش کر رھا ھوں کہ بیس فیصد تصوّف ظاھر پر لاگو ھوتا ھے اور اسّی فیصد آپ کے باطن پر لاگو ھوتا ھے اگر آپ نمازوں کی اوسط دیکھو اور جو کچھ آپ نے پورے سال میں اللہ کے لیئے کرنا ھوتا ھے اس کی اوسط دیکھو تو بظاھر اگر پانچ وقت کی نماز آپ پڑھ لیتے ھو تو پھر آپ کو اور کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ پھر سال میں ایک بار زکوۃ، ایک مہینے کے روزے . . . اگر یہ سب آپ کر رھے ھو تو آپ مسلمان ھو۔ آپ مسلمان ھونے کے ناطے اپنا فرض ادا کر رھے ھو۔ اسّی فیصد وہ چیزیں ھیں جو اپ کے باطن میں خدا کے ساتھ تعلق پر مبنی ھیں اور اس میں کیا کچھ نہیں آتا۔ اس میں غیبت ھے، حسّد ھے، کِینہ ھے، psssession ھے، ناجائز توقّعات ھیں، تقدیر کے مسائل ھیں اور نہ جانے کیا کیا ھیں جو آپ کے ذھن و قلب سے تعلق رکھتے ھیں۔ اس لیئے آج تک کسی dogmatic (اپنے عقیدے پر جمے ھوئے) عالم کو تصوّف کی سمجھ نہیں آئ۔ حافظِ شیراز نے بڑا طنزاً کہا تھا کہ

ے کہ ھزار نُکتہء باریک تر زَمُو اِنجاست / ایں جاست   نہ ھر کہ سر بہ تراشد قلندری داند   (حافظِ شِیراز)

Understanding اور معرفت کے ھزاروں باریک تر نکتے ھیں اور آپ کی ذھین ترین عقل اس کام میں مصروف ھوتی ھے اور خُدا کی رضا میں bifurcate کر ھی ھوتی ھے، weeding کر رھی ھوتی ھے۔ ان بد سرشت پودوں کے سر کاٹ رھی ھوتی ھے، شاعری کے تلذّذ کو مٹا رھی ھوتی ھے، خواھشات کے تمرّد کو مٹا رھی ھوتی ھے اور باریک ترین delicacies جو self سے مُنسلک ھوتی ھیں ان کو آپ تصوّف میں بڑی مہارت اور باریکیوں سے کاٹ رھے ھوتے ھیں۔

This is not the job of an un-educated man. یہ ایک مشکل امر ھے جس کے لیئے تعلیم کا ھونا بہت زیادہ ضروری ھے۔ ضروری نہیں کہ وہ آپ کے فزیکل academics ھوں، ضروری نہیں کہ وہ آپ کے کتابی اوراق ھوں مگر اس کے ساتھ دِل کی خواھش، اللہ کی تلاش، طلب اور اُس کی ھمسائیگی میں بسنے کی آرزو سب سے بڑا محرک ھوتی ھے۔

The day if you have not the love os God you will certainly succeed, but I want to tell you the difference of a teacher

Renignon نے کہا کہ

Teacher's job is to initiate not to educate. تعلیم یا ایجوکیشن کیا ھے؟ کتاب دیکھی، کتاب پڑھی اور کتاب پڑھائ۔ اس سے زیادہ ایک استاد کو کیا غرض ھے یا پھر آخر میں پرچے آئے، نمبر لگائے اور حساب کتاب برابر کیا مگر initiation ایک استاد کی discretion (دور اندیشی) ھے۔ جب وہ اپنے طالبِ عِلم پر پہلی نگاہ ڈالے تو تصوّف کی نگاہ ھو۔ اسے پتہ ھو کہ میرے طالبِ عِلم کا معیار یہ ھے، اس کا اخلاق یہ ھے، اس کا کردار یہ ھے، اس کی understanding یہ ھے اور میں نے اس کو زندگی بھر کے مسائل کے لیئے تیار کرنا ھے، اس کو میں نے کلاس کے لیئے نہیں، ڈگری کے لیئے نہیں بلکہ زمانے بھر کے مسائل کے لیئے تیار کرنا ھے اوراس کی قبر تک اس کی استعانت کرنی ھے۔ ایک اچھا استاد ایسا ھوتا ھے اور محمدؐ سے بڑا استاد کون ھو سکتا ھے اور وہ کتنے بڑے استاد ھیں، میں آپ کو ایک بڑے استاد کا فرق بتاتا ھوں۔ ایک استاد اپنے کسی ایک طالبِ عِلم پر یا چند طالب عِلموں پر نازاں ھوتا ھے (یہ استاد کا وصف نہیں ھے) مگر

اس عظیم اور مبارک ھستیؐ پر ذرا غور کیجئے کہ ایک بدتمیز ترین کلاس اس کے حوال کر دی گئ، جو قاتل، خونی، بدتہذیب اور اوّل درجے کی شورش پسند کلاس تھی اور اُسؐ سے صرف ایک لڑکے کو نہیں اٹھایا، ایک فرد کو نہیں اٹھایا، سرکارِرسالت مآبؐ کس درجے کے استاد ھیں کہ دنیا کی بدترین کلاس کو بدل کے دنیا کے بہترین انسانوں میں رکھ دیا۔

وہ کیسے استاد تھے، وہ کیسی تعلیم تھی کہ جو صرف فردِ واحد پر نہیں پر نہیں گئ۔ کبھی آپ نے زندگی میں ایسا معاشرہ نہیں دیکھا، کبھی تاریخِ انسان میں ایسا لمحہء استاد نہیں آیا، ایسے خوبصورت شاگرد نہیں آئے، اُسؐ نے کلاس نہیں ڈھالی، propagate نہیں کیا، " ایک چھپاو اور دوسرا نکالو " والا کام نہیں کیا، وہ ایک ھی قسم کے لوگ نہیں تھے، ابوبکرؓ کسی اور مزاج کے تھے، عمرؓ کسی اور مزاج کے، جنابِ علیؓ کسی اور درجہء مقام کے، عثمانؓ کسی اور طرز کے تھے۔ آپ دیکھیں تو سہی کہ وہ کس قسم کے لوگ تھے، کیا قدرِ مُشترک رسولؐ نے اس کلاس میں ابھاری . . . یہ بدر میں تین سو تیرہ تھے، بیعتِ رضوان میں یہ ساڑھے تین ھزار تھے اور خطبہء حجتہ الوداع والے دن یہ ایک لاکھ تھے۔ یہ ایک لاکھ ولی تھے، یہ نہ سمجھنا کہ یہ کوئ چھوٹے موٹے ولی تھے، یہ وہ لوگ تھے جن کے لیئے خُدا نے قرآن میں سند دی کہ میں ان سے راضی ھوا، یہ مجھ سے راضی ھوئے۔ کیا اصحابِ رسولؐ کے بعد کسی کے لیئے یہ لکھا ھوا آئے گا؟ کیا اب کوئ اپنی تصدیق قرآن سے ڈھونڈھے گا؟ کیا کوئ اللہ کی زبان سے سن پائے گا کہ ھم اللہ کے نزدیک معتبر ھیں، ھم مقصود ھیں ایسا کبھی بھی نہیں ھو گا اس لیے کہ یہ وہ کلاس تھی جسے ایک عظیم ترین استاد نے بیک وقت، بیک عہد، ایک تعلیم سے اتنا معتبر اور مقدّس کر دیا کہ وہ آج بھی زمانے کے مُرشدانِ گرامی ھیں جن کو ھم اصحابِ رسولؐ کہتے ھیں۔ اس لیئے یہ کوئ نارمل بات نہیں ھے، جو صلاحیتِ فکر کسی شاگرد میں ھوتی ھے استاد اسے perfection تک نہیں لے جا سکتا۔

کسی نے مجھ سے کہا کہ آپ کا فلاں شاگرد فلاں کام کر رہا ھے، میں نے کہا کہ تین دن ھوئے ھیں اسے تسبیح شروع کئے ھوئے اور تُو کیا سمجھتا ھے کہ تین دن میں ماھیتِ قلب بدل جاتی ھے، ذھن بدل جاتے ھیں، خیال بدل جاتے ھیں۔ باربار آپ ایک سبق کو دھراتے ھیں۔ بڑا سادہ سا سبق . . . میں آپ کو اس کی Fool proof methodology بتاتا ھوں . . . آپ قیامت کے میدان میں جاو، آپ گروہ بن کے نہیں جاو گے، آپ اُمّتِ رسولؐ بن کے جاو گے اور اللہ آپ سے پوچھے کہ ایک معمولی سے گلی کُوچے میں بسنے والے استاد نے آپ کو کیا سکھایا تھا؟ تو آپ اسے صرف یہی جواب دیں گے نا کہ ھم نے اس سے صرف ایک ھی بات سیکھی:

Allah is the top priority (اللہ ھی ترجیحِ اوّل ھے) تو کیا اس بات پر خُدا آپ کو سزا دے گا . . .؟ ذرا سوچو تو سہی کہ کیا اس بات پر خُدا آپ کو سزا دے گا کہ جب آپ اس سے کہیں گے کہ اس Top priority کو ذھنی طور پر سلامت رکھنے کے لیئے اے اللہ ھم نے صبح و شام تمہیں یاد کیا۔

ے گو میں رہا رھینِ سِتم ھائے رُوزگار لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

ھم صبح و شام تجھے یاد کرتے رھے۔ اے اللہ میاں ھم نے تجھے بہت miss کیا، ھم نے بہت سے چیزیں ترک کیں، کبھی کھانا چھوڑ دیا، کبھی پینا چھوڑ دیا، کبھی بیگم سے ناراض ھوئے، کبھی خاوند کی سرتابی کی، یہ سب رھا لیکن " تیر خیال سے غافل نہیں رھا " . . . کیا اس بات پر اللہ آپ کو ڈانٹ بھٹکار کرے گا اور کہے گا کہ یار! کمال ھے، تمہیں تو چاھیئے تھا کہ تم اپنی زندگی گزارتے، تم میرے پیچھے کیوں پڑ گئے تھے، میری تسبیح کیوں کرتے رھے؟ اور تیسرا اصول اسی عظیم استادِ محترمؒ کا ھے اور وہ اعتدال ھے، افراط و تفریط سے بے نیازی ھے

We don't want to change ourselves into robos again

اللہ نے ھمیں robos بننے سے ھی تو روکا ھے۔ اللہ نے ھمیں مشین بننے سے ھی تو روکا ھے ورنہ آپ کو artificial intelligence کیوں دیتا۔ اللہ نے آپ کو انفرادیت بخشی ھے اللہ تو چاھتا تھا کہ ھر انسان دوسرے سے مختلف ھو، ھر انسان مختلف رھے، اس کی رھائش، اس کی غربت، اس کی امارت، اس کا اندازِ زندگی different رھے مگر اس کی approach ایک رھے۔ وہ میرے لیئے اخلاص رکھتا ھواور میں اس کے لیئے اخلاص رکھوں:

" فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ . . . [سُورَةُ البَقَرَة : 216] " (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)

کون ایسا شخص ھے کہ جو تسبیحِ الٰہی پر اعتراض کرے جب کہ خُدا کا یہ دعویٰ ھو کہ تم مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں گا۔ جب آپ اسے یاد کرتے ھو تو آپ کو شک ھوتا ھے کہ شاید ھماری یاد میں کمی ھے، ھماری یاد میں خامی ھے، شاید تہہِ دِل سے اسے نہیں یاد کر رھے، شاید صرف ھماری زبان ھل رھی ھے، شاید ھمارے دماغ میں بہت سے اور خیالات بستے ھیں مکر اگر نماز میں وساوس کا آنا عینِ ایمان ھے . . . اِمام بخاریؒ باب الایمان میں پہلی حدیث یہ لائے ھیں: اصحابِ رسولؐ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ نماز میں وسوسے بڑے آتے ھیں تو آپؐ نے فرمایا کہ " عینِ ایمان ھے " اگر آپ اچھے ھو تو وسوسے آئیں گے، بُروں کو کیا وسوسے آنے ھیں، تم خُدا کے ماننے والے ھو تو تمہیں شیطان بہکاتا ھے . . . اگر نماز میں وسوسے عینِ ایمان ھیں تو ھمہ وقت یادِ الٰہی میں کتنے وساوس نہ آئیں گے تو پھر کیا آپ یادِ الٰہی چھوڑ دو گے؟ کیا آپ ذکرِ خدا کو چھوڑ دو گے؟ ذکرِ خدا ایک نارمل activity ھے، یہ کوئ اوٹ پٹانگ activity نہیں ھے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ دو چار تسبیحات پڑھنے سے بدن کیسے پھول جاتا ھے اور کیسے دُم نکل آتی ھے؟ اور کوئ vestigial organ کیسے عروج پا جاتا ھے؟ . . . اور یہ لوگوں میں انتہائ خرافات قسم کی جو باتیں مشہور ھیں کہ فلاں قسم کی تسبیح سے یہ ھو جاتا ھے، فلاں تسبیح سے وہ ھو جاتا ھے۔ اگر آیتِ کریمہ پڑھو گے تو جسم پھٹ جائے گا، چھالے نکل آئیں گے، مگر کیوں؟ کیا آیتِ کریمہ اس لیئے بنی ھے؟ قرآن تو آیتِ کریمہ کے کچھ اور مقاصد بتا رہا ھے، قرآن تو بتا رہا ھے:

" . . . وَنَجَّيۡنَـٰهُ مِنَ ٱلۡغَمِّ [سُوۡرَةُ الاٴنبیَاء : 88] "

(اس آیت کے بدلے، اس اپروچ کے بدلے، اس لفظ کے بدلے جو اس نے مجھ سے کہا، میں نے اُسے غم سے نجات دی) اور یہ بات یاد رکھیۓ کہ اللہ کو بھی کبھی لفظ بہت اچھے لگتے ھیں۔ آپ کی ادائیگی، آپ کی تعریف، آپ کا حُسنِ ادا، آپ کا حُسنِ تکلّم اسے بھی بہت پسند ھے۔

ایک بار ایک بدوی نے رسولؐ کے سامنے اپنے رب کی تعریف ان الفاظ میں کی: " الحمد اللہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ "

یہ سُن کر حضورؐ نے فرمایا: " دیکھو فرشتے جھکے پڑتے ھیں کہ اس کا ثواب کیا لکھیں "

یہ اتنی خوبصورت ادا ھے بات کہنے کی، اتنا حسین کلمہ ھے کہ فرشتے جھکے پڑتے ھیں کہ ھم اس کا ثواب کیا لکھیں۔ یہ تو سارے ریکارڈ توڑ گیا۔ اس نے تو exceptional way of appreciation of God اپنا لی، تو خُداوندِ کریم کیسے کہہ سکتا ھے کہ تمہاری یاد مجھے مرغوب نہیں ھے۔ آپ ایک بار یاد کرو گے تو وہ آپ کو دس بار یاد کرے گا۔ آپ کی یاد ناقص ھو گا مگر جب اس کے بدلے آپ کو اللہ یاد کرے گا تو اللہ کی یاد جیسی کوئ یاد نہیں ھو گی۔ یہی یاد آپ کو اعتدال کی طرف بڑھا کر لے جائے گی۔ پھر یہ اللہ کا کام ھے کہ وہ آپ کو ھر مشکل اور کرب و بلا سے دور رکھے۔ یہ اس کا وعدہ ھے۔ دیکھیے دونوں طرف اس کے وعدے ھیں۔ اللہ نے قرآنِ حکیم میں فرمایا:

" مَّا يَفۡعَلُ ٱللَّهُ بِعَذَابِكُمۡ . . . [سُوۡرَةُ النِّسَاء : 147] " (ھمیں کیا پڑی ھے کہ تمہیں عذاب کریں)

کیا اس خُدا کو آپ نا انصاف کہتے ھو؟ اس کو جابرِ مُطلق کہتے ھو کہ وہ انسانوں پر قاھر و جابر کی طرح مسلّط ھے۔ یہ مشرق و مغرب میں ایک مُلّایاتی تصوّر ھے جو خُدا کے بارے میں ھے کہ وہ سزا دینے والا قاھر و جابر ھے۔ وہ تو کہتا ھے کہ ارے بندو مجھے کیا پڑی ھے کہ تمہیں عذاب دوں۔

" يَـٰحَسۡرَةً عَلَى ٱلۡعِبَادِ‌ۚ . . . [سُوۡرَةُیسٓ: 30] "

اللہ تو کہتا ھے کہ اے لوگو مجھے تو یہ حسرت رھتی ھے کہ کوئ میرا بندہ اِخلاص سے مجھے پکارے، کوئ میری طرف پلٹے، کوئ اپنے خیال میں مجھے معزّز جانے۔

" لَن تَنَالُواْ ٱلۡبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَ [سُوۡرَةُآلعِمرَان/آلِ عِمرَان : 92] " (تم مجھے کیسے پا سکتے ھو جب تک میرے لیۓ اپنی محبتیں نہ خرچ کرو)

یہ جو دنیا کا سراب اور خواھشات ھیں، یہ جس ابتلاۓ ذھن میں تم مبتلا ھو یہ تو دنیا کی وجہ سے ھے۔ دنیا کی محبتیں ترک کر کے تھوڑا سا آگے بڑھو، تو میں تمہارے استقبال کے لیۓ کھڑا ھوں۔ تم میری محبت اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک اپنی چھوٹی چھوٹی محبتیں ترک نہ کرو۔ یہ تو محبتوں کا میچ پڑا ھوا ھے، پروردِگار آپ سے محبت طلب کرتا ھے، آپ کو محبت دینا چاھتا ھے۔

" . . . فَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ كَذِكۡرِكُمۡ ءَابَآءَكُمۡ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 200] " (آپ اسے ایسے یاد کرو جیسے اپنے آباو اجدا کو یاد کرتے ھو)

پیار سے، خلوص سے . . . " . . . أَوۡ أَشَدَّ ذِكۡرً۬ا . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 200] " (پس ذرا زیادہ یاد کرو)

تمہارا رب اس بات کا شوق رکھتا ھے کہ اس کے بندے احسان مندی سے، محبت سے، اخلاص سے اپنے رب کو top priority سمجھتے ھوۓ ھمیشہ اپنے دل میں بساۓ رکھیں تو پھر اللہ آپ کو اعتدال لوٹا دیتا ھے۔ وہ کہتا ھے:

" مَّا يَفۡعَلُ ٱللَّهُ بِعَذَابِكُمۡ . . . [سُوۡرَةُ النِّسَاء : 147] " (مجھے کیا پڑھی ھے کہ تمہیں عذاب کروں)

" . . . إِن شَكَرۡتُمۡ وَءَامَنتُمۡ . . . [سُوۡرَةُ النِّسَاء : 147] " (اگر تم مجھے یاد کرنے والے ھو اور مجھ پر ایمان رکھنے والے ھو)

" . . . وَكَانَ ٱللَّهُ شَـٰكِرًا عَلِيمً۬ا (١٤٧) [سُوۡرَةُ النِّسَاء : 147] " (وہ شکر قبول کرنے والہ جاننے والا ھے)

تم سمجھتے ھو کہ وہ کوئ اندھا، بہرہ بیٹھا ھوا ھے . . .؟ کیا تمہارا خُدا کوئ بُت ھے جو سماعت و بصارت سے محروم ھے؟ وہ تو دلیل سے ملتا ھے اور دلیل سے ھاتھ سے جاتا ھے۔ وہ کوئ ایسا رب نہیں ھے جو جہلاء کی معرفت سے رب بنتا ھے۔ وہ خوف سے built ھوا رب نہیں ھے، وہ آسیب زدوں کا رب نہیں ھے، وہ تو عِلم کو تخلیق کرنے والا رب ھے اور عقل کو تخلیق کرنے والا رب ھے۔

" لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٍ۬ . . . [سُوۡرَةُ الأنفَال : 40] " (جو ھلاک ھوا وہ دلیل سے ھلاک ھوا)

" . . . وَيَحۡيَىٰ مَنۡ حَىَّ عَنۢ بَيِّنَةٍ۬‌ۗ . . . [سُوۡرَةُ الأنفَال : 40] " (جو زندہ ھوا وہ دلیل سے زندہ ھوا)

" . . . وَإِنَّ ٱللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ [سُوۡرَةُ الاٴنفَال : 40] " (تمہارا رب سننے والا ھے اور عِلم والا ھے)

کیا اس رب کے بارے میں تم گُمان کرتے ھو کہ وہ تمہاری نیکیاں بھول جائے گا اور تمہاری خرابیاں یاد رکھے گا۔ کیا وہ صرف تمہیں مارنے پر تُلا ھوا ھے؟ کیا آپ نے وہ حدیث نہیں سنی جو حضرتِ عمرؓ صرف اس لیئے چھپاتے تھے کہ مسلمان بے عمل ھو جائے گا کہا جس نے دِل سے ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ دیا اس کے تمام گُناہ معاف ھو گئے اور اُس پر نارِ دوزخ حرام ھو جائے گی اور کیا خوبصورت حدیث، اللہ کے رسولؐ کی ھے کہ آٹھ چیزوں پر دوزخ حرام کر دی گئی ھے ان میں سے ایک وہ نوجوان ھے جس کی آنکھ سے اللہ کے لیئے ایک آنسو نکلا۔ " برأتِ عاشقی " کتنی مختصر ھے، نجات کتنی مختصر ھے کہ ایک آنسو جو اللہ کے لیئے نکلے، کبھی آپ کو خیال آیا؟ کبھی آپ کے گُمان میں آیا کہ ھم زندگی میں کتنی بار روئے، چیخے، ھم نے کتنی بار جنوں آمیز کراھیں نکالیں مگر کیا اپنے پروردِگارِ عالم کے لیئے، کیا اپنے محسن کے لیئے، کیا اپنے مالک کے لیئے ھماری آنکھوں سے ایک بھی آنسو نکلا؟

آپ اس خُدا کو کہتے ھو کہ وہ جابر و قاھر ھے، دیکھو تو سہی کہ عذاب کس پر اُترا؟ عذاب کی آیات کس پر نازل ھوئیں؟ ایک تہائی قرآن عذاب کی آیات سے بھرا ھوا ھے تو کیا وہ عذاب کفارِ مکّہ کے لیئے نہیں تھا؟ کیا وہ عذاب ابوجہل اور اس کی ذریّت کے لیئے نہیں تھا؟ کیا ابوسفیان اور اس کی ذریّت کے لیئے نہیں تھا؟ کیا قبیلہء قریش کے لیئے نہیں تھا؟ کیا ان لوگوں کے لیئے نہیں تھا جو رسول اللہؐ کو طائف میں پتھر مارتے تھے؟ یہ سب عذاب کی آیات انہی کفار کے لیئے تھیں مگر نتیجہ کیا نکلا؟ جس دن آقائے رحمتؐ مکّہ میں داخل ھوئے تو کیا آپ میں سے کوئی تاریخ دان یہ calculate کر کے بتا سکتا ھے کہ ایک لاکھ کے شہر میں کتنے عذاب یافتہ ھوئے؟ جہاں تک مجھے یاد ھے ایک لاکھ کی آبادی میں سے چار پانچ لوگ عذاب کے لیئے الگ کیئے گئے کیونکہ وہ حدّ و حساب سے گزر گئے تھے۔ وہ اپنی پلیدی میں شیطان کو بھی مات کر گئے تھے اس لیئے اللہ اُن کو معاف نہیں کرے گا۔ یہ وہ مُشرکین اور کافرین تھے جنہوں نے اللہ کے رسولؐ کو بے حدّ و حساب اذیتیں پہنچائیں تھیں تو حضراتِ گرامی! یہ وقت یہ دیکھنے کا نہیں ھے کہ میں کون ھوں؟ یہ وقت ملک کو دیکھنے کا ھے۔ اگر اِخلاص و محبت سے آپ لوگ اس ملک کے لیئے دعا کرو اور پھر بھی اس ملک کو خسارے میں پاو تو یہ کبھی بھی نہیں ھو سکتا اس لیئے کہ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ " یا رسول اللہؐ قیامت کب آئے گی؟ "

آپؐ نے فرمایا کہ " جب ایک بندہ بھی اللہ کہنے والا موجود نہیں ھو گا "

کمال کی بات ھے کہ دو ھزار بندہ اللہ کہنے والا یہاں موجود ھے اور پھر بھی قیامت آ جائے، اس ملک پر کوئی ظلمت آ جائے یا اس پر کوئی عذاب آ جائے . . . کس کی مجال کہ اس ملک کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے ھاں، مگر ھمیں اپنی میل ضرور صاف کرنی ھے۔ ھمیں پتہ ھونا چاھیئے کہ ھم پر ملک و قوم کی بھی ذمّہ داریاں ھیں۔ ھمیں اِدھر بھی کچھ توجّہ کرنی چاھیئے۔ کچھ تعمیری کردار ھمیں اپنی سوسائٹی مین پیش کرنے ھیں۔ اگر آپ کے خیال میں کوئی ایسا انسان ھے جو با کردار ھے اور ایمانداری سے آپ کےلیئے کام کر سکتا ھے تو آپ اس کو آگے کیوں نہیں بڑھاتے۔ اس کے بجائے آپ ایسے لوگوں کو آگے بڑھاتے ھو جو نسل در نسل آپ سے وعدے تو کرتے چلے آئے ھیں، جو نسل در نسل تخریب کاریاں کرتے چلے آئے ھیں۔ جو آپ کے حقوق کے عِوض آپ کو سادگی کے طعنے دیتے ھیں۔ جنہوں نے آپ کو exploit کرنا ھے۔ کیا ان کی wisdom سے آپ کی wisdom کم ھے؟ کیا وہ بہت بڑے دانشور ھیں؟ کیا جھوٹ بولنا ھی دانش کی علامت ھے کہ جس کی وجہ سے آپ باربار پریشان ھوتے ھو۔ میں نے آپ کو ایک حدیث سنائی تھی کہ اللہ کے رسولؐ سے جب پوچھا گیا کہ کیا قوم سے محبت کرنا تعصّب ھے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ:

" نہیں اپنی قوم سے محبت کرنا تعصّب نہیں ھے مگر ظُلم پر اپنی قوم کی مدد کرنا ضرور تعصّب ھے۔ "

اللہ آپ کو بھی اس تعصّب سے بچائے اور ھمیں بھی توفیق بخشے کہ ھم سب مل کر ایک نئ فِکر، ایک نئ سوچ اور ایک نئے ایماندارانہ تفکّر کی بنیاد رکھ سکیں جو اس مُلک و ملّت کے لیئے باعثِ برکت ھو کیونکہ خُدا نے بڑی وضاحت سے فرمایا کہ تم پلٹ جاو گے تو میں پلٹ جاوں گا۔ تم لوٹ آو گے تو میں لوٹ آوں گا۔

سوال نمبر 2.28) [Darwin ¦ ڈارون اور قرآنی نظریہء اِرتقاء میں اِختلاف] کیا ڈارون کے نظریہء اِرتقاء اور قرآنی نظریہء اِرتقاء میں کوئی مماثلت ھے یا اِختلاف ھے؟

جواب: ڈاکٹر عبدالجلیل: میں کوشش کروں گا کہ آپکو explain کر پاوں۔ یہ سمجھنے کے لیئے آپ کو تھوڑا back ground میں جانا پڑے گا۔ ماں کے پیٹ میں ایمبریو (embryo) کی development ایک رواں (smooth) عمل ھے اور اس پورے عمل میں کوئی missing link نہیں ھے۔ اگر مائیکرو سکوپ کے ذریعے اس سارے عمل کو دیکھا جائے تو پتا چلتا ھے کہ ایمبریو کی مختلف stages باقاعدہ طور پر ایک مرحلے سے بہت روانی سے گزر کر دوسرے مرحلے میں داخل ھوتی ھیں اور ان مراحل کے درمیان کوئی missing link نہیں ھوتا۔ یہ وہ بات ھے جہاں ھم ڈارون کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے اور کبھی ڈارون نے بھی یہ نہیں کہا کہ اِرتقاء یا evolution ایک رواں اور ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے تک روانی سے مسلسل چلنے والا عمل ھے۔ نظریہء اِرتقاء میں یہی وہ بات ھے جس سے ھمیں اتفاق نہیں ھے جبکہ اسکے برعکس اپنی کتاب کے آخری chapter کے آخری صفحے میں ڈارون نے یہ کہا کہ میں ایک تھیوری پیش کر رھا ھوں if you can not find the missing links تو میری تھیوری مکمل طور پر قابلِ قبول نہ سمجھی جائے۔ اب یہ دیکھنا ھے کہ جب ھمیں fossils کی ایک وسیع مقدار پانی کے اندر سے ملی اور اس سے پہلے ھمیں کوئی fossils نہیں ملے۔ ان فوسلز کی پوری ایک crop ایک دُم سے ظاھر ھوتی ھے اور ھمیں پتہ چلتا ھے کہ ایک species کے غائب ھونے اور دوسری species کے ظاھر ھونے کے درمیان میں ھمیں کوئی رابطہ (missing link) نہیں ملتا۔ یہ بات ھمیں fossils کے مطالعے سے دریافت ھوئی ھے۔

المرا

اب میں آپ کو دو facts بتاتا ہوں اور فیصلہ آپ پر چھوڑ دیتا ہوں کہ آپ اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں۔ ڈارون نے ایک مشاہدہ کیا اور ایک theory بنائی۔ The origin of species میں اس نے اس observation پر ایک تھیوری بنائی کہ چیزیں ایک دوسرے سے وجود میں آئیں اور اِرتقاء ہوا۔ اس تھیوری کو جینیات، عمرانیات، فوسلز (genetics, anthropology, fossils) اور مختلف سائنسوں نے support کیا، لیکن ان ہی سائنسز نے ڈارون کی تھیوری کے خلاف بھی دلائل دیئے تو دونوں schools of thought (مکتبہء فکر) موجود ہیں۔ ایک مکتبہء فکر وہ ہے جو evolution کا مکمل طور پر قائل ہے اور اس کی حمایت کرتا ہے اور انہی anthropologists کے درمیان ایک ایسا گروہ بھی موجود ہے جو evolution (اِرتقاء) کے نظریہ کو مکمل طور پر قبول نہیں کرتا۔ قرآن میں evolution کے بارے میں مندرجہ ذیل آیات موجود ہیں " اللہ چیزوں کو عدم سے وجود میں لاتا ہے۔

إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ (١٦) [سُوۡرَةُ فَاطِر : 16]
اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے سُوۡرَةُ فَاطِر : (آیت نمبر: 16) [ترجمہ: احمد علی]

(اگر وہ چاھے تو تم کو فنا کر دے اور تمہاری جگہ نئ خلقت پیدا کر دے)

" . . . يَزِيدُ فِى ٱلۡخَلۡقِ مَا يَشَآءُ . . . [سُوۡرَةُ فَاطِر : 1] (. . . پیدائش میں جس کو چاھتا ھے زیادہ کرتا ھے . . .)

" مَا نَنسَخۡ مِنۡ ءَايَةٍ أَوۡ نُنسِهَا نَأۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡہَآ أَوۡ مِثۡلِهَآ . . . [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 106] " (جب ھم کسی آیت کو منسوخ کرتے ھیں تو اس سے بہتر عطا کر دیتے ھیں یا اس جیسی)

اللہ نے کہیں اس بات کی تردید نہیں کی کہ وہ ایک دوسری چیز وجود میں نہیں لاتا بلکہ اس سے بہتر لاتا ھے۔ فرق صرف ایک ھے . . . اگر آپ یہ دو لفظ یاد رکھ لیں تو آپ کو ڈارون کا اور قرآن کا تصوّرِ اِرتقاء کسی حد تک سمجھ آ جائے گا کہ قرآن کے بقول ھم ایک سے دوسرے کی طرف جاتے ھیں تو اس سے بہلا مٹا دیتے ھیں۔ اگر اللہ چاھے تو اسے نہ مٹائے۔ اگر وہ چاھے تو اسی کو transition میں ڈھال دے، وہ اس پر قادر ھے۔ یہ جھگڑنے کی بات نہیں ھے مگر مجموعی طور پر میں نے کہیں پر ایک term دیکھی کہ ھم جب evolution کی بات کرتے ھیں تو وہ quantum jumps ھیں۔ وہ ایک stage سے دوسری stage تک ایک وقفے کی صورت میں move کرنا ھے جبکہ ڈارون کے نظریئے پر یقین کرنے والوں کا خیال ھے کہ یہ ایک species سے دوسری species تک پہنچنے کا ایک عمل ھے جو حالات اور ماحول پر منحصر ھے یعنی ایک gene دوسری gene سے مختلف ھو کر کام کرنے لگے۔ ایک species کے بعد اس سے تھوڑی سی مختلف دوسری species آئی۔ ھم اس سے مکمل طور پر اتّفاق نہیں کرتے۔ وہ گروہ کہتا ھے کہ اِرتقاء کے عمل میں species کو nature یا فطرت نے منتخب کیا مگر ھم کہتے ھیں کہ اللہ تعالیٰ نے intervene (مداخلت) کیا۔

سوال نمبر 2.29) [کلوننگ اور دجّال] آپ کی کتاب میں لکھا ھے کہ دجّال کلوننگ کے ذریعے انسان کو زندہ کرے گا کیا اس انسان میں روح ھو گی اور روح کون پھونکے گا؟ ویسے تو آجکل اس مسلے کو سمجھنا اتنا مشکل نہیں ھے کیونکہ بہت سے سیاسی لیڈروں میں ایک ھی روح اور بدروح دوسرے میں منتقل ھو رھی ھے۔ آپ کہتے ھیں کہ روح تقسیم نہیں ھو سکتی تو پھر کلوننگ میں کون سی روح ھو گی؟

جواب: اصل میں جیسے ھر چیز کی نمبر دو copies (نقول) ھوتی ھیں، روح کی copy (نقل) استدراج ھے۔ استدراج technically اُس درجے تک لے جائی گئی چیز کو کہتے ھیں۔ مگر کلوننگ میں اصل روح نہیں ھوتی۔ یہ سوال بڑی وضاحت سے رسولؐ نے سمجھا دیا کہ جب دجّال کسی کو قتل کرے گا اور اس کو زندہ کرے گا تو اصحاب نے پوچھا کہ کیا یہ وھی شخص ھو گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں اس کی مثال ھو گا۔ اگر آپ clone اور اصل کو دیکھ لیں تو جو فرق clone entity (کلوننگ سے بنا ھوا وجود) میں اور اصل میں پایا جاتا ھے وھی شاید روح اور اس کے استدراج کا فرق ھے۔ استدراج یہ ھے کہ روح اپنی تقویّت اور کاملیّت میں اس بدن سے نکل جاتی ھے اور اس کی جگہ اسی کی طرح کی مثال آ جاتی ھے۔ وہ مثال جو روح نہیں ھے مگر استدراج تک پہنچی ھوئی ھے۔ اس کی دوسری وضاحت یہ ھے کہ چونکہ یہ شیطان کا کام ھے، دجّال کا کام ھے تو اس کی جگہ ایک جنّاتی مخلوق یا ایک جِن یا ایک ناقص روح، روح بھی نہیں بلکہ ایک ناقص طاقت اس انسان پر قبضہ کرتی ھے جو روح نہیں ھوتی۔ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ھوئی روح تو ایک دفعہ آتی ھے اور چلی جاتی ھے، اس کو ھم استدراج کہتے ھیں کہ یہ اسی درجے پر پہنچی ھوئی ایک چیز ھے جو جھوٹی ھوتی ھے۔

سوال نمبر 2.30) [درود شریف] ہزاروں درود شریف کتابوں میں ملتے ھیں جن کی علیحدہ علیحدہ خصوصیت ھے۔ ذھن تذبذب کا شکار ھو جاتا ھے کہ کونسا پڑھا جائے؟ پروفیسر صاحب آپ جو درود شریف پڑھتے ھیں وہ بتایئے۔

جواب: میرا خیال یہ ھے کہ لوگ اپنے شوق اور اشتیاق میں درود شریف میں کچھ بڑھا لیتے ھیں اور کچھ کم کر لیتے ھیں مگر ھمارے پاس دو مستند درود ھیں۔ ان میں کوئ کمی بیشی نہیں۔ ایک تو درودِ ابراھیمی ھے جو حضورِ کائناتؐ سے براہِ راست مروی ھے اور دوسرا بھی سادہ سا ھے جو ھمیشہ پڑھا جاتا ھے:

" اللھم صل علی محمد و علی آلِ محمد و بارک و سلم "

یہ مختصر سا درود ھے اس میں " بارک و سلم " کے الفاظ اس لیئے آتے ھیں کہ حضورؐ پر درود پڑھنے کے ساتھ ساتھ سلام بھی پڑھا جائے۔

بہت سے لوگوں کو میں نے دیکھا ھے کہ " صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم " پڑھتے ھیں اور اس کو مکمل درود سمجھتے ھیں مگر میں ایسا نہیں سمجھتا۔ یہ درود نامکمل ھے۔ اصل میں جو زبان لذتِ یادِ الٰہی سے گزرتی ھے، جو زبان ذکرِ مصطفیٰ سے گزرتی ھے وھی اصلی درود ہوتا ھے اور درود پڑھنے کا بنیادی مقصد بہت بڑا ثواب اور بہت بڑی عزّت ھے۔ یہ تسبیحِ تسبیحات ھے جس کے بارے میں حضورؐ نے کعبؓ سے فرمایا کہ اگر تُو اور کچھ نہ پڑھے اور درود ھی پڑھے تو کفایت کرے گا۔ جو مسلمان زبان سے اللہ نہ کہے اور محمد رسول اللہؐ کا نامِ گرامی اپنی زبان پر نہ لائے تو ایسا کونسا درود ھو سکتا ھے۔ اصل میں ھم درود پڑھتے ھی اسمائے گرامیء پروردگار اور آقائے رسولؐ کے نام کی لذّت کے لیئے ھیں۔ یہ کیسے ھو سکتا ھے کہ اس ادھورے جملے میں ھمارا یہ تلذّذِ ایمان پورا ھو جائے۔ اس لیئے کوشش کیجیئے کہ درود میں اللہ اور اس کے رسولؐ دونوں کے ناموں کی آپ کی زبان پر تلاوت ھو:

" اللھم صل علی محمد و علی آلِ محمد و بارک و سلم "

سوال نمبر 2.31) [شِرک اور بِدعت] شِرک کیا ھے اور بِدعت کیا ھے؟

جواب: بِدعت کا لفظی مطلب ھے " نئ چیز " . . . کیا عجیب بات ھے کہ زمانہ جتنی بھی نئ چیزیں نکالے ھمیں پسند ھیں مگر دین میں نئ چیز کا نکالنا ھمیں پسند نہیں ھے۔ جب ھم بِدعت کو بُرا کہتے ھیں تو دین میں نئ چیز نکالنے کے معنوں میں اس کو بُرا کہتے ھیں۔ " بِدعت " دراصل اصولِ دین میں کسی نئ چیز کے نکالنے کو کہتے ھیں۔ اب اگر ھم بِدعت کو جملہ وسعت سے لے جا کر مختصر کریں گے اور پھر اسے مزید مختصر کریں گے تو بدعت کیا یہ مطلب بنے گا:

" وہ چیز جو دین کا رُخ بدل دے یا جو اس کی understanding کو بدل دے۔ "

بِدعت کی ایک مثال ھمارے پاس موجود ھے کہ جب فتنہء اِرتداد آیا تو انہوں نے دین کو تو قائم رکھا، اللہ کو ماننا تو قائم رکھا مگر نمازیں تین کر لیں اور اس پر بھی مستزاد یہ کہ جب مسیلمہ کذّاب اور سجاح کی شادی ھوئ تو انہوں نے شادی کی خوشی میں ایک نماز معاف کر دی۔ دین کو اس طرح کے تفاخرات کے لیئے استعمال کرنا بِدعت ھے۔

ھمارے ھاں بِدعت کا لفظ جن معنوں میں استعمال ھوتا ھے وہ بڑا عجیب و غریب ھے کہ اذان سے پہلے درود شریف کیوں پڑھتے ھو، یہ بِدعت ھے۔ اب سوال یہ ھے کہ اگر کسی نے پڑھ لیا تو اس میں کیا حرج ھے؟ مگر جو ضِد کر رھا ھے وہ کہتا ھے کہ میں نے ضرور پڑھنا ھے، یہ اذان کا حصّہ ھے مگر دیکھنا یہ ھے کہ اذان کی کیا حیثیت ھے؟ جب ھم technically مسائل کو bifurcate کرتے ھیں تو پتہ چلتا ھے کہ کہ یہ تمام بحث ھی غیر معقول ھے کہ ایک شخص نے اپنے رسولؐ پر درود پڑھا اور جا کر اذان دی۔ اب دوسرے نے کہا کہ تُو نے درود پڑھا، یہ بِدعت ھے، یہ ناقابلِ قبول ھے۔ مسلہ یہ ھے کہ اذان کی کیا حیثیت ھے؟ اگر اس کے ساتھ کوئ لفظِ غیر ملانا، بِدعت ھے تو پھر سب سے بڑی بِدعت عمرِفاروقؓ نے شروع کی تھی۔ جنابِ امیر المومنینؓ نے غنودہ لوگوں کو جگانے کے لیئے اذان میں " الصلوۃ خیر من النوم " کے الفاظ کا اضافہ کیا کیونکہ اذان ایک اعلان ھے اور اگر اعلان میں کوئ چیز مفید یا غیر مفید لگے اور وہ add بھی ھو جائے اس کو بِدعت نہیں کہتے۔ کوئ بھی شخص امیرالمومنین حضرتِ عمرؓ کو بِدعتی نہیں سمجھتا کیونکہ انہوں نے مناسب سمجھا کہ بہت سے ایسے مسلمانوں کو جگانے کے لیئے اذان میں ان کالفاظ کا اضافہ کر لیا جائے جو جاگنے کے باوجود کسلمندی سے بستروں سے چمٹے رھتے ھیں اور نماز کے لیئے نہیں اٹھتے . . . پھر لوگوں نے یہ add کر دیا کہ کچھ بِدعتیں اچھی اور کچھ بِدعتیں بُری۔

" کل بِدعۃ ضلالۃ " کسی نے کہا کہ تمام بِدعتیں جہالت ھیں اور کسی نے کہا کہ بابا یہ نہیں ھو سکتا۔ آخر نئ چیزوں نے تو آنا ھی ھے۔ نت نئ چیزوں نے آنا ھے اس لیئے کچھ نئ باتیں اچھی ھونگی اور کچھ نئ باتیں اچھی نہیں ھونگی۔ اصل میں ھر وہ نئ بات جو مذھب کی مرکزیّت (centricity) اور priority کو بدل دے اور اس کے ان قواعد و ضوابط کو جو تما اُمّت کے لیئے قائم ھیں، ان پر اثر ڈالے وہ صرف بِدعت ھی نہیں بلکہ ایک ایسی صورتِ اِرتداد ھو گی جس کے لیئے آپ کو جنگ لڑنا پڑے گی یا اس بندے کو اپنے دین سے نکالنا پڑے گا مگر میں نے ایسے لوگوں پیروں اور مولویوں کے وظائف دیکھے جو بِدعت کا بہت شور مچاتے ھیں مگر وہ خود قرآن سے آیات نکال کے لوگوں کو دے رھے ھوتے ھیں . . . " یہ پانی لو، شفاء کے لیئے پی لو، نظر کے لیئے پی لو . . . " مگر قرآن میں یہ بذاتہ لکھا ھوا نہیں ھوتا۔ یہ ان لوگوں کے اکتساب ھیں جنہوں نے دیکھا کہ یہ آیت پڑھنے سے مجھے شفاء ھو گئ تھی تو اس آیت کو وہ سنبھال لیتے ھیں مگر فرض کرو کہ اگر کسی کو شفاء نہ ھو جیسے اسی استاد نے کوئ وظیفہ بتایا کہ یہ چالیس دفعہ پڑھ لو یہ ھوتا ھے، وہ پڑھ لو یہ ھوتا ھے۔ فرض کرو کہ اگر یہ نہ ھو تو جو پڑھنے والا ھے وہ کہے گا کہ دیکھ لیا ھے قرآن بھی پڑھ کے، حدیث بھی پڑھ کے، کچھ فرق نہیں پڑتا، دُعا سے بھی کچھ نہیں ھوتا . . . اس لیئے ایسی وہ چیزیں جن پر لوگ شدّت سے اختصاص کرتے ھیں اور لوگوں کو یہ بتاتے ھیں کہ یہ چیزیں ان مقاصد کے لیئے ھیں یہ غلط ھے۔ قرآن کے ایسے مقاصد متعین کرنا غلط ھے۔ قرآن عِلم و فکر کی کتاب ھے، اس کے لیئے ایسے مقاصد متعین کرنا جن کے لیئے قرآن نہیں بنا یقینی بِدعت ھے۔ جہاں تک شِرک کا تعلق ھے، میں اس بات کا قائل ھوں کہ شِرک ایک داخلی کیفیت ھے خارجی نہیں . . .

؎ اگرچہ بت ھیں جماعت کی آستینوں میں	مجھے ھے حُکمِ اذاں لا الہ الا اللہ

مگر آستین کون جھانک کر دیکھے گا؟ گریبان کے اندر کون دیکھے گا؟ سینے کون چیرے گا . . .؟ ھمارے پاس اُسامہؓ اور ایک صحابی کی حدیث موجود ھے کہ جب انہوں نے ایک کافر پر تلوار اُٹھائ تو اس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا، اُسامہؓ کی تلوار اس کی گردن میں اُتر گئ۔ یہ معاملہ جب رسول اللہؐ کے حضور میں پیش ھوا تو آپؐ اس پر ازحد آزردہ اور ناراض ھوئے تو اُسامہؓ نے دلیل دی کہ یا رسول اللہؐ اس نے تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔

آپؐ نے فرمایا: " کیا تم نے اُس کا دِل چیر کر دیکھا تھا "

اور حضورؐ باربار فرماتے تھے کہ یا اللہ میں اُسامہ کے اس فعل سے بری ہوں، اے اللہ میں اُسامہ کے اس فعل سے بری ہوں، اے اللہ میں اُسامہ کے اس فعل سے بری ہوں اس لیئے شِرک کا فتویٰ لگانے سے پہلے ایک سادہ سی inquiry بہت ضروری ھے کہ How many gods do you believe in? (آپ کتنے خُداوں پر یقین رکھتے ھو؟) آپ کس کو خُدا سمجھتے ھو؟ اگر کوئی بندہ شِرک کر رھا ھے تو آپ اس سے جا کر پوچھو اگر وہ کہتا ھے کہ میں خُدائے واحد پر یقین رکھتا ھوں تو پھر آپ اسے مُشرک نہیں کہہ سکتے۔

سوال نمبر 2.32) [ٹیچر کا سخت رویّہ] بچے جاننا چاھتے ھیں کہ ٹیچر اتنی سخت کیوں ھوتی ھیں اور ان کا علاج کیا ھے؟

جواب: میں نے تو زیادہ تر یہ دیکھا ھے کہ ٹیچر نہ صرف سخت ھوتے ھیں بلکہ سختی کے عالم میں بہت سے ذھین بچوں کا صفایا بھی کر جاتے ھیں مثلاً بعض اوقات آپ نے بڑے اچھے پیپر کیئے ھیں اور استاد جی یا استانی جی گھر سے لڑ کر نکلے ھیں تو اچھے بھلے فرسٹ ڈویژن گھسیٹ گھساٹ کر 33% نمبر لے رھے ھوتے ھیں۔ یہ ان کی اندرونی کیفیات کا اثر ھوتا ھے۔ اساتذہ کی زندگی کوئی کٹی پھٹی تو نہیں ھوتی اور غور سے سنیئے گا کہ ایسا تو کوئی استاد نہیں جو اپنی ذاتی کیفیات کو اپنی teaching میں حائل نہ ھونے دے اور جو استاد ایسا ھو گا وہ تو پھر زمانے پھر کا استاد ھو گا۔

سوال نمبر 2.33) [مسلمان اور کافر کا بچہ] اگر بچہ مسلمان کے گھر میں پیدا ھو اور مر جائے تو وہ جنّت جائے گا اور اگر کافر کے گھر پیدا ھو اور مر جائے تو جہنم میں جائے گا، کیا یہ بے انصافی نہیں؟

جواب: میرا خیال ھے کہ یہ بے انصافی نہیں ھے۔ آپ کو ایک بہت سادہ سی بات سمجھنی چاھیئے کہ ماں باپ مسلمان، بچے مسلمان۔ ماں باپ ھندو، بچے ھندو

because he has not got the chance to develop to see and to know

اس کی مثال اس طرح ھے کہ اگر آپ ایک مشین میں دودھ اور پاوڈر ڈال کر آئس کریم بنانے کی کوشش کر رھے ھو، وہ پتلی ھو سکتی ھے، گاڑھی ھو سکتی ھے مگر وہ آئس کریم ھی کی کوئی قسم ھو گی۔ یہ کبھی نہیں ھو سکتا کہ آپ دودھ ڈالو، آئس کریم پاوڈر ڈالو اور بیچ میں سے قہوہ نکل رھا ھو۔ بنیادی طور پر یہ چیز ھم سے بہتر اللہ کے علِم میں ھے جو جِین (gene) کی باریکیوں تک جا کر عِلم رکھتا ھے کہ کفر کے اس اشتراک سے کفر جنم لے رھا ھے اور ایمان کے اس اشتراک سے ایمان جنم لے رھا ھے۔ اس کی وجہ یہ ھے کہ بچہ بنیادی طور پر وھی فطرت لے رھا ھے جو اس کے ماں باپ کی ھے۔ اگر وہ مسلمان کا بچہ ھے تو اس کو ھی will منتقل ھو رھی ھے جو اس کے ماں باپ کی ھے اس لیئے اگر مسلمان کا بچہ جنّت میں چلا جائے تو میرا خیال ھے کہ عین درست ھے اور اگر کسی کافر کا بچہ جہنم میں چلا جائے تو عین درست ھے اور اگر کسی کافر کے بچے کو اللہ جہنم سے نکال کر جنّت میں لے آئے تو وہ مالک ھے . . .

سوال نمبر 2.34) [باجماعت نماز] زاھد کی نماز ھو کہ مے کش کی شراب دونوں کا مزہ باجماعت ھے ساقی

کیا آپ اس سے اتّفاق کرتے ھیں؟

جواب: جی ھاں بالکل! مگر عرصہ ھوا میں باجماعت نشے سے محروم ھوں۔ میں اندرونی طور پر یہ بہتر سمجھتا ھوں کہ کسی نوجوان کے پیچھے نماز پڑھ لوں *(عالم حضرات سُن تو نہیں رھے)* جب میں جمعہ کے لیئے جایا کرتا تھا اور جمعہ کے لیئے جانا لازم سمجھتا تھا تو مجھے بڑی تلخی ھوتی تھی کیونکہ کافی لمبے سمے تک جمعہ چلتا تھا۔ پھر میں تقریریں سننے بیٹھ جاتا تھا۔ لمبی لمبی تقاریر ھوتی تھیں اور تقاریر اس لیئے prolong ھو رھی ھوتیں کہ مولانا صاحب اپنی وجاھت کے لیئے تقاریر فرمارھے ھوتے ھیں اور لوگ اُداس اور بیزار بیٹھے ھوتے۔ خاص طور پر سردیوں میں تو ایک بجے جمعہ ختم ھو جانا چاھیئے۔ اگر آپ دو یا اڑھائی بجے بھی جمعہ کے لیئے جاو تو سارا دن جمعہ میں گزر جاتا ھے۔ سارا دن تو جمعہ نہیں ھوتا نا۔ آپ کو اختصار کرنا چاھیئے۔ پھر اللہ نے مجھے عُذر دے دیا اور میرا گھٹنہ خراب ھو گیا۔ مگر میں آپ کو نصیحت کرتا ھوں کہ نماز، باجماعت ھی پڑھا کریں اور اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے جماعت قائم کرنے اور کثرتِ مِلّت کے ساتھ stable ھونے کی۔ مجموعی طور پر آج کل لوگ مسجدوں میں دھماکوں کی وجوہ سے نہیں جاتے۔

سوال نمبر 2.35) [دورانِ نماز گُفتگو] مسجد میں کئی نمازی اِدھر اُدھر دیکھ رھے ھوتے ھیں اور اگر دورانِ نماز کوئی جملہ کہہ دیا جائے تو کیا اس سے نماز ٹوٹ جاتی ھے؟

جواب: جی نہیں ابتداً تو ایسا نہیں تھا۔ جب اسلام آیا تو ایسے بھی cases تھے کہ صحابی دروازے کی کنڈی کھول کر دوبارہ نماز میں واپس آجاتے تھے۔ بعض اوقات ایسا بھی ھوتا تھا کہ جب وہ سجدے میں جاتے تو چونکہ ان کے بال کھلے ھوتے تھے کیونکہ اس وقت ' ٹوپیاں ٹاپیاں ' تو نہیں ھوتی تھیں، آج کل ھی یہ زیادہ ھیں تو سجدے میں جب ان کے بال آگے گرتے اور وہ سجدے میں ھی اپنے بال ٹھیک کرنے لگتے تو حضورؐ نے فرمایا کہ " مشعر کو چھوڑ دو، مشعر کو چھوڑ دو " میں سمجھتا ھوں کہ نماز میں اگر کوئی ایمرجنسی کی situation آ جائے تو خُدا نے آپ کو اتنا پابند نہیں کیا ھوا۔ وہ خُدا تو یہ کہتا ھے کہ بھوکا پہلے کھا ھی لے تو اچھا ھے ورنہ نماز میں مجھ ھی کوستا رھے گا " یہ ایک لازمی بات ھے کہ نماز کے mannerism میں ایسی کوئی restriction نہیں ھے مگر رسول اللہ کی instructions میں کچھ restrictions موجود ھیں کہ نماز، باوقار طریقے سے پڑھنی چاھیئے، اس میں حرکت کم ھونی چاھیئے۔ دیکھا گیا ھے کہ لوگ نماز میں مونچھیں مروڑ رھے ھیں اور اِدھر اُدھر کُھجا رھے ھیں۔ ایسے لگتا ھے کہ نماز نہیں پڑھ رھے بلکہ انہیں کٹھمل لگے ھوئے ھیں تو عالمِ نماز میں decent نہیں لگتا۔ نماز میں stable کھڑا ھونا اور زیادہ حرکت نہ کرنا زیادہ بہتر طریقہء نماز ھے۔ جو لوگ زیادہ ھل ھل کے نماز پڑھ رھے ھوتے ھیں تو یہ لگتا ھے کہ یہ قوالی کر رھے ھیں اور اکثر احباب کو دیکھا کہ وہ بڑے ھی بدوضع شکل میں نماز پڑھتے ھیں۔ باھر وہ اچھے بھلے ھوتے ھیں، کنگھی پٹی سب سلامت ھوتی ھے مگر نماز کو جائیں تو عجیب سا حلیہ بنا کر جاتے

ہیں۔ خُدا نے کہا کہ نمازوں میں زینت کر کے جایا کرو، سنور کے جایا کرو، presentable ہو کر جایا کرو۔ اس قابل تو لگو کہ تم دیکھے جاو، تم چاھے جاو، تم appreciate کیئے جاو۔

سوال نمبر 2.36) [جنّت کی کنجیوں کی بانٹ] مغرب نے جب جنّت بانٹنے والوں کے خلاف بغاوت کی اور سیکولرازم اپنا لیا تو آج ھمارے جو شِدّت پسند ھیں وہ بھی جنّت کی چابیاں بانٹ رھے ھیں۔

جواب: یہ ایک جیسی کہانی ھے، ھر نُکتہء خیال میں، ھر مذھبِ فکر میں، مذھبی لوگوں کا یہی رویّہ رھا کہ جب وہ عِلم سے فارغ ھوئے، جب ان میں عِلم و عمل کا اِخلاص نہ رھا تو انہوں نے اپنی اجارہ داری اور حکومت قائم کرنے کے لیئے اپنے آپ کو agents of God مقرّر کیا اور خُدا کے تمام sources پر قبضہ کیا اور یہ چاھا کہ وہ اللہ کے بندوں کو خوف سے ھراساں کریں اور اپنی قدرت سے ان سے مل بٹوریں۔ یہی اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتا ھے کہ:

إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكۡتُمُونَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلۡكِتَـٰبِ وَيَشۡتَرُونَ بِهِۦ ثَمَنً۬ا قَلِيلاً أُوْلَـٰٓٮِٕكَ مَا يَأۡڪُلُونَ فِى بُطُونِهِمۡ إِلَّا ٱلنَّارَ وَلَا يُڪَلِّمُهُمُ ٱللَّهُ يَوۡمَ ٱلۡقِيَـٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمۡ وَلَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ (١٧٤) [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 174]
اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب (کے مضامین) کااخفا کرتے ہیں اور اس کے معاوضہ میں (دنیا کا) متاعِ قلیل وصول کرتے ہیں ایسے لوگ اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ (کے انگارے) بھر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے نہ تو قیامت میں (لطف کے ساتھ) کلام کرینگے اور نہ (گناہ معاف کرکے)ان کی صفائی کریں گے اور ان کو سزائے دردناک ہوگی۔
سُوۡرَةُالبَقَرَة : (آیت نمبر: 174) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

یہ وہ لوگ ھیں جو اللہ کے کلام کو ان باتوں سے بیچتے ھیں اور یہ اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ جمع کرتے ھیں اور سُن لو کہ قیامت کے دن خُدا ان سے کلام نہیں کرے گا اور انہیں عذابِ الیم سے مارے گا۔

دوسرا لیکچر اور سوالات کا اختتام

تمّت بِالخیر

المرا

قرآن کا نظریۂ کائنات [خطّاب اور سوالات (06)]

مورخہ: 10 اکتوبر 2009

بمقام:

أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ العَلِيمِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيم

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ
رَّبِّ أَدۡخِلۡنِى مُدۡخَلَ صِدۡقٍ۬ وَأَخۡرِجۡنِى مُخۡرَجَ صِدۡقٍ۬ وَٱجۡعَل لِّى مِن لَّدُنكَ سُلۡطَـٰنً۬ا نَّصِيرً۬ا

سُبۡحَـٰنَ رَبِّكَ رَبِّ ٱلۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ (١٨٠) وَسَلَـٰمٌ عَلَى ٱلۡمُرۡسَلِينَ (١٨١) وَٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ (١٨٢)
[سُوۡرَةُ الصَّافات : 180، 182]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِک وَ سَلِّم

اِس معاشقۂ حقیقتِ کائنات میں بڑی عمر گزر گئی ھے:

؎ صباحتِ رُخِ جاناں کی آرزو لے کر   گزر رھی ھے غمِ دل کی جُستجو کرتے

بہت عرصے سے میں اس بات پر غور کرتا رھا کہ اگر خدا تخلیق کرنے والا ھے تو سائنس کی حقیقت کیا ھو سکتی ھے؟ اللہ کے تین بڑے نام ھیں مُرید، قَدیر اور مُتکلّم۔ وہ ارادہ کرنے والا، کلام کرنے والا اور قُدرت رکھنے والا ھے کہ جب کلام فرماتا ھے تو کام ھو جاتے ھیں۔ انسان کی یہ بدقسمتی رھی کہ وہ مُرید رھا، مُتکلّم رھا مگر اللہ نے اُس سے قُدرت چھین لی۔ اسی قدرت کو جب تھوڑے سے حصّے میں انسان پا لیتا ھے تو کبھی متکبّر، کبھی فرعون، کبھی ھامان، کبھی شدّاد اور کبھی بُش و بلئیر بن جاتا ھے۔ طاقت کا یہ عدم توازن اللہ تعالیٰ نے جنّت کے لیئے آپ کے اندر رکھ دیا ھے تا کہ آپ کی صداقت، آپ کی امانت، آپ کا شعور، آپ کا اخلاق اور آپ کی commitment پرکھ لی جائے کیونکہ ایسا نہ ھو کہ آپ یہاں سے نکل کر اوپر جا کر مکر و فریب کی کوئی واردات کر جائیں اور خُدا کا وجود جو کائناتی امن ھے وہ خطرے میں پڑ جائے۔

حیران کن بات یہ ھے کہ زمین و آسمان کے بارے میں ھمارے جو Quranic views ھیں وہ سائنسز سے کچھ اتّفاق کرتے بھی ھیں اور نہیں بھی . . . جملہ سائنسز جب کسی حقیقت پر آ کر رُک جاتی ھیں یعنی جب کوئی Hypothesis (ھائی پاتھیسز)، degree بنتا ھے اور degree قانون بنتا ھے تو وہ قانون قرآن کے مطابق ھو جاتا ھے۔ بہت عرصہ پہلے سائنسز شروع ھوئیں تو سب سے بڑی local مخالفت ھمارے سامنے یہ آئی کہ

Perhaps sciences are anti religion (شاید سائنس مذھب کے خلاف ھے)۔

مذھب کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ Make belief کا ایک ایسا گھرونده ھے کہ جسے انسانوں کی نفسیاتِ ذھن نے بُنا ھے اور جو حقیقتوں سے بہت دور خواب و خیال کا ایک ایسا حصّار ھے جسے حقائق سے کوئی واسطہ نہیں ھے۔ اس کی ایک بہت بڑی وجہ تھی۔ سائنس اور مذھب میں ایک بہت بڑا فرق آیا۔ سائنسز تو کچھ بھی نہیں تھیں، جب اللہ نے ارادہ کیا اور کلام فرمایا تو اس کی مثال جنگِ بدر میں نظر آتی ھے جب اس نے اپنے پیغمبر اور مسلمانوں سے ایک بڑی خوبصورت بات کہی کہ میں نے پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کی۔ میں چاھتا تو ملائکہ کے بغیر بھی مدد کر سکتا تھا۔ یہ جو جملہ اس نے بولا کہ . . . " میں چاھتا تو ملائکہ کے بغیر بھی مدد کر سکتا تھا " . . . اسی طرح

جب زکریاؑ نے اللہ کے سامنے ایک (scientific) سائنسی حقیقیت پیش کی کہ جب ملائکہ نے انہیں محراب سے آواز دی

" فَنَادَتْهُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُصَلِّى فِى ٱلْمِحْرَابِ أَنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ . . . [سُوۡرَةُآلعِمرَان : 39]

کہ اے زکریاؑ ھم تجھے بیٹا دینے والے ھیں تو زکریاؑ نے کہا کہ اس میں کوئی سائنسی حقیقت نہیں ھے، میں تو بالکل خُشک ھوں اور میری بیوی بانجھ ھے، ایسی تو کوئی حقیقت دنیا میں موجود نہیں جو اس وقت مجھے بچہ دے سکے تو اللہ نے کہا کہ ایک تو تم لوگ مجھ سے دعا کرتے ھو اور اوپر سے مجھ پر شک کرتے ھو . . . ایک طرف تو صبح و شام لگے ھو دعا میں کہ اے اللہ بیٹا دے، بیٹا دے، آلِ داودؑ کا وارث دے، اب اگر میں نے دعا سُن لی ھے اور تمہاری بات مان لی ھے تو تم بیچ میں سائنس کو لے آئے ھو تو سنو کہ اگرچہ سائنس ایک حقیقت ھے جو ھم نے اپنے بندوں کی آسانی کے لیئے اور زمین کی friction (چیزوں اور انسانوں کے درمیان رکاوٹ) کو کم کرنے کے لیئے تمہیں عطا کی ھے مگر اصل بات یہ ھے کہ جب تمہیں خیال آئے کہ اللہ کیا ھے اور کیا کر سکتا ھے تو ھولے سے یوں کہہ دیا کرو . . .

" . . . إِنَّ ٱللَّهَ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ [سُوۡرَةُ الحَجّ : 9] " (بے شک میرا رب تو جو چاھے کر سکتا ھے)

اس کے لیئے کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ھے . . . بھلا ایسے غالب اور صاحبِ قدرت خُدا کے آگے آپ اسی کی بنائی ھوئی ایک حقیر سی شے رکاوٹ کے طور پر پیش کر دو تو میرا خیال ھے کہ یہ عقلِ انسان کا بہت بڑا ضیاع ھے۔

مذھب اور سائنس میں کوئی تصادم نہیں تھا لیکن ایک اتّفاق بڑا عجیب و غریب ھو گیا وہ اتّفاق یہ تھا کہ سائنسز کی مخالفت میں کوئی متصادم شخصیت پیدا نہیں ھوئی۔ سائنسدانوں میں کبھی آپس میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ھوا مثلاً Ptolemy (بطلیموس) اچھا سائنسدان تھا مگر غلط تھا، Copernicus (کاپر نِکس) بہت بڑا سائنسدان تھا مگر غلط تھا۔ اسی طرح بہت سے Greeks (یونانی) بہت اچھے دانشور تھے مگر غلط تھے اور بہت سے Romans (رومی) بہت اچھی تحقیق والے تھے لیکن غلط تھے۔ گلیلیو اور اس کے بعد آنے والوں کی بہت سی غلطیاں نکلیں۔ شاید اگر سائنسی غلطیوں کا شمار کیا جائے تو جو حقائق سائنس دانوں نے دریافت کئے ھیں ان سے ھزار گُنا زیادہ اُن کی غلطیا نکل آئیں گئیں مگر سائنسدانوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ " گلیلیو " جھوٹا تھا اور کبھی نہیں کہا بلکہ انہوں نے ایک دوسرے کی عزّت کی، ایک دوسرے کو مقامِ شرف دیا اور ایک دوسرے کی خدمات و سعی کی تعریف کی۔ اگرچہ کوئی بھی زمانہ گزرا ھو، کتنی غلط بات بھی کسی سائنس دان نے کی ھو وہ اس وقت اس نے بڑی صحت سے کی ھو گی مگر آنے والے لوگوں نے، آنے والے سائنسدانوں نے اپنے اُس بھائی کے کام کو سراھا اور اس کی تعریف کی جس نے اپنی زندگی کو بڑی ایمانداری سے کسی تحقیقی و جستجو کی طرف لگایا تھا۔

مذھب میں ایک کمال یہ ھوا کہ جب مذھب شروع ھوا تو سب سے پہلے ایک بڑی آفت اس پر یہود نے ڈھائی اور اس پر قبضہ کر کے بیٹھ گئے یعنی خُدا کی ھوا تک کسی قوم کو نہیں لگنے دی۔ ان کے خیال میں وہ صرف بنی اسرائیل کا خُدا تھا۔ ان سے پوچھا گیا کہ کس کی عبادت کرو گے تو انہوں نے کہا: " اے اللہ ھم تیری عبادت کریں گے اور ابراھیمؑ کے رب کی کریں گے اور اسماعیلؑ کے رب کی کریں گے اور اسحاقؑ کے رب کی کریں گے " . . .

یعنی God was a family matter. قومِ یہود نے اللہ کو مکمل طور پر ایک خاندانی خُدا بنا لیا کہ قومِ یہود سے باھر خدا exist کرتا تھا، وہ صرف انہی کا خُدا تھا، انہی کی family کو پالتا تھا، انہی کی حفاظت کرتا تھا اور یہ " یہوا " یا ربِّ یہود انہی کے لیئے مخصوص تھا۔ چلیئے اگر کسی قوم کی یہ غلط فہمی ھو بھی گئی تو کوئی پرابلم نہیں تھا مگر جب خدا پر اس قسم کا حق جما لیا جائے کہ آنے والے کسی بندے کا حق اس پر بالکل رد کر دیا جائے تو خُدا بڑا local (مقامی) سا ھو جاتا ھے۔ شاید قومِ یہود کا رب بڑا local سا رب تھا۔ وہ ایک قبائلی خدا تھا۔ شاید اسی وجہ سے آنے والے سارے anthropologist اللہ کو زمینی پیداوار سمجھتے رھے، خاندانی اور قبائلی پیداوار سمجھتے رھے۔ ان کا خیال تھا کہ قبائل نے جو اپنے اپنے رب پالے ھیں ان میں ایک اللہ بھی ھے۔

شروع کے عیسائی (Early Christians) بھی بنیادی طور پر اسرائیلی تھے اور حضرتِ عیسیٰؑ کوئی نیا دعویٰ بھی نہیں لائے تھے۔ وہ شریعتِ موسوی ھی لائے تھے اور اس کے بعد جب انہوں نے یہودی ربّیوں کو اور Philistines کو ظاھری عمل پر زور دینے کی بجائے اندرونی نیّات کے درس دینے شروع کیئے تو اُن میں آپس میں تصادم ھوا مگر Christians نے Concept of God (تصوّرِ خُدا) کو تھوڑا سا پھیلایا۔ اب وہ صرف یہودی ربّیوں کا نہیں بلکہ غریبوں اور مساکین کا بھی خُدا تھا مگر چونکہ early Christians بھی یہودی تھے اس لیئے وہ اس ملکیّتِ خُداوند سے باز نہ آئے۔ اب انہوں نے مزید تخصیص یہ کر دی کہ اللہ یہودیوں کا ھی نہیں اب ھمارا بھی ھے بلکہ وہ کچھ اور آگے بڑھ گئے اور انہوں نے اسے خاندان بھی دے دیا، بیوی دے دی اور اس کے بچے بھی پیدا کر دیئے۔ And they localized the God in a very small pattern اب جہاں خُدا بال بچے دار ھو جائے اور بیگمات بھی رکھنا شروع کر دے تو ایسا خُدا سب کا خُدا نہیں ھو سکتا اس لیئے جیسے یہودیوں نے

عیسائیوں کا حق ماننا بند کر دیا اسی طرح جب عیسائیوں نے اسے اپنے ساتھ مخصوص کیا تو کسی اور کو یہ حق نہ دیا کہ وہ خُدا کو مانتے، جانتے یا اسے تسلیم کرتے۔اتنے میں قرآن آ گیا مگر قرآن میں تو اللہ بالکل مختلف ہو گیا۔

قرآن میں اللہ چھوٹے گھروندوں سے باھر نکلا، شاید وہ بہت دنوں سے محمد رسول اللہؐ کا انتظار کر رھا تھا کہ کوئ تو آئے، مجھے میری طرح مانے . . . اگر میں آقا و رسولؐ کا کوئ بہت بڑا وصف سمجھتا ھوں اور اگر میں قرآن کی بہت بڑی تعریف کروں تو میں یہ کہوں گا کہ قرآن نے اور محمد رسول اللہؐ نے اللہ کو ایسا پیش کیا جیسے اللہ تعالیٰ ھے۔ اس سے زیادہ میں نہیں کہہ سکتا کہ آقا و رسولؐ نے اللہ کی اور تصوّرِ خُداوند کی جو presentation کی ویسی پہلے کبھی نہ تھی۔ Now he is no more a local God (اب وہ مقامی نہیں ھے) وہ کائنات کا مالک ھے، وہ پوری کی پوری کائنات کا تخلیق کار ھے۔ اگر آپ قرآن کی practical تعریف کریں تو آپ اسے کہہ سکتے ھیں کہ یہ کتابِ تخلیق ھے۔ ظاھر ھے کہ اس میں یہ تو بتایا جائے گا کہ پھل کس نے پیدا کیے اور سبزیاں کس نے پیدا کیں مگر یہ نہیں بتایا جائے گا کہ کچن میں کس کس طریقے سے اس کو پکانا ھے اور اس میں کون سے مصالحے ڈالنے ھیں۔ ظاھر ھے کہ بہت بڑے بڑے قوانین کی حد تک تو اللہ آپ کو بتائے گا کہ جو چیزیں اس نے بنائ ھیں ان کے بنیادی اصول کیا ھیں۔

یہ سچ ھے کہ " . . . إِنَّ ٱللَّهَ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ [سُوۡرَةُ الحَجّ : 9] " (میرا رب جو چاھتا ھے کر سکتا ھے)

مگر جو طریقہ، executuion اور methodology اس نے چُنی ھے اس کو ھم سائنس کہتے ھیں۔ بذاتِ خود وہ ان scientific provesses (سائنسی طریقہء ھائے کار) سے آزاد ھے مگر اگر اس نے ایک بچے کی پیدائش کا عرصہ نو ماہ مقرّر کیا ھے اور اگر اس نے زمین کی پیدائش کا وقفہ ایک ارب سال ایک دن کے برابر رکھا ھے تو یہ اس کی اپنی مرضی ھے اور processing میں اس نے جس process سے کام لیا ھے وہ شاید اس نے اسی لیۓ قائم کیا کہ جب لوگ اسے جاننے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے تو ان طریقوں سے گزرتے ھوئے وہ حِکمتِ الٰہیہ کو جان جائیں گے۔ اس نے اپنے عِلم کے ساتھ ایک خصوصی لفظ کا اضافہ کیا جو قرآنِ حکیم میں باربار استعمال ھوتا ھے کہ میں " علیم " بھی ھوں اور " حکیم " بھی ھوں۔ اگر "علیم " اصول کا لفظ ھے تو " حکیم " execution کا لفظ ھے، اُس دورانِ وقت کا لفظ ھے جو زمین پر بندے نے اور وقت نے گزارنا ھوتا ھے۔ اگر سائنس یہ گُمان کرے کہ زمین شاید چار ارب سال میں بنی اور اگر اللہ یہ کہے کہ میں نے زمین کو چار دنوں میں بنایا ھے تو اس میں تصادم واقع نہیں ھوتا۔ ھمیں صرف پیمانہ درست کرنا ھوتا ھے۔ اگر کسی نقشے کا پیمانہ درست کرتے ھوئے آپ یہ کہتے ھو کہ ایک ہزار میل برابر ھے ایک انچ کے تو آپ بڑی آسانی سے یہ کہہ سکتے ھو کہ یہاں جو پیمانہ اللہ نے دیا ھے تخلیقِ آسمان و زمین کا وہ اللہ کے نزدیک ایک ارب سال برابر ھے ایک دن یا کم و بیش . . . اسی طرح جب ان پیمانوں کو لے کر آگے چلتے ھیں تو آپ کی کائنات کی عمر ٹھیک چھ ارب سال نکل آتی ھے اور آپ کو پتہ چلتا ھے کہ

" . . . فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ . . . [سُوۡرَةُ الأعرَاف : 54] "

کا کیا مطلب ھے کہ چھ دن میں اللہ نے یہ کائنات بنائ۔ صرف آپ کو وہ پیمانہ adjust کرنا ھوتا ھے جو خُداوندِ کریم نے استعمال کیا۔ ایک بات بڑی عجیب و غریب قرآنِ حکیم میں ھے آپ لوگ جب اسے اپنے نُقطہء نظر سے سمجھنے کی کوشش کرتے ھو تو آپ یہ نہیں سوچتے کہ ھم تخلیق کے بڑے ادنیٰ مراحل میں اتنے بڑے تخلیق کار کو شاید present نہیں کر سکتے۔ قرآنِ حکیم میں اگر اللہ کی طرف سے چیزوں کو دیکھو تو آپ کو بہت آسانی سے ان کی سمجھ آنا شروع ھو جاتی ھے۔

The whole procedure is very visible, very easy to understand

مگر اگر میں اپنی طرف سے سورج کی جسامت اور قدامت کو دیکھنا شروع کر دوں کہ یہ huge آتشی گولہ کسی بھی وقت قیامت خیز ھو سکتا ھے جس کا سائز سوچ کر مجھے خوف آتا ھے اور جن کی حِدّت دیکھ کر بھی مجھے خوف آتا ھے تو آپ کو یقیناً وہ عظمت بڑی حیران کن لگے گی جس کے تحت خُداوندِ کریم اسے " چراغ " کہتا ھے۔ چھوٹا سا ایک دیا، جلتا ھوا چراغ . . . آپ حیران ھوتے ھو کہ وہ اللہ کسی سائز کا ھے جو سورج کو جلتا ھوا چراغ کہہ رھا ھے اور کبھی کبھی اللہ کسی بڑی statement کو بڑے حقیرانہ انداز سے، چیزوں کو اتنا چھوٹا کر کے ھمیں دیتا ھے کہ ھم حیران ھو جاتے ھیں کہ واقعی اللہ کتنا بڑا ھو سکتا ھے۔ میرا تو یہ خیال ھے کہ جب آپ " اللہ اکبر " کہتے ھو تو اس کا مطلب یہی ھے کہ

اللہ ھی بڑا ھے

اور کئ بڑائ کے قابل ھی نہیں اس لیئے کہ اس سارے matter، سازو سامان، اتنی منزلوں اور بلندی پر جا کر اپنی عقل کی مکمل exertion کے بعد بھی ھم ابتدائے حالِ کائنات تک نہیں پہنچ سکتے تو پھر خالقِ کائنات کتنا بڑا ھو گا۔

ذرا غور کیجئے کہ مدّت ھوئ، ھزاروں برس گزرے، انسان نے بڑی مشقّت کی، بڑی محنت کی اور بڑی ھی بربادیاں دیکھیں، بہت سائنسدان مرے، بہت جان جوکھوں کے بعد بالآخر انہوں نے کیا فیصلے کئے ھوں گے جو چودہ سو برس پہلے نہ کسی نے غور کیا، نہ دیکھا، نہ سوچا مگر جھٹ سے محمد رسول اللہؐ نے دو آیات بیان کر دیں کہ مجھے تو میرے اللہ نے یہ بتایا ھے:

" أَوَلَمۡ يَرَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَنَّ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقً۬ا فَفَتَقۡنَـٰهُمَا . . . [سُوۡرَةُ الأنبیَاء : 30] "

یہاں اللہ " سموت " کا لفظ استعمال کرتا ھے مگر جب اللہ " سماء " کا لفظ استعمال کرتا ھے تو وہ اس پوری universe کے لیئے استعمال ہوا ھے۔ بہت سارے شارحین اس معاملے میں بہت غلطی کرتے ھیں جس کی وجہ سے ان سے قرآن adjust نہیں ھو پایا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایک چھوٹے سے جملے میں بتاتا ھے کہ

" . . . أَنَّ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقً۬ا فَفَتَقۡنَـٰهُمَا . . . [سُوۡرَةُ الأنبيَاء : 30] "

یہ سب زمین و آسمان اس نے ایک مادے سے بنائے۔ اس آیت سے یہی بات نکلی کہ زمین و آسمان صرف ایک نہں ھے، سائنسز ابھی اس نتیجہ پر نہیں پہنچیں مگر options کُھلے ھیں۔ ھبل کی آنکھ بھی ابھی اس معراج تک نہیں گئ، کائنات کی دھلیز سے آگے نہیں نکل سکی، " اقطار السموت " سے باھر نہیں جا سکی اور خُدا کہتا ھے کہ اے نادانو! اے معصومو! اسی طرح کی چھ اور ھیں۔ یعنی سات آسمان اور سات ھی زمینیں ھیں۔

قرآن کو سمجھنے کے لیئے لازم ھے کہ اس کے لیئے تھوڑا سا تردّد کیا جائے کہ کسی لفظ کو کس contour اور کس texture میں استعمال کیا جاتا ھے۔ جب ھم " سماء " کا لفظ استعمال کرتے ھیں تو اللہ میاں نے کوئ خاص وضاحت نہیں کی بلکہ بہت سادہ سا ایک لفظ بول دیا:

" وَلَقَدۡ زَيَّنَّا ٱلسَّمَآءَ ٱلدُّنۡيَا بِمَصَـٰبِيحَ [سُوۡرَةُ المُلک : 5] " (ھم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے سجایا ھے)

جونہی آپ نظر اُٹھاتے ھو اور آپ کو حدِّ نظر تک اَن گِنت ستارے، سرابِ صحرا کی طرح بکھرے ھوئے نظر آتے ھیں تو وہ ایک آسمان ھے۔ جہاں جہاں تک آپ کی نظر جاتی ھے وہ آسمان ھے مگر بظاھر اگر آپ scientific measure سے دیکھو تو آپ کائنات کو دیکھ رھے ھو۔ جہاں جہاں تک نظر جا رھی ھے ایک کائنات ھے جسے آپ دیکھ رھے ھو۔ آپ کی نظر صرف ایک کائنات تک محدود نہیں ھے بلکہ خُدا تو کہہ رھا ھے کہ پوری دنیائے آسمان کو میں نے ستاروں سے سجایا ھے یعنی جہاں بھی کوئ ستارہ ھماری آنکھ کے vision میں ھے وہ آپ کی زمینی کائنات کا حدود متعین کر رھا ھے۔

" وَلَقَدۡ زَيَّنَّا ٱلسَّمَآءَ ٱلدُّنۡيَا بِمَصَـٰبِيحَ " اب آپ اس سے اندازہ کر لیجئے کہ وہ ایسی ھی سات کائناتوں کا خالق ھے اور ایسی ھی سات زمینوں کا بھی وہ خالق ھے۔ انسان بڑا پریشان ھوتا ھے کہ ابھی تک ان سات زمینوں میں کوئ وجودِ انسان نظر نہیں آیا۔ اس موضوع پر انسان نے ھزاروں فلمیں بنائیں جن میں وہ aliens کا سراغ ڈھونڈھتا نظر آتا ھے کیونکہ انسان کے تصوّر میں یہ خوف ابھی تک موجود ھے کہ کوئ اور تہذیت یافتہ انسان ھی ھمارے اوپر غلبہ نہ حاصل کر لے مگر ابھی اسے کوئ سراغ نظر نہیں آیا But God is very sure جسے آپ اللہ کہتے ھیں وہ بڑے یقین سے یہ بات کہتا ھے:

" ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ سَبۡعَ سَمَـٰوَٲتٍ۬ وَمِنَ ٱلۡأَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ ٱلۡأَمۡرُ بَيۡنَهُنَّ . . . [سُوۡرَةُ الطّلاَق : 12] " (ان ساری زمینوں میں ھمارا حُکم اترتا ھے)

کون سا حُکم؟ اللہ نے قرآن کو " حُکم " فرمایا: اگر قرآن حُکم ھے اور ساری زمینوں میں اتر رھا ھے، ساری زمینیں ایک ھی وقت میں judge ھو رھی ھیں اور ساری زمینوں کے انسان اگر جنّت میں جانے کی کوشش کریں تو جنّت تو بھر جائے گی، بڑی مصیبت پڑے گی، اپنا حال دیکھتے ھوئے تو ھمارا کوئ chance نہیں رھتا۔ ھم تو بہت پیچھے رہ جائیں گے مگر جب جنّت کی وسعت دیکھتے ھیں تو تسلّی ھو جاتی ھے۔ جنّت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹا سے جملہ کہا:

" عرضها السموت والارض " تم لوگ ایک ایسی جنّت میں داخل کیئے جاو گے جس کی چوڑائ ساتوں آسمانوں اور زمینوں سے بھی بڑی ھے۔ ملاحظہ فرمائے کہ اگر ھم سارے انسان یہاں نکل کے صرف اپنے galaxial order میں ھی جائیں تو مشکل سے کوئ ایک ستارہ ھی پُر کر پائیں گے . . . جتنی ھوس ھے زمین کی لے لو، جتنا اختیار ھے استعمال کر لو، سونے چاندی، ھیرے جواھرات کے پہاڑ لے لو، سمندر لے لو مگر پھر بھی اتنی بڑی کائنات میں کوئ فرق نہیں پڑے گا۔ وھاں ارب ھا ارب لوگ ھوں گے۔ مختصراً یہ کہ دو بلین کے قریب تو galaxies صرف آپ کے order میں ھیں اور ایک galaxy میں کم از کم دو بلین ستارے آپ کو مل جائیں گے تو پھر چاھے کتنے ھی انسان جنّت میں چلے جائیں . . . مگر رسول اللّٰہ نے کمال بات کہی . . . اس سے پتہ چلتا ھے کہ یہ سات زمینیں خالی نہیں ھیں۔ یہاں سائنسز کا ادراک ختم ھو جاتا ھے اور یہ ایک بات بتادوں کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ سائنسز تمام تر حقائق پر ھیں۔ اگر آپ cosmology میں بڑے بڑے سائنسدانوں کو دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ساری کی ساری کاسمالوجی (علمِ فلکیات) guess work پر چل رھی ھے۔ ایک theory کے ٹوٹنے اور دوسری تھیوری کے درمیان تمام انسانی ذھانتوں کا network ھے۔ حقائق کچھ بھی نہیں ھیں صرف basics ھیں اور کبھی ایسا ھوتا ھے کہ ایک حقیقت سراب کی طرح چمک دکھا کر ان کو کسی قانون کی خبر دے جاتی ھے اور پھر گُم ھو جاتی ھے، کبھی وہ اچانک certainty of law بنتی ھے، کبھی Relativity Special ھو جاتی ھے۔ پھر وہ بھی غائب ھو جاتی ھے۔ پھر وہ Quantum کی تھیوریاں بنتی ھیں جو پھر Uncertainty میں بدل جاتی ھیں۔ یہ مذاق اللہ کرتا ھی رھتا ھے۔ اس نے بڑی خوبصورت بات کہی:

مَثَلُهُمۡ كَمَثَلِ ٱلَّذِى ٱسۡتَوۡقَدَ نَارً۬ا فَلَمَّآ أَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهُ ۥ ذَهَبَ ٱللَّهُ بِنُورِهِمۡ وَتَرَكَهُمۡ فِى ظُلُمَـٰتٍ۬ لَّا يُبۡصِرُونَ (١٧)[سُوۡرَةُ البَقَرَة " 17] "
ان کی حالت اس شخص کی حالت کےمشابہ ہے جس نے(کہیں)آگ جلائی ہوپھر جب روشن کردیاہو(اُس آگ نے)اس شخص کے گرداگردکی سب چیزونکو(ایسی حالت میں)سلب کرلیاہواللہ تعالیٰ نےان کی روشنی کواور چھوڑ دیا ہو ان کو اندھیروں میں کہ کچھ دیکھتےبھالتےنہ ہوں۔ سُوۡرَةُ البَقَرَة : (آیت نمبر: 17) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

المرا

تھوڑی دیر کے لیئے . . . بجلی کی چمک . . . ایک hypothesis . . . ایک قانون . . . برا شور و غوغا . . . نوبل انعام . . . ایوارڈز . . . وغیرہ وغیرہ . . . پھر کوئ تھیوری آ گئ، نئ قدرِ افلاک متعیں ھونا شروع ھو گئیں، نیا سکتہء عقل و معرفت رائج ھونا شروع ھو گیا۔ اس تصادم میں بھی آخر کہیں نہ کہیں محنت کرنے والے سچّے لوگ کسی قانونِ ازل پر پہنچ جاتے ھیں۔ اسی لیئے اللہ قرآن میں اپنے طریقِ کار کی خبر دیتا ھے مثلاً اللہ کہتا ھے:

" أَوَلَمۡ یَرَ ٱلَّذِینَ كَفَرُوٓاْ أَنَّ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقً۬ا فَفَتَقۡنَـٰهُمَا . . . [سُوۡرَةُ الأنبیَاء : 30] " (پوری کائنات پہلے ایک وجود تھا، سات کائناتیں اور زمینیں پہلے ایک وجودِ مُطلق تھیں، پھر ھم نے انہیں پھاڑ کے جُدا کر دیا)

یہ وجُود پھٹا اور اس وجُود کے پھٹنے سے پھر کیا پیدا ھوا ھو گا؟ بڑے بڑے بادل پیدا ھوئے، کائناتیں نہیں بلکہ بڑے بڑے بادل پیدا ھوئے تھے۔ حدیثِ رسولؐ نے یہ سمجھنے میں ھماری مدد فرمائ، پوچھا گیا یا رسول اللہؐ کائنات بنانے سے پہلے اللہ کہاں تھا؟ آپؐ نے فرمایا:

" کانہ فی عماءٍ " (وہ تو بادلوں میں تھا)

یعنی کائنات تخلیق کرنے سے پہلے ربِّ کائنات بادلوں میں تھا اسی لیئے لگتا یہ ھے کہ وہ وجُودِ مُطلق جس کی اللہ نے حبر دی جب اس کو پھاڑا گیا جب وہ پھٹا تو اس کے بعد huge بادل پیدا ھوئے اور اللہ ان بادلوں میں تھا۔ وہ کام کر رھا تھا۔ وہ کیا کر رھا تھا؟ یہ سوچنا سمجھنا ھمارا کام نہیں ھے مگر اس نے ھمیں طریقہء کار کی خبر ضرور دی۔ ایک بات اس نے بڑے پیار سے قرآنِ حکیم میں کی کہ میں اس بندے سے نفرت کرتا ھوں جس کو میں نےاپنی سب سے خوبصورت چیز دے دی اور وہ سب سے زیادہ جاھل نکلا۔

إِنَّ شَرَّ ٱلدَّوَآبِّ عِندَ ٱللَّهِ ٱلصُّمُّ ٱلۡبُكۡمُ ٱلَّذِینَ لَا یَعۡقِلُونَ (٢٢) [سُوۡرَةُالأنفَال : 22]
بےشک بدترین خلائق اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو بہرے ہیں گونگے ہیں جو کہ ذرا نہیں سمجھتے۔ سُوۡرَةُالأنفَال : (آیت نمبر: 22)
[ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

(بدترین جانور میرے نزدیک وہ ھے جو عقل و معرفت استعمال نہیں کرتا جو اندھوں اور بہروں کیطرح میری آیات کو دیکھتا ھے)

یہ بدترین جانور ھیں، انہیں انسان تو کہتے ھی نہیں، یہ جانوروں سے بھی بدترین جانور ھیں، ان کو میں نےایک غیر معمولی صِفّت عطا کی، ایک وصف عطا کیا مگر انہوں نے اسے کبھی استعمال نہیں کیا اور وہ بالآخر میری رضامندی کے اھل نہیں ھیں۔ اچھے لوگوں کی مثال اس نے قرآن میں یوں دی:

" ٱلَّذِینَ یَذۡكُرُونَ ٱللَّهَ قِیَـٰمً۬ا وَقُعُودً۬ا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمۡ . . . [سُوۡرَةُآلعِمرَان : 191] "

وہ صبح و شام میری یاد کرتے رھتے ھیں، صبح و شام میرے دھیان میں رھتے ھیں، میرے خیال میں رھتے ھیں، میری یاد میں رتھے ھیں۔ اس کے علاوہ کیا کرتے ھیں؟

" . . . وَیَتَفَكَّرُونَ فِی خَلۡقِ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضِ [سُوۡرَةُآلعِمرَان : 191] "

جو چیز مین نے بنائ ھوئ ھے جو زندگی میں نے تخلیق کی ھے جو آدم میں نے تخلیق کیئے ھیں وہ ان پر غور و فکر کرتے ھیں، سوچتے رھتے ھیں کہ یہ اللہ نے کیا بنایا اور کیوں بنایا؟ کیا وہ اس طرح اپنی قدرتِ اِلٰہیہ کو ھمارے دِل میں نقش کرنے کی کوشش کرتا ھے؟ اور یہ تمام اس لیئے تھا کہ ھم اپنے ربِّ قدیر کے تکبّرات کو سمجھیں اور ھم اپنے ذھنی تکبّرات سے گریز کریں۔ ھم اطاعت کی سرشت اختیار کریں، تسلیم اختیار کریں اور اسلام پر رھیں، پھر اس کے بعد ھم اس کائنات کی فتح کا تفاخر حاصل کریں گے جو ھمیں موت کے بعد حاصل ھو گی۔

اس سے اگلی چھوٹی سی آیت میں اللہ کہتا ھے کہ " اور میں نے تمام حیات کو پانی سے پیدا کیا " اور دیکھیں کتنی مدتیں گزریں، کتنا وقت گزر گیا، تقریباً اڑھائ ھزار سال گزر گۓ اور سائنسدانوں کو بیسویں صدی میں یہ دو قوانی confirm ھوئے اور ایک تیسرا بھی آ گیا جو پہلے کسی کے عِلم میں نہیں تھا۔ مگر قرآن کے عِلم میں تھا۔ اس کے بعد یہ سائنسدانوں کے عِلم میں آیا پھر ساری دنیا کے عِلم میں آیا اور قرآن اور سائنس میں یہ مطابقت تخلیق ھو گئ اور وہ قانون یہ تھا کہ یہ سورج، چاند، ستارے سارے کے سارے ھم نے مسخّر کر دیئے اور ان سب میں ایک قانون رکھ دیا:

" كُلٌّ یَجۡرِىٓ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى [سُوۡرَةُ لقمَان: 29] "

یہ تین بڑے قوانین ھیں جو کسی عام انسان کے عِلم میں بھی ھو سکتے ھیں کہ کائنات ایک وجودِ مُطلق تھی جسے پھاڑ کے الگ کیا گیا، تمام حیات پانی سے پیدا کی گئ اور کائنات میں ھر چیز چل رھی ھے۔ اتّفاق سے چلتے چلتے انسان کے سائنسی سفر کے اختتام پر ھم کہہ سکتے ھیں کہ آج کا انسان ان تین اصولوں کو پہچان گیا ھے مگر ابھی تو بہت سے قوانین رھتے ھیں جو خُدا دے رھا ھے۔

" أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ . . . [سُوۡرَةُ المُلك : 14] " (کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا)

بڑے سادہ لہجے میں وہ کہتا ھے کہ کیا بیسویں صدی کا دانشور مجھ سے چھپا ہوا ھے۔

یہ بڑے بڑے Sky scrappers والے، High engineering والے، . . .

Who have classic perfection in human aesthetics?

کیا یہ مجھ سے چھپے ہوئے ھیں؟ کیا تمہارا یہ خیال ھے کہ میں، جس نے یہ ابتداء بنائ ھے، جس نے انجام تخلیق کیا ھے، میں، جس نے قوموں کو عروج و زوال کی داستانیں لکھی ھیں اور میں، جو تخلیقِ دنیا سے پچاس ھزار سال پہلے فِطرت اور تقدیرِ انسان لکھ ھر فارغ ھو بیٹھا ھوں، ماسٹر پلان میں نے لوحِ محفوظ میں رکھ دیا ھے:

> وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزۡقُهَا وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَا كُلٌّ فِى كِتَـٰبٍ مُّبِينٍ (٦) [سُوۡرَةُ هُود : 6]
> اور کوئی(رزق کھانے والا) جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ ا سکی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو اور وہ ہر ایک کی زیادہ رہنے کی جگہ کو اور چند روز رہنے کی جگہ کو جانتا ہے سب چیزیں کتاب مبین (یعنی لوحِ محفوظ) میں (منضبط اور مندرج ہیں۔ سُوۡرَةُ هُود : (آیت نمبر: 6) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

" وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزۡقُهَا " (اور زمین پر کوئ ایسا ذی حیات نہیں جس کا ایک ایک دانہ مجھ پر نہیں)

" وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَا " مجھے پتہ ھے کہ کہاں کہاں کسی نے جانا ھے، جنگل جانا ھے، گھر جانا ھے، ساتویں منزل پر رھائش اختیار کرنی ھے یا نیچے رھنا ھے، یہ سب میں نے لکھ دیا ھے کہ وہ کہاں سونپا جائے گا، کہاں کہاں کھائے گا، کس سے دوستی رکھے گا، کہاں اٹھے گا، کہاں بیٹھے گا اور حیات کے اس جنگل سے کس طرح گزرے گا۔ کیا مجھ سے یہ سب پوچھتے ھیں؟

فرض کرو کہ آپ کا کوئ عزیز امریکہ جا رھا ھے، وھاں آپ کو بڑا کام ملے گا، بڑی اچھی زندگی گزرے گی، شاید وہ جنّتِ ارضی ھے کام کاج کے معاملے میں، ڈالر بڑے اچھے ھیں ان پر نشان بھی لگا ھوا ھے، پھر مستقبل خوش آئند . . . اگلی نسلوں کی پڑھائ لکھائ . . . وغیرہ وغیرہ . . . اور سب سے بڑی بات یہ کہ پیچھے رہ جانے والوں میں معزّز . . . یہ " چَوڑے چمار " پیچھے رہ گئے ھیں اور بڑے بڑے سردار امریکہ چلے گئے ھیں۔ گھر سے ایک غریب آدمی چلا جاتا ھے اور پھر آنکھ اٹھا کر گھر کیطرف نہیں دیکھتا۔ جب اسے بھیجنے لگتے ھیں تو ایک خیال ضرور آتا ھے کہ یہ ایک بار گیا تو پھر واپس نہیں آنے والا . . . *(یہ میں امریکہ کی بات کر رھا ھوں، ویسے انگلینڈ والے واپس آ جاتے ھیں)*

جو گیا سو گیا . . . کہنے کو سب یہ ھی کہہ کر جاتے ھیں کہ جلدی پیسے کما کر واپس آ جائیں گے مگر کوئ کم ھی واپس آیا۔ ھم دِل میں ی سوجھتے ھیں کہ اگر اتنی اچھی جگہ چلے گئے، اتنی اچھی خوراک کھا رھے ھیں، اتنے اچھے کپڑے پہن رھے ھیں، بڑے بڑے Sky scrappers میں رہ رھے ھیں تو کون اس کا بُرا منائے گا۔ ھر کوئ وھاں جانا اور رھنا پسند کرے گا . . . مگر اگر ھمیں یہ پتا ھو کہ مرنے کے بعد بڑا اچھا مہربان مالک اوپر بیٹھا ھے، بڑا اچھا مکان ملے گا، کھانے پینے کی فراخی ھو گی تو میں قسم کھا کر کہتا ھوں کہ قبروں پر لائنیں لگی ھوں کہ میں پہلے جاوں، میں پہلے جاوں . . . مگر . . . نادانستگی ھی عذاب اور نادانستگی ھی رحمت ھے . . .

یہ جو ھمیں خوف اور بیم و رجا کے درمیان رکھا گیا یہی بڑی بات ھے۔ اسی حوالے سے صدّیقِ اکبرؓ کے ایمان کو بہت بڑا ایمان کہتے ھیں۔ کسی نے پوچھا کہ ایمان میں صدّیقِ اکبرؓ کا مسلک کیا تھا تو بتایا گیا کہ " بیم و رجاء کے درمیان تھا، پوچھا گیا کہ بیم و رجاء کیسے؟ صدّیقِ اکبرؓ نے فرمایا کہ " جب میں اپنی نیکیوں کو دیکھتا ھوں تو مجھے گمان ھوتا ھے کہ میں شاید وہ پہلا شخص ھوں جو جنّت میں داخل ھوں گا اور جب میں اپنی خطاوں کو دیکھتا ھوں تو اس خوف سے کانپتا ھوں کہ دوزخ میں بھی شاید پہلا شخص میں ھی ھوں " اس لیئے ایمان " بیم و رجاء " کے درمیان ھے۔ نہ اتنا بے خوف رکھو امید کو کہ اللہ کو dictate کرنے لگو۔

" . . . إِنَّ ٱللَّهَ يَغۡفِرُ ٱلذُّنُوبَ . . . [سُوۡرَةُ الزُّمَر : 53] ان اللہ یغفرالذنوب " اور نہ اتنے ڈرو کہ ڈرتے ڈرتے مر جاو۔ ایک اللہ کے ولی بڑی عبادات کرتے تھے اور بہت ڈرتے تھے۔ آخر ڈرتے ڈرتے فوت ھو گئے، عالمِ مثال میں اللہ کے حضور پیش ھوئے تو اللہ نے کہا کہ کیوں بھئ میری ساری شخصیت میں کیا تجھے ایک ھی pattern نظر آیا کہ میں ڈرانے والا ھوں۔ چل اب ادھر بھی ڈرتا رہ۔ تجھے میری کوئ اور چیز یاد ھی نہیں آئ۔ رسول اکرمؐ کی ایک حدیث مبارکہ ھے کہ:

" جس نے اللہ کو چاھنا ھے اُسے چاھیئے کہ اُسے اچھے گمان سے چاھے "

اس لیئے کہ تمہارا گُمان ھی کام آئے گا اور خاص طور پر مرتے وقت کام آئے گا۔ یہ نہ ھو کہ پیچھے اچھا گُمان ھو اور بیچ میں پھر گڑبڑ ھو جائے یا بیچ میں سے آتی ھوئ inquiry کی fuss شامل ھو کر scepticism (شک و شُبہ) کا شکار ھو جاو۔ آخر تک اللہ سے گُمان اچھا رکھو۔ ایک حدیث میں پہلے بھی کئ بار سنا چکا ھوں کہ ایک بدّو رسولِ اکرمؐ کے پاس آیا اور پوچھا کہ قیامت کے رُوز حساب کون لے گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ خُود، وہ ھنسا اور ھنس کے چل دیا۔ حضورؐ کو تعجّب ھوا، اصحاب کو تعجّب ھوا کہ اس میں ھنسنے کی کیا بات ھے؟ اگر اللہ حساب لے گا تو ڈرو، اس میں ھنسنے کی کیا بات ھے؟ آپؐ نے اسے واپس بلوایا اور پوچھا کہ تُو ھنسا کیوں؟ تو اس نے کہا: "

یارسول اللہ ہم نے اکثر دنیا میں دیکھا ھے کہ جب کوئ عالی ظرف حساب لیتا ھے تو نرمی سے لیتا ھے اور اللہ سے بڑا عالی ظرف کون ہو گا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ دیکھو اس بدّو کا اپنے رب پر گُمان کتنا اچھا ھے۔ " یہ وہ گُمان ھے جو ھمیں اپنے رب پر رکھنا چاھیئے۔

اب دوبارہ سائنس اور مذھب کی طرف واپس آتے ھیں کہ مذھب میں کیا اھم وجہ ھوئ کہ وہ سائنس سے الگ ھو گیا؟ پچھلے ھزار برس میں ایک حادثہ ھوا۔ حادثہ یہ ھوا کہ اِدھر سے یونانی (Greeks) آئے، رومی (Romans) آئے اور بیچ میں دوسری بہت سی تبدیلیاں آئیں۔ سِینا اور فارابی جیسے دانشوروں نے اسلام کی یا قرآن کی intellectual اھمیت کو کم کر کے پیش کیا۔ قرآن کو ایک ایسی کتاب سمجھا جانے لگا جو scientific standards پر پورا نہیں اترتی۔ کمال کی بات ھے کہ ایک کتاب جو کُل تھی اور جس کا ایک جُزو سائنس تھا اس کے بارے میں یہ گُمان رکھا جانے لگا کہ کُل جو ھے، جُزو سے مغلوب ھو گیا۔ یعنی خالق اپنے تخلیق کردہ ایک institution سے مغلُوب ھو گیا۔

یہ ایک عجیب سا گُمان مسلمانوں میں پیدا ھوا۔ اس کی وجہ سے انہوں نے ایسے explanatory methods اختیار کرنے شروع کیۓ جنہوں نے قرآن کو بہت دور کر دیا۔ ایک ھزار سال یہ تماشا ھوا، ایک ھزار سال سے اگر سائنسدان کچھ کہہ رھا تھا اور وہ غلط کہہ رھا تھا تو لوگوں نے قرآن پر اعتبار نہیں کیا۔ فارابی، سِینا، اِبنِ رُشد اور اِبنِ خلدون جیسے بڑے نام جن کو آپ بڑی عزّت و مرتبہ دیتے ھو بدقسمتی سے ان لوگوں نے قرآن کی بجاۓ موجودہ سائنسی آراء (Current scientific opinions) کو ترجیح دی۔کسی نے اِبنِ رُشد سے پوچھا کہ کیا تُو اپنے گُستاخانہ کلام سے ڈرتا نہیں ۔ ۔ ۔؟ کیا تجھے عاد و ثمود کے حال کا نہیں پتہ ۔ ۔ ۔؟ اس نے آگے سے جواب دیا کہ تم عاد و ثمود کے عذاب کی بات کرتے ھو مجھے تو یہ یقین بھی نہیں کہ عاد اور ثمود تھے بھی کہ نہیں۔ میرے پاس تو کوئ ثبوت نہیں ھے۔ اگر یہ inquiry کے لہجے سے کہا جاتا اور پھر اس پر inquiry کی جاتی یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ ھیں کہ نہں تو اس حوالے سے تو وہ بڑی اچھی بات تھی اور اللہ کو بھی پسند آتی مگر بظاھر استہزائ انداز سے اس نے کہا کہ کون سے عاد و ثمود کا عذاب ۔ ۔ ۔؟ کاش کہ آج اِبنِ رُشد زندہ ھوتا تو عاد و ثمود کے وہ تمام آثار دیکھ لیتا جو اِن صدیوں میں نکل آۓ ھیں۔

آج کے بڑے بڑے دانشوروں نے کہا کہ " ھُد ھُد کا واقعہ بڑا فضول سا ھے، یہ ھُد ھُد ضرور کوئ تیزرفتار messenger ھو گا جو تین ھزار میل دور مُلکِ سباء میں گیا ھو گا اور اگلے دن واپس آ گیا ھو گا۔ یہ نہ تو کوئ جِن ھے اور نہ پرندہ ۔ ۔ ۔ ابھی تک مجھے تو سمجھ نہیں آئ کہ کیسے اگلے دن کوئ واپس آ سکتا ھے یا تو زمانے میں کوئ electronic transportation ھوتی تو پھر یہ ممکن تھا کہ وہ اگلے دن واپس آ جاتا مگر اس زمانے کے communication systems کو دیکھتے ھوۓ اگر سلیمانؑ نے کوئ بندہ بھیجا بھی تھا تو وہ پچیس یا تیس سال بعد واپس آیا ھو گا یہ بتانے کے لیۓ اے پیغمبر میں نے ایک قوم دیکھی ھے کہ سورج کی پرستش کرتی ھے۔ وہ وقت گزر گیا، سائنسز آ گئیں۔

ابھی پچھلے دونوں کی بات ھے دو چار ماہ پہلے " سبائین " کی کھدائ شروع ھوئ، جب کھدائ شروع ھوئ اور سب سے پہلے جو ستون نکلا اس کے بارے میں، میں نے ایک اخبار میں ایک رپورٹ پڑھی۔

That was a nation which used to worship sun

یعنی قومِ سبا کا جو سب سے پہلا نشان نکلا وہ یہ تھا کہ یہ قوم سورج کی پرستش کرتی ھے۔ یوں لگتا ھے کہ وہ انتظار کر رھے تھے کہ قرآن کے یہ الفاظ کب پورے ھوں: " اے بادشاہ میں نے ایک قوم دیکھی ھے جو سورج کی پرستش کرتی ھے "

بہت سے دانشور کہتے ھیں کہ قرآن کو quote کر لیتے ھو، آپ کا دماغ خراب ھے، اتنی شاندار انسانی محنتوں کو آپ کوئ اھمیت نہیں دیتے، اُدھر سے جوں ھی ایجاد آئ آپ نے اُٹھا کر قرآن میں فکس (fix) کر لی، بس اسی کام میں لگے ھوۓ ھو ۔ ۔ ۔ مگر نظریاتی طور پر اگر آپ قرآن و حدیث کو مِلا کے پڑھیں تو آپ کو عجیب و غریب حقائق کا احساس ھو گا۔ سب سے بڑی اس حقیقت کا احساس ھوتا ھے کہ نہ یہ زمین پہلی زمین ھے، نہ یہ آخری ھے، رسول اکرمؐ کا ارشادِگرامی ھے کہ:

" جب لوگ جنّت میں داخل کر لیۓ جائیں گے، ظاھر ھے *(جنّت اتنی بڑی ھے جیسے میں پہلے آپ کو اس کی مثال دے چکا ھوں)* کہ پھر بھی جنّت میں جگہ بچ جاۓ گی اور جب وہ جگہ بچ جاۓ گی تو نۓ لوگ پیدا کیۓ جائیں گے، پھر نۓ سرے سے آزمائشیں شروع ھوں گئیں اور پھر ان کو جنّت میں داخل کیا جاۓ گا۔ "

یہ صرف ایک symbolic بات ھے جو ھمیں بتاتی ھے کہ سات زمینیں ھیں اور ھر زمین سات مرتبہ جنم لے گی یعنی انچاس مرتبہ یہ process ھو گا۔ اس سارے process کی مُدّت اس طرح نکل سکتی ھے کہا اگر ھماری کائنات کی تعمیر میں چھ ارب سال لگے تو آپ آسانی سے کہہ سکتے ھیں کہ یہ بیالیس یا پینتالیس ارب سال کی مُدّت ھے جس میں سات زمینوں کا یہ تواتر جاری رھے گا، لوگ پرکھے جائیں گے، جنّت میں بھیجے جاتے رھیں گے اور ھو سکتا ھے کہ 45 ارب سال کے بعد حساب کتاب کی آخری ساعتیں آئیں ۔ ۔ ۔ مگر مصنف سے متفق ھونا ضروری نہیں ھے۔ یہ میں پہلے آپ سے کہہ چکا ھوں کہ یہ صرف میری راۓ ھے مگر جب میں اپنی راۓ دیتا ھوں تو یہ بے بنیاد نہیں ھوتی بلکہ یہ ایک گہرے مُطالعے پر بنیاد رکھتی ھے۔ میں آپ سے بھی یہی بات کہتا ھوں کہ جب آپ کا تجسّس بیدار ھو اور جب آپ قرآن و حدیث کے مطالعے میں جائیں اور غور و فِکر سے جائیں تو آپ کو بھی بڑی کرشماتی باتیں نظر آئیں گئیں۔

اب میں اگلی بات کی طرف آتا ھوں۔ یہ تو ثابت ھو چکا ھے کہ Big bang کے بارے میں قرآن میں تائید ھو گئ مگر قرآن Big crunch کی تائید کرتا ھوا نظر نہیں آتا۔ میں معذرت خواہ ھوں کہ آپ کا مجھ سے متفق ھونا ضروری نہیں مگر قرآن Big crunch کی مطابقت کے ساتھ مِلتا جُلتا ھوا نظر نہیں آتا۔ قرآن کائنات کے پھیلاو کی بات تو کرتا ھے اور بڑے سادہ سے الفاظ میں کہتا ھے کہ

المرا

" وَٱلسَّمَآءَ بَنَيۡنَـٰهَا بِأَيۡيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ [سُوۡرَةُ الذّاريَات : 47] " (ھم نے اس کائنات کو بنایا اور ھم اسے پھیلا رھے ھیں)

یہ تو وہ کہتا ھے مگر وہ کائنات کے سکڑنے کی بات نہیں کرتا اس لیئے نہیں کرتا کہ قرآن ایک نئے طریقہء کار کی خبر دیتا ھے، ایک عجیب و غریب سی وہ آیت ھے جس میں اللہ تعالیٰ پوری کائنات سے اپنے تعلق کو واضح کرتا ھے۔ اس آیت کو سمجھنے کے لیئے ایک بات یاد رکھیئے گا . . . کائنات کا ایک بنیادی اصول ھے کہ گرم ستارے یا جتنی بھی جلنے والی چیزیں ھیں یہ اپنی حرارت lose کر رھی ھیں اور جو ٹھنڈک والی چیزیں ھیں وہ حرارت gain (جذب) کرتی ھیں اور چونکہ کائنات میں حرارت کا کوئ اور source نہیں ھے اس لیئے تمام گرم چیزیں اپنی حرارت کھو رھی ھیں اور ٹھنڈی چیزیں حرارت حاصل کر رھی ھیں جب وہ ایک درجے پر آ کے برابر ھو جائیں گئیں تو پھر دونوں طرف حرارت (lose) خارج ھونا شروع ھو جائے گی۔

حتّیٰ کہ ایک scientific انجام اس پوری کائنات کا یہ نظر آتا ھے کہ یہ پوری کی پوری حیات ناکارہ بن جائے گی۔ یہ مکمل ناکارہ کائنات بن جائے گی کہ جس میں سے حرارت تمام طرف سے جذب اور اخراج (sbsobption & losing) بند کر دے گی کیونکہ کائنات اپنے وجود کے باھر سے کچھ نہیں لے رھی اور نہ اپنے وجود سے باھر کچھ دے رھی ھے اس لیئے ایک متفق علیہ اصول یہ ھو گا کہ یہ کائنات دونوں طرف سے اپنی حرارت اور زندگی کھو دے گی اور اگر بہت آگے بڑھ کر سائنسی نُکتہء نظر سے کوئ حتّمی فیصلہ کیا جائے گا تو ایک مکمل بیچارگی، مکمل موت اور مکمل یخ بستگی ھے جو اس کائنات کا انجام ھے مگر تھوڑے سے فرق کے ساتھ . . . یہ آیت آپ نے بہت دفعہ قرآنِ پاک میں تلاوت فرمائ ھو گی، یہ بڑی عجیب و غریب ھے:

ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ مَثَلُ نُورِهِۦ كَمِشۡكَوٰةٍ فِيهَا مِصۡبَاحٌ ٱلۡمِصۡبَاحُ فِى زُجَاجَةٍ‌ۖ ٱلزُّجَاجَةُ كَأَنَّہَا كَوۡكَبٌ دُرِّىٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَـٰرَكَةٍ زَيۡتُونَةٍ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَلَا غَرۡبِيَّةٍ يَكَادُ زَيۡتُہَا يُضِىٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ يَہۡدِى ٱللَّهُ لِنُورِهِۦ مَن يَشَآءُ وَيَضۡرِبُ ٱللَّهُ ٱلۡأَمۡثَـٰلَ لِلنَّاسِ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيمٌ (٣٥) [سُوۡرَةُالنُّور : 35]
اللہ تعالیٰ نور (ہدایت) دینے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کے نور ہدایت کی حالت عجیبیہ ایسی ہے جیسے (فرض کرو ایک طاق ہے (اور) اسمیں ایک چراغ (رکھا ہے اور) وہ چراغ ایک قندیل میں ہے (اور وہ قندیل ایک طاق میں رکھا ہے اور) وہ قندیل ایسا صاف شفاف ہے جیسا ایک چمکدار ستارہ ہو (اور) وہ چراغ ایک نہایت مفید درخت (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے کہ وہ زیتون (کا درخت) ہے جو (کسی آڑ کے) نہ پورب رخ ہے اور نہ پچھم رخ ہے اس کا تیل (اس قدر صاف اور سلگنے والا ہے کہ) اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا (اور جب آگ بھی لگ گئی تب تو)نور علی نور ہے (اور) اللہ تعالیٰ اپنے (اس) نور (ہدایت) تک جس کو چاہتا ہے راہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں (کی ہدایت) کے لیے (یہ مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ سُوۡرَةُالنُّور : (آیت نمبر: 35) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

(اللہ نُور ھے آسمانوں اور زمین کا اس کے نُور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ھے، وہ چراغ ایک فانوس میں ھے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ھے موتی سا چمکتا روشن ھوتا ھے، برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پُورب کا نہ پچھم کا، قریب ھے کہ اس کا تیل بھرک اُٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے، نُور پر نُور . . .)

اس آیت میں کچھ باتیں عجیب و غریب ھیں خاص طور پر یہ بات کہ یہ ایک ایسا چراغ ھے جس کی حرارت میں کبھی کمی نہیں آتی۔ اس کائناتی زندگی کے بارے میں ھمارا بنیادی خوف یہ ھے کہ اس کائنات کا ھر ذرہ توانائ کو خارج کر رھا ھے اور توانائ کھو رھی ھے سوائے ان بڑے بڑے ایٹموں کے پھٹنے اور پھر جلنے کے ھمارے پاس اس توانائ کا کوئ اور ذریعہ نہیں ھے۔ مگر ھمارا یا سائنس کا یہ خوف بے بنیاد اس طرح ھے کہ بقولِ قرآن اللہ یہ کہتا ھے کہ یہ جو میں پوری کائنات کو زندگی اور حرارت دے رھا ھوں اس کی بنیاد ایک ایسے چراغ کی طرح ھے جس کی حرارت اور لَو کبھی ختم نہ ھو گی۔

So the idea of losing energy in the universe is anti Quran

(کائنات سے حرارت کا ختم ھو جانا ایک ایسا موجودہ سائنسی نظریہ ھے جو قرآن کے خلاف ھے)

ایک اور بات سنیئے . . . یہاں خُدا نے ایک مثال دی ھے کہ اللہ اس طرح کائنات کا نُور ھے کہ جیسے ایک طاقچے میں ایک چراغ جلتا ھو، اس کے بعد ایک آئنہ ھو اور روشنی کا ایک سلسلہ آگے چل رھا ھو اور یہ تمام روشنی جو ھمیں کائنات میں نصیب ھو رھی ھے یہ پوری کی پوری ایک source سے نکل رھی ھے اور یہ وہ source ھے جو کبھی بھی injured نہیں ھوتا اس میں کبھی کمی نہیں ھوتی۔ اس لیئے اس کائنات میں جتنا بھی نُور ھے وہ کبھی بھی کم نہیں ھوتا اور نہ ھی زیادہ ھوتا ھے۔ جو مقدار اللہ نے اس کی مرتّب کر دی ھے وہ اسی طرح رھے گی . . . مگر ایک فرق کے ساتھ جو ابھی سائنسدانوں کے سامنے واضح نہیں ھے۔

ایک بات پر غور کیجیئے گا . . . اس کے بارے میں ابھی حال ھی میں تجربات بھی ھو رھے تھے، اخبارات میں رپورٹس بھی آئیں کہ اگر کسی اندھیرے غار میں پروٹانوں (protons) کو انتہائ تیز رفتاری (high speed velocity) سے گزرا جائے تو کس طرح metal (دھات) کی ایک شکل بنتی ھے اور کس طرح پروٹان دھات میں ڈھلتے ھیں۔ اسی طرح یہ ایک عجیب و غریب سوال ھے کہ کس طرح اللہ کے نُور سے کائنات وجُود پذیر ھوئ؟ کیسے ممکن ھے؟

پرانے زمانے میں لوگ الٰہیات پر سوال کرتے تھے، مادیت والے کہتے تھے کہ اگر اللہ نُور ھے تو اس سے مادہ کیسے وجُود میں آ گیا اور اگر مادی وجُود ھے تو فنا پذیر ھے پھر اس پر نُور کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ وہ بڑے بڑے arguments (دلائل) دیئے جاتے تھے حتّیٰ کہ آئن سٹائن کا وقت آ گیا کہ جب اس نے mathematical قوانین یا speed کے قوانین دے کے یہ ثابت کرنا شروع کر دیا کہ energy اور مادہ ایک دوسرے میں بدل سکتے ھیں یعنی کائنات میں energy مادے کی شکل اختیار کر لیتی ھے اور مادہ energy میں بدل جاتا ھے مگر یہ اس پر منحصر ھے کہ آپ اسے کتنی speed سے گزار رھے ھو۔ مختصراً Theory of relativity کے تحت آپ توانائ اور اس کے تعامل کو دیکھ سکتے ھو مگر میں کچھ اور بات کہتا ھوں ۔ ۔ ۔ طاقچہ تو اپنی جگہ ھے، لازوال ۔ ۔ ۔ غیر متغیر ۔ ۔ ۔ ایک ایسا چراغ جس کو لو نہ اوپر ھو گی نہ نیچے ھو گی، نہ کم ھو گی، نہ زیادہ ھو گی۔ ایک مسلسل توانائ اور ایک مسلسل زندگی دینے والا اللہ ۔ ۔ ۔ مگر وہ نہیں، اس کے باھر (اس چراغ کے باھر) جو روسنی پھوٹ رھی ھے اس نے آگے حیات کی تخلیق کی ھے، توانائ کی شکل بھی اختیار کی ھے اور مادی وجود بھی پایا ھے۔ قرآنِ مجید میں اِشارتاً ھے کہ نُور اور وجُود کے درمیان بہت سے ایسی صورتیں ھیں جن سے کوئ آگاہ نہیں، جن سے ابھی سائنسز بھی آگاہ نہیں۔ مثال کے طور پر کائنات میں کچھ بھی نہیں مانا جاتا تھا مگر اب رفتار کے لیئے پلازمہ کا وجود سامنے آیا ھے تو لگتا ایسے ھے کہ اللہ یہ واضح کرنا چاھتا ھے کہ مجھے تو کوئ اثر نہیں واقع ھوتا مگر جو صرف میرے نُور کا انعکاس یا اشراق ھے اس پر کائناتوں کی زندگی منحصر ھے۔

" ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۔ ۔ ۔ [سُوۡرَةُ النُّور : 35] " کسی بھی آیت میں نُور کا لفظ بذاتہ توانائ کے power house کے لیئے استعمال نہیں ھوا کسی بھی آیت میں چاند کو جلتا ھوا چراغ نہیں کہا گیا۔ یہ بھی ایک معجزہ (miracle) ھے اس کتاب کا ۔ ۔ ۔ میں اللہ کا معجزہ نہیں سمجھتا، اگر آپ اللہ کو مانو تو پھر کوئ مسلہ نہیں ھے مگر اگر آپ اللہ کو نہیں مانتے تو یہ اس کتاب کا معجزہ ھے کہ پوری کتاب میں سورج کو جلتا ھوا چراغ کہا گیا اور چاند اس سے روشن ھوا۔

" وَجَعَلَ ٱلْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ ٱلشَّمْسَ سِرَاجًا (١٦) [سُوۡرَةُ نُوح : 16] " (اور کیا چاند کو ان کے درمیان روشن اور کیا سورج کو چراغ)

یعنی حیران کن بات یہ ھے کہ ایک آیت بھی ایسی نہیں ھے جس میں چاند کو بذاتِ خود جلتا ھوا قرار دیا گیا ھو۔ اس کے برعکس کوئ ایسی آیت نہیں ھے جس میں سورج کو جلتا ھوا نہ قرار دیا گیا ھو۔

This is a major fact of cosmic interpretation مگر ایک بہت بڑا سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ خُداوندِکریم آپ کی اس کائنات کا حصّہ ھی نہیں بنتا وہ تو کہتا ھے کہ میں تو طاقچہ میں ھوں، مجھ سے تو ھو کر چیزیں گزر جاتی ھیں۔ اللہ نے طاقچے سے اپنے مثال دی ھے، ایسی ھی مثال Dinesis نے اور اس سے پہلے Platinus of Egypt نے اشراقیہ کے نام سے اپنے ایک فلسفے میں دی تھی جسے نوفلاطونی نظریہ کہتے ھیں اور بعد میں اسی اشراقی فلسفے پر غور کرتے ھوئے مولانا روم نے بھی جمادات اور نباتات وغیرہ پر اپنا فلسفہ دیا کہ جب یہ نُور نیچے اُترا تو اس نے مختلف صورتیں اختیار کیں اور بلآخر اس نُور نے انسان کی ذھانت میں اپنے وجود کو مکمل کیا اور نُور مادیت میں ڈھلا ھے۔ بذاتِ خود وہ توانائ جس کے پس منظر سے یہ نُور نکل رھا ھے اس کا اس سے کوئ واسطہ نہیں۔ اس طرح وجُودیت کا فلسفہ اپنی جگہ غلط ھو جاتا ھے یعنی یہ کہنا بڑا مشکل ھے کہ اللہ کیا ھے؟ کِدھر ھے؟ مگر ایک چیز جو ھمیں سمجھ میں آتی ھے کہ خُدا بذاتِ خود نہیں بلکہ اس کا پیدا کردہ زمین و آسمان کا نُور ھی اس پورے وجود کا خالق ھے مگر نُور اور وجُود کے درمیان کتنی صورتیں توانائ اور energy کی ایسی ھیں جو ھم میں سے کسی کے عِلم میں نہیں ھیں اور ھو سکتا ھے کہ آنے والی صدیوں میں انسان کو توانائ اور مادے کے درمیان موجود صورتوں کو سمجھنے کے لیئے بے تحاشا محنت کرنی پڑے گی۔

میں آپ سے کہہ رھا تھا کہ اللہ cosmic crunch (کائناتی سکڑاو) کو بالکل accept نہیں کرتا یا میرے نزدیک نہیں کرتا۔ معاف کیجیئے گا ۔ ۔ ۔ میں خُدا کی طرف سے کلام کرنے والا نہیں ھوں مگر میرا خیال یہ ھے کہ اللہ تعالیٰ اسکو بڑا آسان بنا دے گا۔ قیامت کو تو وہ بہت بڑا عمل قرار دیتا ھے مگر اس پوری کائنات کو سمیٹنا اس کے لیئے بہت آسان ھے۔ چندرا شیکھرا نے اپنے thesis میں کہا کہ یہ پوری کائنات سمٹتے سمٹتے واپس اسی جگہ آ جائے کی جہاں سے یہ شروع ھوئ تھی تو cosmologists یہ سوچ کر خوف زدہ ھو گئے کہ اتنا بڑا mass دوبارہ سمٹے گا ۔ ۔ ۔؟ یہ سمٹ کر جائے گا کہاں ۔ ۔ ۔؟ آخر یہ کتنا بڑا گولہ ھو گا تو انہوں نے اس کا حل یہ نکالا کہ اس کا انکار کر دیا کہ یہ کسی mass میں نہیں ڈھلے گا، اس کے بجائے انہوں نے اُرے ھی اس کی ایک مدّت متعین کر لی اور ایک حد مقرّر کر لی کہ یہاں آ کر یہ contraction (سکڑاو) رک جائے گا۔ قرآن کی یہ دو آیات cosmic reality کو سمجھنے کے لیئے بہت اھم ھیں۔ ایک وہ جس میں اللہ کے نُور کی مثال کو چراغ سے واضح کیا گیا ھے اور دوسری آیت:

" ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۔ ۔ ۔ [سُوۡرَةُ النُّور : 35] " ان دونوں آیات کو ملا کر دیکھا جائے تو پتہ چلتا ھے کہ یہ کائنات درمیان میں آ کر سکڑے گی۔ اسکا کوئ تعلق آج تک سائنسی نظریات سے نہیں ھے۔ آپ کو بتا دوں کہ قرآن ایک vision ھے جو بہت بڑا ھے ۔ ۔ ۔ شاید مستقبل میں کبھی سائنسدان اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ خُدا کے نزدیک چیزیں slow نہیں ھوں گئیں۔ اصولاً اس بکھرتی ھوئ کائنات کو سُست ھونا چاھیئے کیونکہ جب Big bang کا وہ جھٹکا ختم ھو گا تو اصولاً چیزوں کو سست رفتار ھو کے واپس پلٹنا چاھیئے مگر اس عظیم قدرت والے رب کی نظر میں ایسا نہیں ھے بلکہ ایسا لگتا ھے کہ جیسے خُدا نے کوئ ایسا بندوبست کیا ھوا ھے کہ بیچ میں آ کر اسے کوئ push ملے گی اور چیزیں مزید تیز رفتار ھونا شروع ھو جائیں گئیں۔ برطانیہ میں کچھ تجربات ھوئے جس سے پتا چلا کہ ایسا حقیقتاً ھو رھا ھے کہ چیزیں اور تیز بھاگنا شروع ھو گئیں ھیں۔

" ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۔ ۔ ۔ [سُوۡرَةُ النُّور : 35] " میں ایک نئ حقیقت ھمارے سامنے آ رھی ھے کہ Relativity is not the last speed کیونکہ روسنی کی جو موجودہ رفتار ایک لاکھ چھیاسی ھزرا میل فی سیکنڈ ھے اس سے بھی کئ گنا زیادہ تیز رفتاری سے چیزیں اپنے

مرکز سے بھاگنے کو تیار ھیں اور اتنی زیادہ pushes ھیں کہ بالآخر کائنات کی ھر چیز بھاگتے بھاگتے اپنا وجود کھو بیٹھے گی۔ ھم تھوڑا سا بھاگتے ھیں تو تھوڑا وزن تو کم ھوتا ھی ھے نا . . . تو یوں سمجھیئے کہ جب کائناتی وجود بھاگیں گے، بہت تیز بھاگیں گے تو یہ اتنی گہری dieting ھو جائے گی کہ بالآخر یہ اپنے وجُود کے ھر ذرّے کو کھو بیٹھیں گے اور پھر وھی توانائ کا ایک بھرپور سمندر ھو گا۔ اس کے بکھرنے پر جو اللہ نے قرآن کی آیت بیان کی ھے وہ بڑی ھی عجیب ھے۔ وہ میں آپ کو سناتا ھوں:

" يَوْمَ نَطْوِى ٱلسَّمَآءَ كَطَىِّ ٱلسِّجِلِّ لِلْكُتُبِ‌ۚ . . . [سُوۡرَةُ الاٴنبیَاء : 104] " (جس دن ھم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے کاغذوں کا طومار لپیٹا جاتا)

ایسے جیسے کوئ جلدی جلدی اٹھتا ھوا طالبِ عِلم کام ختم کر کے بکھرے ھوئے کاغذوں کا ڈھیر جلدی جلدی سمیٹ لے . . . اسی طرح کائنات کے خاتمے کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبصورتی سے اس انداز میں بیان کیا ھے کہ جب ھم ختم کرنا چاھیں گے . . . اور خواتین و حضرات! بیچ میں ایک چھوٹا سا نُقطہ یہ ھے کہ " فنا کہیں نہیں ھے " . . . آپ کی زمین کی فنا ایک local فنا ھے۔ اِس کا اُس فنا سے کوئ تعلق نہیں ھے جو خدا قرآن میں کہتا ھے کہ

" كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ [سُوۡرَةُ الرَّحمٰن : 36] "

اس کا اور واسطہ ھے۔ یہ ایک چھوٹی کائنات کی فنا ھے جس میں خُدا کہتا ھے کہ ھم اس زمین کو کسی دوسری زمین سے بدل دیں گے۔ یہ زمین کسی دوسری زمین سے بدلی جائے گی۔ شاید پیچھے پھر کوئ مخلوق تیار ھو رھی ھو۔

ے مرا را کاش کا مادر نہ زادے

(اے کاش کہ مجھے ماں نہ جنتی)

اور مجھے حساب کتاب سے نہ گزرنا پڑتا، مجھے اس accountability سے نہ گزرنا پڑتا مگر لگتا ھے کہ جس کا نام لوحِ محفوظ پر درج ھو گیا تو اس کی جان بچنا محال ھے مگر میں یقین سے کہہ سکتا ھوں کہ کائنات کا مکمل cosmological end یا

" كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ [سُوۡرَةُ الرَّحمٰن : 36] "

کی طرزِ ادا اللہ کے نزدیک کچھ اور ھے کہ یہ کائنات بھاگتے بھاگتے اپنا وجود کھو دے گی اور توانائ کا ایک بیکراں سمندر پیچھے رہ جائے گا جسے خُدا اپنے وجود میں سمیٹ لے گا جیسے کوئ جلدی سے اُٹھتا ھوا طالبِ عِلم اپنی کتابوں کے انبار سمیٹ لیتا ھے . . .

وَمَا عَلَيۡنَآ إِلَّا ٱلۡبَلَٰغُ

المرا

سوال و جواب

سوال نمبر 3.01) [مجسّم خُدا کا تصوّر] آپ نے لیکچر میں اللہ کے ھاتھ اور بازو کا ذکر کیا ھے۔ کیا اس سے مجسّم خُدا کا تصوّر ذھن میں نہیں آتا؟

جواب: میں آپ سے ایک سوال پوچھوں گا کہ اگر وہ مجسّم ھو جائے تو اسے روکا کیسے جا سکتا ھے؟ اگر وہ خُود اپنے ھاتھوں اور پاوں کا ذکر کرے تو ھم اس پر کیا کہہ سکتے ھیں؟ جیسے اس نے کہا:

" وَٱلسَّمَآءَ بَنَيۡنَـٰهَا بِأَيۡيۡدٍ ۔ ۔ ۔ [سُوۡرَةُ الذّاريَات : 47] " (میں نے آسمانوں کو اپنے زورِ بازو سے بنایا)

اسی طرح اس نے شیطان سے کہا کہ تُو اِس انسان کی مخالفت کر رھا ھے جس کو میں نے اپنے ھاتھوں سے بنایا۔ پھر وہ کہتا ھے کہ قیامت کے دن جب میری ساق (پنڈلی) کھولی جائے گی۔ وہ اپنے آپ کو سمیع کہتا ھے اور بصیر کہتا ھے۔ یہ ضروری نہیں ھے کہ وجُود کا جو تصوّر ھمارے لیئے ھے وھی اس کا ھو جیسے ھمارے لیئے زمینی یا خاکی وجُود کا تصوّر ھے۔ اللہ اپنے وجُود کا جو تصوّر رکھتا ھو گا وھی جانتا ھے کہ وہ کیسا تصوّر ھو گا۔ اس لیئے میرا خیال یہ ھے کہ وجُود ھو یا خیال ھو، تصوّر ھو یا سراب ھو یہ سب اسی کو suit کرتا ھے کہ وہ کیسے چیزوں کو دیکھتا ھے۔

سوال نمبر 3.02) [عِشاء کی سترہ رکعتیں] میرا سوال یہ ھے کہ عِشاء کی سترہ (17) رکعتیں جو سکول کی کتابوں میں درج ھیں یہ کس نے اور کیوں شامل کیں ھیں جبکہ فرض، سُنّت اور نوافل کی الگ الگ اھمیت ھے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی عبادت آپ کی تنگی اور مشکل کے لیئے نہیں رکھی بلکہ وہ کہتا ھے:

مَآ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡقُرۡءَانَ لِتَشۡقَىٰٓ (٢) [سُوۡرَةُ طٰه : 2]
ہم نے آپ پر (قرآن مجید) اس لیے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں۔ سُوۡرَةُ طٰه : (آیت نمبر: 2) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

(ھم نے قرآن مشقت کے لیئے نہیں اتارا)

آپ نوافل کی بات کرتے ھو جبکہ میں آپ سے ایک سیدھی سی بات کرتا ھوں کہ جب سُنّتِ موکّدہ اور غیر موکّدہ میں فرق کر دیا گیا ھے، جب سُنّتِ موکّدہ کا ترک بھی آپ کے لیئے قابلِ مواخذہ نہیں تو نوافل تو اور نیچے چلے جائیں گے۔

اصل بات یہ ھے کہ جب آپ original نماز تک چلے جاو گے تو وہ صرف دو رکعت ھے اسی لیئے ' سفر ' یا ' خوف ' میں نماز اپنی اصلی حالت کو چلی جاتی ھے۔

" کل یر جعوا الی اصل " (ھرچیز اپنے اصل کو لوٹ جاتی ھے)

شروع میں صرف دو رکعت نماز تھی اور اب بھی جب crisis کے حالات ھوں تو نماز اپنی اصل حالت کو واپس چلی جاتی ھے۔ یعنی دو رکعت ۔ ۔ ۔ مگر جوں جوں اسلامی تہذیب آگے بڑھی اور عبادات میں ثبوت و استحکام ھوا تو رسول اللّٰہ نے جیسے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ اے عائشہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ھوں ۔ ۔ ۔ پھر نماز میں سُنّتیں بھی شامل ھوئیں، نوافل بھی شامل ھوئے۔ اب بھی approach تو وھی ھے جو رسول اللّٰہ کی تھی کہ اگر آپ کو شوق ھے، استحکام حاصل ھے، خُدا کو منانا ضروری ھے اور اگر آپ پورے اطمینان سے سُنّتیں اور نوافل بھی ادا کر لو تو ماشاء اللہ قُربِ پروردِگار کی اس سے بڑی اور کیا علامت و آرزو ھو گی مگر، اگر جی نہیں چاھتا تو فرض سے چھٹکارہ نہیں ھے۔ اگر آپ رسولِ اکرمؐ کی بات کرتے ھو تو آپؐ نے فرمایا:

" الصلوة قرة عینی " (نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ھے)

ھو سکتا ھے کہ آپ کے لیے ایسا نہ ھو، آپ نے بھاگ دوڑ میں، افراتفری میں نماز پڑھنی ھوتی ھے یا اکر آپ یکسوئ سے نہ پڑھ سکیں تو پورے قرآن میں نماز کے بارے میں ایک حکمت یہ ھے کہ اللہ نے نماز کو صرف اقامت کے معنوں میں استعمال کیا ھے۔ آپ کو اس پر غور کرنا چاھیئے کہ اللہ نے نماز سے کچھ demand نہیں کیا بلکہ اس بات پر زور دیا ھے کہ اسکو قائم کرو ۔ ۔ ۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ھے کہ یہ تو کہا ھی نہیں جا سکتا کہ آدمی سات دنوں کی نماز ایک ھی mood سے پڑھے گا۔ آدمی ایک دن کی نماز بھی اسی mood سے نہیں پڑھ سکتا۔ آپ فجر اور ظہر کو ایک طرح سے نہیں پڑھ سکتے، عصر اور طرح سے پڑھو گے، مغرب کسی اور mood سے پڑھو گے، ھر نماز کے وقت سُستی، الجھن، تساھل، ذھنی یکسوئ بالکل مختلف ھوتے ھیں اور اگر آپ یہ کوشش کرو کہ آپ خشُوع و خُضوع سے ساری نمازیں پڑھو تو پھر آپ ایک بھی نہیں پڑھ سکتے، اس لیئے اللہ نے اس میں زیادہ internal دباؤ نہیں دیا بلکہ صرف اقامت پر زور دیا ھے کہ نماز کو قائم کرو کہ ۔ ۔ ۔ " اگر پانچ وقت دست بستہ آ کر میرے حضور کھڑے بھی ھو گئے تو میں بہت ساری عنایات کرنے والا ھوں "۔

سوال نمبر 3.03) [اللہ کا اپنے قائم کردہ قوانین سے اِنحراف] آپ نے اپنے لیکچر میں کہا کہ پانچ ہزار فرشتوں نے مسلمانوں کی مدد کی اورزکریاؑ کی بیوی کے بارے میں کہا گیا کہ وہ طبعی عمر سے تو کراس کر چکی ہیں مگر ان کے بچہ ہو گا۔ دوسری طرف سے دیکھا جائے تو آپ کے لیکچر کے مطابق psychic laws (طبعی قوانین) قرآن سے ظاہر ہوتے ہیں اور وہ کائنات کو run کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف قرآن خود یا اللہ خود ان قوانین کو violate کر رہا ہے۔ تو یہ violation (خلاف ورزی) کیوں ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کی applications ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ آج تمام مسلم اُمّہ اس violation کی منتظر ہے کہ پانچ ہزار کی بجائے پانچ لاکھ فرشتے کیوں نہیں آ رہے یا تسبیحوں سے drones نیچے کیوں نہیں گر رہے . . .؟

جواب: آپ مجھے حُکم کریں تو میں drones کو گرا دیتا ہوں مگر مجھے اس میں کوئی interest نہیں ہے . . . میں نے اپنے لیکچر میں کہا تھا کہ قرآنِ حکیم کتابِ عِلم ہے اور rules مرتّب کرتا ہے مگر جب خُدا execution (تعمیل) کی طرف آتا ہے تو اس کے ارادے، قدرت اور کلام کے دمیان جو execution کا area ہے اسے ہم سائنسز کا نام دیتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ خُدا کہتا ہے کہ یہ سارے قوانین جو میں نے بنائے ہیں یہ مختلف کیفیتوں پر بنائے گئے ہیں مگر یہ میرے اس اختیار پر ضرب نہیں لگاتے جو اس ضمن میں ہے کہ:

" . . . إِنَّ ٱللَّهَ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ [سُوۡرَةُ الحَجّ : 9] " (بے شک میرا ربّ جو چاھتا ہے کرتا ہے)

اور یہ نہیں کہ اللہ اپنے بندوں کی رضا کا پابند ہے بلکہ بندے اللہ کی رضا کے پابند ہیں اور وہ جب چاھے لوحِ محفوظ میں تصرّف کے قابل ہے جیسے میں نے آپ کو زمین کی مثال دی کہ ہر چیز ہونے کے باوجود اللہ زمین کی عمر پانچ سو برس مزید بڑھا دیتا ہے اور پندرہ اور نسلیں پیدا کر کے ان کے اسباب بھی مہیا کر سکتا ہے تو کوئی انسان اللہ پر یہ شرط لاگو نہیں کر سکتا۔ قرآنِ حکیم میں اللہ نے بارہا یہی کہا ہے کہ تم مجھے نہیں کھلاتے بلکہ میں تمہیں کھلاتا ہوں، تم مجھے نہیں مارتے بلکہ میں تمہیں مارتا ہوں۔ یہاں اللہ نے اپنے خُدا ہونے کو بھی قائم کیا ہوا ہے۔ اللہ بہت مہربان ہے، سچ پوچھو تو آپ پر تو سرے سے سختی کرتا ہی نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر میں اپنے laws پر جاوں تو تم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے۔ وھاں بھی تو ہم اس کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں جہاں اس نہ اپنی رحمت کا ذکر کیا کہ:

" . . . كَتَبَ عَلَىٰ نَفۡسِهِ ٱلرَّحۡمَةَ . . . [سُوۡرَةُالأنعَام : 12] " اس نے کہا کہ میں اتنا مہربان، اتنا رحیم و کریم ہوں اور اپنے رسولؐ کے بارے میں کہا: جب کسی نے پوچھا کہ اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا تو اللہ نے قرآن میں کہا کہ اے پیغمبر ان سے کہہ دو ک تمہارے ہوتے ہوئے میں کیسے ان پر عذاب کر سکتا ہوں۔ آپ غور کرو کہ وہ اللہ جو اتنا رحیم و کریم ہے کہ اپنے مہربان بندے کی موجودگی میں لوگوں پر عذاب ٹالے رکھتا ہے تو اس پر آپ الزام نہیں ڈال سکتے کہ وہ کیوں نہیں ایسا کرتا۔ وہ کہتا ہے کہ اچھا اگر میں سارے قوانین اسی طرح لاگو کروں تو پھر تم بچ کر کہاں جاو گے؟ میرا خیال ہے کہ اس میں بھی اللہ کی پناہ ہے۔

He has categorically created life and laws and he does not interfere much in it

مگر جواسے پسند آ جائے، جو اسکا منظورِنظر ہو جائے، جس کو وہ چاہ بیٹھے تو پھر اس کی اپنی ایک exceptional (استثنائی) حیثیت بھی تو ہوتی ہے نا . . .

All miracle or ‘karamat’ is born out of this liking

(تمام معجزات اور کرامت اسی چاھت سے پیدا ہوتے ہیں) یہ violation نہیں بلکہ تصرّف ہوتا ہے۔ violation اور تصرّف میں بہت فرق ہوتا ہے۔ violation کا مطلب ہے کہ کوئی مجرم یا culprit ہے جو قانون کو توڑتا ہے۔ اس case میں قانون ساز اپنے قانون کی ماھیت بدل دیتا ہے۔ وہ مالک ہے، مختار ہے، کریم ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ کل کو وہ خود ہی اعلان کر دے کہ جو کچھ میں پہلے کر رہا تھا غلط ہے . . . چلو! سارے جہنم میں جاو! چھٹی کرو . . . تو وہ تب بھی ٹھیک ہو گا اور یہ violation نہیں ہو گا۔ یہ اس کی طاقتوں کا تصرّف اور اپنے قوانین پر اس کی حکومت کا نام ہے . . . اللہ، اللہ ہے . . . کوئی اسے کیا کہہ سکتا ہے؟

سوال نمبر 3.04) [وحدت الوجُود و شہُود] آپ منصُور حلّاج کے وحدت الوجُود اور مجدّد الف ثانی کے وحدت الشہُود کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

جواب: میں ان دونوں سے متفق نہیں ہوں کیونکہ منصُور کا معاملہ تو بہت مشکوک ہے۔ یہ ہماری فِطرت ہے کہ ہم ہر مظلوم کو ہیرو بنا لیتے ہیں۔ ان میں منصُور بھی ہے مگر اگر منصُور کی تعلیم دیکھی جائے، اگر مذھب اور زندگی کے بارے میں اس کی سوچ دیکھی جائے تو کسی category میں بھی نہ وہ تصوّف میں شمار ہوتا ہے اور نہ ہی وہ انجذاب کی کیفیتوں میں ہے۔ اگرچہ میرے استاد محترم علی بن عثمان ھجویریؒ اس کے بارے میں ھمدردانہ رویہ رکھتے ہیں مگر میرا ایسا خیال نہیں ہے۔ استاد اور شاگرد میں بھی اختلاف ہو سکتا ہے۔ ہم اس بارے میں زیادہ واضح ثبوت رکھتے ہیں کہ ہم منصُور حلّاج کو کسی تصوّف کی category میں نہیں رکھ سکتے۔

شیخ مجدّد الف ثانی کے بارے میں آپ نے پوچھا ہے . . . میں تو ان کے اس idea کے ساتھ کسی قیمت پر بھی مصالحت نہیں کر سکتا کہ شیخِ مجدّد نے ایک قول دیا: " کسی نبی کا ایک ہزار سال کے بعد اس کی اُمّت کے کسی بندے کی وجہ سے درجہء احمدیت پورا ھوا اور وہ میں ہوں " شیخ مجدّد کا یہ قول انتہائی مشکوک اور ناقص ہے چہ جائیکہ اسے mystic مانا جائے یا اسے اعلیٰ ترین بزرگوں میں رکھا جائے۔ اصل میں اگر شیخ مجدّد نہ ہوتے تو مرزا غلام احمد بھی نہ ہوتے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ انہی کے نظریہء " مجدّدیت " سے

المرا

آگے بڑھتے ہوئے ' تجدید ' اور ' مجدّدیت ' کی وجہ سے مرزا صاحب نے بھی دعویٰء احمدیت کیا تھا۔ ہمارے برِصغیر کے بہت سارے عُلماء ایسے ہیں کہ جن کا اگر آپ technically جائزہ لیں تو

They have been playing very dangerously with the faith. They were just gaming with the faith.

اور ایسی بھی بات نہیں ہے کہ وہ کوئ بہت بڑے ذہین لوگ تھے کہ ہم ان کے تقدّسِ خیال سے مرعوب ہو جائیں مگر ان کے کچھ دعاوی اور کچھ باتیں ایسی ہیں کہ اگر ان کو مان لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ ہمارا اپنا مذہب خاصا مشکوک ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 3.05) [شیخ ابنِ عربی اور وحدت الوجُود] وحدت الوجود کے فلسفے کے بانی تو شیخ اِبنِ عربی ہیں۔ ان کے بارے میں میں کسی عالم نے اچھی رائے نہیں دی مگر آپ کی رائے ان کے بارے میں اچھی ہے۔ اس کی وضاحت کریں۔

جواب: بھئ آپ کو کس نے میری رائے بتائ؟ میری رائے بھی ان کے بارے میں بہتر نہیں ہے مگر اس سے یہ ضروری نہیں ہے کہ میں ان کو کبھی quote نہ کروں۔ اب مغرب میں بھی بہت بڑے دانشور بستے ہیں تو ہم اُن کو یا اُن کے عقلی level کو discard نہیں کرسکتے۔ شیخِ شہابؒ نے اِبنِ عربی کے بارے میں ایک رائے دی تھی۔ شیخِ شہابؒ کی رائے ایک قسم کی میری رائے ہے۔ انہوں نے غیبت نہیں کی، شکایت نہیں مگر انہوں نے بڑے سلیقے سے یہ کہا کہ وہ صاحبِ اسرار ہے۔ جب ' شیخِ شہاب سہروردی ' اس سے ملنے گئے اور ان کی آپس میں باتیں ہوئیں تو انہوں نے اس کے بارے میں یہ کہا کہ وہ صاحبِ اسرار ہے جبکہ شیخِ عربی نے شیخِ شہابؒ کے بارے میں جو باتیں کیں وہ شیخِ شہابؒ کی نیکی کو confirm کرتی ہیں مگر شیخِ شہابؒ نے ان کے بارے میں جو باتیں کیں وہ محی الدین عربی کو doubtful کر دیتی ہیں۔ یعنی He talks of secret things جیسے وہ الجھی الجھی باتیں کرتا ہے یا pithical . . . آج اگر کوئ شخص اِبنِ عربی کا مطالعہ کرے تو وہ یہی کہے گا کہ He talks in pithical یعنی وہ مشکل اور مُغلّق باتیں کرتا ہے۔

اگر اس صورت کو دیکھا جائے تو ہمیں لوگوں سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں ہوتی مثال کے طور پر میں ایک subject کے بارے میں بتا سکتا ہوں کہ اِبنِ عربی نے ایک subject کو بہت عجیب و غریب کر کے پیش کیا۔ اس سلسلے میں سارے عالمِ اسلام نے ان کو شیخِ اکبر کہا اس کو انہوں نے ' فصوص ' میں پیش کیا اور ' فتوحاتِ مکّیہ ' میں پیش کیا اور ان کو پڑھ کر ان میں سے کسی کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ یعنی اِبنِ عربی پر جو سب سے بڑی تنقید ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ اتنا مشکل ہے اور اتنی پیچیدگی سے بات کرتا ہے کہ اصل بات کو کھو دیتا ہے۔ اگر آپ غور کرو تو یہی بات لوگوں نے ' ناسٹرے ڈیمس ' کے بارے میں کی کہ ہو سکتا ہے کہ اس کے خواب سچّے ہوں، ہو سکتا ہے کہ اس کی پیشین گوئیاں سچّی ہوں مگر اس نے quatrain میں اس طرح ان کو پیش کیا ہے کہ ان کو confuse کر دیا ہے مگر ایک ہزار سال کے بعد جب میں نے اسی subject پر کام کیا جس پر اِبنِ عربی نے کیا تھا اور میرا خیال تھا اور میرا خیال یہ ہے کہ اگر کوئ مجھ سے اس subject کے بارے میں پوچھے جس کے بارے میں کچھ scientific rules رکھتا ہوں جو کسی کو بھی بتائے جا سکتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ پرانے زمانے میں جو علوم تھے ان کی آ گہی کا باعث زیادہ تر کم فہمی تھی۔ ہر دانشور نے ہی عِلمیّت و قابلیّت کے بڑے بڑے دعوے کئے جیسے ' شیخ وہاب اشعری ' نے کہا کہ میں یہ گمان کرتا ہوں کہ دنیا کا آخری بڑا عالم میں ہی ہوں۔ سب عالموں نے کوئ نہ کوئ دعویٰ تو ہماری میراث میں چھوڑا ہی ہے نا . . . اب رہ گئے ہم تو ہم میں سے بھی بہت سے دعوے دار ہیں، کسی نے اپنے آپ کو امیرِ وقت کہا، کسی نے شیخ الاسلام کہا اور کسی نے نبوّت کا دعویٰ ہی ٹھونک دیا . . . یہ تو ہماری بھی عادت ہے، برِصغیر میں ہر عالم ہی کسی نہ کسی دعوے کا شکار ہے . . . میں بھی ایک چھوٹا سا دعویٰ کر دیتا ہوں . . . کیونکہ میں نے بھی اسی subject کو touch کیا ہے جس کو اِبنِ عربی نے کیا تھا۔ جب میں اِبنِ عربی کے حوالے سے اس subject کو دیکھتا ہوں تو وہاں مجھے کوئ اصول نہیں ملتا اور جب میں اپنے ہاں اس subject کو دیکھتا ہوں تو میں اس کے اصول مرتّب کر لیتا ہوں یعنی

I'm a little less confused than Sheikh e Arabi (میں شیخِ عربی کے مقابلے میں کم اُلجھاو میں ہوں)

وحدت الوجُود اور وحدت الشہُود کے فلسفہ میں ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ وجُود کے پورے تصوّر میں جو سب سے بڑی غلطی ہے وہ یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم خُدا کا ایک جزوِ لاینفک ہیں بلکہ اگر وجُود کو مختصراً پیش کیا جائے تو ایک بہت بڑے ہندو عالم (وہ تھے تو مسلمان مگر ہندووں نے ان کو ہندو بنا لیا) منو نے اس کی وضاحت ایک مثال سے پیش کی . . . ' منو ' نے ' سمرتی ' میں اپنے بیٹے کو درس دیا۔ جب اس نے پوچھا کہ شیوا، وشنو اور برھما کیا ھیں؟ ' منو ' کو ' نوح ' کے ساتھ مماثل سمجھا جاتا ہے اور اگر منو سے اس کے بیٹے نے پوچھا تو وہ شیوا، وشنو اور برھما کو علیحدہ خداوں کی حیثیت سے نہیں پوج سکتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے ' منو ' سے پوچھا ہو کہ یہ صِفّات کیا ہیں جو شیوا، وشنو اور برھما کی ہیں؟ کیا یہ علیحدہ صِفّات ہیں یا اسی خُدا کا حصّہ ہیں جس کو ہم مانتے ہیں تو ' منو ' نے کہا: بیٹے تم لگن میں پانی لے کر آو اور اس پانی میں نمک مِلا کر لاو۔ ' منو ' نے اس سے پوچھا کہ بتا اس پانی میں نمک کہاں ہے؟ اس کے بیٹے نے کہا: " ابّا تمام جگہ نمک ہے۔ ایسی تو کوئ جگہ نہیں ہے جہاں نمک نہ ہو " اس نے کہا کہ اچھا بیٹا اب وہ جگہ بتا جہاں نمک نہیں ہے۔ اس نے کہا: " ابّا ایسی بھی کوئ جگہ نہیں جہاں نمک نہیں ہے " ' منو ' نے کہا: " بیٹا اسی طرح مخلوق میں تو اس وجُودِ عالی کو locate نہیں کر سکتا، نہ ہی خارج کر سکتا ہے۔ " یہ وحدتِ وجُود ہے۔

یعنی اللہ کو تم اس کی تخلیقات میں سے معدوم نہیں کر سکتے اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ یہاں ہے۔ پورے کا پورا وحدتِ وجُود کا جو فلسفہ ہے وہ

One in many, many in one

میں ھے۔ یعنی ایک وجُود اپنے انعکاس میں یا اپنے اِنعطاف میں اپنی اشیاء میں وِدُود کرتا ھے اور وہ ھر چیز میں موجود ھوتا ھے . . . مگر دراصل یہ صرف باتیں ھوتی ھیں، یہ باتیں اس لیئے ھوتی ھیں کہ intellectual level پر faith کو convey کرنے کے لیئے اگر کوئی آپ پر اعتراض کرتا ھے تو آپ اس طرح کے دلائل دیتے ھو۔

If you want me to tell you I don't believe in this sense (میں آپ کو صاف گوئی سے بتاوں کہ مجھے اس بات پر بالکل یقین نہیں ھے) کیونکہ مجھے پتہ ھے کہ اگر آپ یہ کہو کہ میں خُدا کے نُور کا حصّہ ھوں تو سوال یہ ھے کہ کس نُور کا حصّہ ھوں؟ کیونکہ خُدا ایک نُور کا نہیں بنا ھوا اور نُور، خُدا کا ھے ھی نہیں۔ یہ تو اس کے حجابات ھیں جیسے رسولِ اکرمؐ کی حدیثِ مبارکہ ھے کہ:

" اللہ کے ایک لاکھ چوالیس ھزار حجابات ھیں، ان میں ستّر ھزار حجاب نُوری اور ستّر ھزار حجاب ناری ھیں "

ھمیں لے دے کہ کچھ انوار کا عِلم ھے:

Electrica, gamma rays, Alfa rays, and Beta rays and more.

وغیرہ مگر جس خُدا کے ستّر ھزار حجاب نُوری اور ناری ھوں تو آپ کیسے سمجھ سکتے ھو کہ آپ اس کے کس نُور کا حصّہ ھو؟ نوری اور ناری کا مطلب یہ ھے کہ جو وجُود ایک لکھ چالیس ھزار شعاعی لہروں کے پیچھے پوشیدہ ھے یا ان کے اندر موجود ھے اس کو آپ کیا کہیں گے کہ ھم اس کے کس نُور کے بنے ھوئے ھیں؟ ھاں آپ کہہ سکتے ھو کہ اس کے تخلیقی نُور کا ھم بھی ایک حصّہ ھیں۔ آپ یہ کہہ سکتے ھو کہ حیات کے ایک نُقطہء اوّل سے یا ایک درجہء تخلیق ھمارا سب کے ساتھ برابر ھے، جیسے اللہ کہتا ھے کہ تم شروع میں ایک نُقطہ یا نُطفہء واحد تھے پھر میں نے تمہیں مخلوط کیا، بکھیرا اور پھیلایا، پھر تمہیں عقل دی اور روشنی دی۔ یہ بات تو ھم مان سکتے ھیں مگر اس کے علاوہ اس سے زیادہ ھم کوئی گستاخیء خیال روا نہیں رکھ سکتے کیونکہ یہ تصوّر آگے کہیں نہیں بڑھتا۔

آپ اگر سب سے پہلے پیدا ھونے والے درخت تک چلے جاؤ تو آپ مشکل میں پڑ جاؤ گے اور پوری دنیا اس کے علاوہ ھے، پہلا بادام کہاں سے آ گیا یہ آپ کو نہیں معلوم۔ یہ سائنس ھے، یہ خیال نہیں ھے . . . جب آپ original basis پر جاتے ھو تو آپ کو پتا ھی نہیں چلتا کہ یہ ساری کی ساری چیزیں کیسے آ گئیں؟ یہ genetic strength جس نے سموئی ھے اس کے احکامات ایک ایک کر کے آپ کے gene میں آئے ھیں، خواہ وہ جانور کا ھے، خواہ حیاتیات کا ھے، نباتات کا ھے یا جس کا بھی ھے . . . یہ process مختلف ھے۔ اس میں وجُود اور شہُود کی کوئی گنجائش نہیں ھے۔ بس ھمارے لیئے سیدھی سادی سی بندگی لازم ھے۔ اپنے اندر یہ احساس لازماً رکھیں کہ آپ صرف ایک انسان ھیں اور یہ بھی ذھن میں رکھیں کہ آپ کتنے بھی عقل کے کے حامل ھوں گے مگر یہ عقل خُدا کے ساتھ یا اس کے طفیل حرکت کرتی ھے کسی اور چیز کے ساتھ نہیں۔ میں تو اللہ کا شکر ادا کرتا ھوں کیونکہ میں تو ایک مایوس آدمی ھوں، میں تو ایک بیکار، حسرت و یاس کا مارا ھوا انسان ھوں، مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ اس ساٹھ ستّر سال کی زندگی کا کیا فائدہ . . .

میں پیدا ھوا تو موت کا خوف لے کر . . . میرے تو وجود میں موت سب سے بڑے شعور کی صورت میں موجود ھے۔ پھر اگر میں نے زمین میں پیدا ھو کر ساٹھ ستّر سال میں مرنا ھے تو پھر کس چیز کو میں اپنی نجات کا باعث گن سکتا ھوں؟ وہ کون لوگ ھیں جو کہتے ھیں کہ کوئی کتاب لکھ جاو پیچھے یاد رہ جائے گی؟ اگر کوئی مر جاتا ھے تو اس کے پیچھے اس کی شاعری اس کے کس کام کی ھے؟ یا اگر لوک اس کی یاد میں ایک session منعقد کر دیں گے تو اس کو کیا فائدہ؟ اس کو فائدہ تو تب ھو گا جب یہ ساری چیزیں اس کو پہنچیں گیں . . . اس لیئے زندگی میں صرف ایک چیز سے اُمّید قائم ھے اور وہ " اللہ " ھے . . . وہ آپ کو وعدہ دیتا ھے کہ میں تمہیں دوبارہ زندہ اٹھاوں گا، وہ وعدہ دیتا ھے کہ میں تمہیں دائمی زندگی دوں گا . . . وہ وعدہ دیتا ھے کہ میں نے آپ کو جنّت دینی ھے . . . وہ آپ کو بخشش کا وعدہ دیتا ھے۔ اس کے علاوہ تو زندگی میں اور کوئی اُمّید نہیں ھے اور اسی کو اگر ھم چھوڑ جائیں گے تو پھر پیچھے کیا رہ جائے گا؟

سوال نمبر 3.06) [شیطان اور انسان کا جھگڑا] شیطان نے تو بارگاہِ الٰہی میں اِسے ماننے سے اِنکار کر دیا تھا اور انسان کے ساتھ شیطان کا کس بنیاد پر جھگڑا شروع ھوا؟

جواب: ماننے یا نہ ماننے کا اختیار تو شاید سب کو ھی ھے۔ ایک اختیار میں صرف ماننا شرط تھا اور دوسرے اختیار میں ان کو اقتدار دینا شرط تھا۔ اگر آپ قرآنِ حکیم پڑھیں تو اس اختیار کی جنگ میں شیطان مارا گیا۔ اس وقت ماننے یا نہ ماننے کا کوئی جواز نہیں تھا کیونکہ شیطان، ملائکہ اور آدم، خُدا کو براہِ راست دیکھ چکے تھے اور وہ ھماری طرح تو نہیں تھے۔ شیاطین کو جس طرح اپنے آباو اجداد کے vision پر اعتماد ھے ھمیں اس طرح شاید اتنا نہیں ھے۔ بنیادی بات یہ ھے کہ دونوں communities شیاطین اور انسان عبادت اور اس اختیار کے لیئے تخلیق کئے گئے تھے۔

" وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [سُورَۃُ الذّاریات : 56] "

یہ دونوں communities جن کو ھم ثقلین میں سے سمجھتے ھیں، زمین کا ثقل یہ دونوں قومیں ھیں مگر دونوں کے دومیان اصل میچ جاننے یا نہ جاننے کا وجہ سے نہیں پڑا، بلکہ یہ تو عقل کا سوال ھے۔ شیطان اور انسان کا match جو ھے وہ خلافتِ ارضی پر پڑا اور علم پر ختم ھو گیا۔

" وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّى جَاعِلٌ فِى ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً . . . [سُورَۃُالبَقَرَۃ : 30] " اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا

" . . . إِنِّى جَاعِلٌ فِى ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً . . . [سُورَۃُالبَقَرَۃ : 30] " میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ھوں وہ بولے کیا تُو ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزیاں کرے گا

" . . . قَالُوٓاْ أَتَجۡعَلُ فِيهَا مَن يُفۡسِدُ فِيهَا وَيَسۡفِكُ ٱلدِّمَآءَ . . . [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 30] " اور ہم تجھے سراھتے ھوئے تیری پاکی بولتے ھیں۔

" . . . وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ . . . [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 30] " یہاں ابلیس ملائکہ میں شامل تھا اور اس کو جو پارٹی بنایا گیا ھے وہ جِن کے طور پر نہیں بنایا گیا بلکہ اسے ملائکہ میں شامل رکھا گیا اور ملائکہ نے جب اقرار کیا تو جِن بھی اس میں شامل تھے۔ جب ان سب سے مل کر کہا:

> قَالُواْ سُبۡحَـٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَآ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَلِيمُ ٱلۡحَكِيمُ (٣٢) [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 32]
> (فرشتوں نے) عرض کیا آپ تو پاک ہیں ہم کو علم ہی نہیں مگر وہی جوکچھ ہم کو آپ نےعلم دیا بےشک آپ بڑے علم والے ہیں حکمت والے ہیں۔ سُوۡرَةُالبَقَرَة : (آیت نمبر: 32) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

(ھمیں   کچھ پتہ نہیں ھمیں تو صرف اتنا پتا ھے جتنا تُو ھمیں feed کرتا ھے)

جب یہ match ختم ہوتا ھے تو پھر اللہ کہتا ھے

" . . . وَإِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلَـٰٓئِكَةِ ٱسۡجُدُواْ لِأَدَمَ . . . [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 30] " (اب تم پر فرض ھے کہ تم آدم کو سجدہ کرو) اس سجدے کے بارے میں اللہ کا حکم یہ تھا کہ یہ تعظیم ھے فرائض کی وجہ سے نہیں ھے۔ یہ اس علم کی وجہ سے تھا جو آدم کے وجود سے تمام مخلوقات پر قائم ھوا اور جس کی وجہ سے وہ

" . . . خَلِيفَةً فِى ٱلۡأَرۡضِ . . . [سُوۡرَةُ صٓ : 26] " مقرّر ھوا اس لیۓ شیطان سے ھمارا جھگڑا یقین اور faith کا نہیں ھے۔ شیطان تو ابھی زندہ ھے اور ھم مر چکے ھیں۔ ھمارے پتہ نہیں کتنے حصّے پہلے مر چکے ھیں۔ وہ تو اللہ کو دیکھ چکا ھے تو پھر کیسے وہ اس یقین سے اختلاف کر سکتا ھے کہ اللہ ھے۔ ھمیں ھی یہ یقین نہیں ھے، ھم میں ھی شکوک موجود ھیں، ھم شبہ کرتے ھیں، شیطان تو بالکل شبہ نہیں کرتا۔ اگر قرآن کو دیکھیں تو اس میں شیطان باربار ایک ھی بات کہتا ھے، جب کوئ گناہ کرتا ھے تو وہ یہی کہتا ھے جاو تمہارا بُرا ھو۔

" إِنِّىٓ أَخَافُ ٱللَّهَ رَبَّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ [سُوۡرَةُالحَشر : 16] " وہ تو بڑا خبیث ھے، خود سب کچھ جانتا ھے اور ڈرتا ھے، صرف ھمیں پھنساتا ھے۔

تیسرا لیکچر اور سوالات کا اختتام

تمّت بِالخیر

المرا

مذہب اور اِلحاد [خطّاب اور سوالات (05)]

مورخہ: 04 اکتوبر 2009

بمقام:

أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعُ العَلِيمِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيم

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

رَّبِّ أَدۡخِلۡنِى مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَأَخۡرِجۡنِى مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَٱجۡعَل لِّى مِن لَّدُنكَ سُلۡطَـٰنًا نَّصِيرًا

سُبۡحَـٰنَ رَبِّكَ رَبِّ ٱلۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ (١٨٠) وَسَلَـٰمٌ عَلَى ٱلۡمُرۡسَلِينَ (١٨١) وَٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ (١٨٢)
[سُوۡرَةُ الصَّافات : 180، 182]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِک وَ سَلِّمۡ

Denial of God (انکارِ خُدا) اور اللہ کا وجُود یوں تو مُدتّوں سے بحث میں رہا ھے مگر جب بھی انسان نے اس تمدّنِ دنیا میں آنکھ کھولی اپنے آپ کو تنہا پایا، زمین و آسمان میں کسی اور وجُود کو اپنا مقابل نہ پایا۔ اس نے زمین پر سترہ لاکھ مخلوق کو اپنی غلامی میں دیکھا اور ایک natural سا، egoistic self اس میں پیدا ھوا۔ ایک ایسا وجُود جس نے اپنے آپ کو بہت بڑے طنطنے اور بادشاھت میں دیکھا، جس نے ھر memorable activity کو حاصل کیا اور ایک بہت

strong, selfish, egoistic انسان پیدا ھو گیا۔ اب ایسا انسان کسی بھی چیز کو اپنے مقاصد کے لیۓ استعمال کر سکتا تھا مگر اپنے اوپر کسی انجانی اور ان دیکھی authority کو ماننا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ ایسا انسان ھر زمانے میں موجود رھا اور آج تک موجود ھے۔ ھاں پہلے ایک عوامی احتساب اور اپنے جیسے بہت سے کمزور لوگوں کی شہادتوں کی وجہ سے اس نے شاید خُدا کا اتنا انکار تو نہ کیا بلکہ اس نے خُدا کو بہت سارے خُداوں میں بانٹنے کی اھلیت حاصل کر لی۔ درحقیقت شرک کے بارے میں یا بہت سارے خُداوں کے بارے میں اھلِ کفر کی اور خصوصاً اھلِ مکّہ کی راۓ ایک طرح سے بہت قیمتی لگتی ھے کہ بھلا اکیلا خُدا یہ سارے کام کیسے کر سکتا ھے؟ اس کو کچھ نہ کچھ assistance کی تو ضرورت ھو گی۔ سو انہوں نے بڑی احتیاط سے لات و منات، عزیٰ، ھبل اور اس قسم کے بہت سے بُت تخلیق کر لیۓ۔ مگر یہ human ego بھی کوئ پچھلے دو تین سو سالوں سے ھے اور انسانی intellect کے کمالات نے اسے ایسی بلند منزل تک پہنچا دیا ھے کہ اب وہ وضاحت سے انکار کر رھا ھے کسی بھی ایسی ذات کا، کسی بھی ایسے وجُود کا جو خُود کو دکھاۓ بغیر اس کو دیکھ رھا ھے، جو اس پر نگرانی کر رھا ھے اور اس پر حکومت کر رھا ھے۔ دراصل اب وہ اپنی حکومت کسی کو بانٹنا نہیں چاھتا۔

[المرا]

پروفیسر احمد رفیق اختر

خدا کے پاس بڑے مضبوط دلائل ھیں۔ اگر آپ ان دلائل پر غور نہ کرو تو یہ unjustifiable act ھو گا۔ متعدّد schools of thought نے مسلسل خدا کا انکار کیا جن میں کمیونسٹ، سوشلسٹ، منطقی استدلال والے، semantics اور anthropologists شامل تھے اور یہ کوئی آج کے دن پیدا نہیں ھوئے، شروع سے ایسے گروہ پیدا ھوتے رھے ھیں، جنھوں نے خُدا کا انکار کیا اور اس انکار کو اپنی ذھانت کا اعلیٰ معیار سمجھا مگر ایک بات ضرور نظر آتی ھے کہ کچھ ایسے لوگ جنھوں نے خُدا کی طرف سے آگاھی اور ھدایت پائ آپ ان کو پیغمبر کہہ لیں، رسول کہہ لیں، وہ ھر زمانے میں نظر آتے ھیں۔ اللہ پر سب سے بڑا اعتراض منکرینِ خُدا نے یہ کیا کہ اس کی وجہ سے ایک مذھب کا وجُود پیدا ھوا اور مذھب نے زمانے میں قتل و غارت کا آغاز کیا بے شمار قتل و غارت صرف مذھب کے نام پر ھوئ اور بے شمار تہذیبیں اس کے نام پر غرق ھوئیں۔ ایک بڑی عجیب سی بات ان کے references میں یہ ھوتی ھے کہ وہ ایک چھوٹے سے واقعے کو اتنا highlight کر دیتے ھیں، اتنا بڑا کر دیتے ھیں کہ ایسے لگتا ھے کہ اوّل و آخر صرف مذھب ھی فساد کرتا رھا ھے۔

اگر ابتدائے زمانہ سے لیکر اب تک کی جنگوں کی تارخ کا جائزہ لیا جائے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ Iberian Peninsula میں جو سب سے بڑی جنگ ھوئ، جنگِ Troy جو دس سال جاری رھی جہاں ایگا میمنان (Agamemnon) نے Ilium کے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور بے شمار لوگ قتل ھوئے، اتفاق سے یہ کوئ مذھبی جنگ نہیں تھی بلکہ یہ ایک عورت کے اغواء کی جنگ تھی جسے Helen of Troy کہتے ھیں۔ تاریخ میں ایسی بہت سی جنگیں ھمارے سامنے ھیں جو مذھب کی بنیاد پر نہیں ھوئیں۔ ھم دیکھتے ھیں کہ پرانے زمانے میں ایک بہت بڑی اور عظیم جنگ کی ابتداء ھوئ جس میں سپارٹا اور یونان سب سے بڑے فتنہ و فساد میں چلے گئے۔ یہ یونانیوں کے ساتھ قوت و اختیار اور مالی مفادات کی جنگ تھی جس میں ایران کے ایک بادشاہ نے مسلسل سپارٹا پر حملے کئے۔ ھم سکندرِاعظم یا Alexander the Great کا نام تو سنتے ھیں، آج تک سمجھ نہیں آئ کہ وہ ھندوستان میں اپنا مذھب پھیلانے آیا تھا یا مذھب کے نام پر جنگ کرنے آیا تھا؟

آگے بڑھتے ھوئے ھم دیکھتے ھیں کہ دنیا کی بیشتر جنگوں میں بے چارہ مذھب شامل نہیں تھا سوائے مشرقِ وسطی کے . . . آپ منکرینِ مذھب سے پوچھیں کہ جنگِ صد سالہ جو فرانس اور انگلینڈ میں جاری رھی ان میں کون سا مذھب شامل تھا؟ اگر آپ اسے سے بڑی جنگوں کو دیکھیں جنھوں نے دنیا کو آج تک ایک traumatic phobia (زخم خوردہ کیفیت) میں ڈالا ھوا ھے، جنگِ عظیم اوّل اور جنگِ عظیم دوم . . . ان میں مذھب کہاں شامل تھا؟ اس کا تو آج تک پتہ نہیں چل سکا۔ اگر دنیا کی بربادی پر آج بھی نظر ڈالیں تو دنیا کی سب سے زیادہ جدید ترین جنگوں میں ھمیں نظر آتا ھے کہ ایک طرف ساری دنیا کی قوتیں ھیں اور دوسری طرف معمولی چند لوگ ھیں تو اس کو مذھب کے نام پر جنگ کیسے کہہ سکتے ھیں۔

If there is no other party to fight you جہاں تمھارے پاس آلاتِ حرب نہیں ھیں، تمھارا کوئ زور نہیں چلتا اور کسی قسم کی ایسی طاقت نہیں ھے جو آپ کو مذھب کے نام پر جنگ آزما کہہ سکے تو پھر آپ مذھب کو کیسے الزام دے سکتے ھو۔

جب مسلمانوں نے اپنی دفاعی جنگیں شروع کیں تو جنگ کے قانون ضرور بدل دیئے۔ ان میں سب سے بڑے قوانین یہ تھے کہ سرسبز چیزوں کو نہیں کاٹنا، درختوں اور فصلوں کو نہیں کاٹنا، بوڑھوں کو ختم نہیں کرنا، بچوں کو نہیں مارنا، عورتوں پر ھاتھ نہیں اٹھانا . . . نہ زمانۂ اوّل میں اور نہ ھی زمانۂ آخر میں بلکہ یہ قوانین صرف اور صرف اسلام کو توسط سے اصولِ جنگ میں داخل ھوئے ورنہ احترامِ انسانیت کی کوئ صورت پہلے موجود نہیں تھی۔ اب logical positivist (منطق اور مشاھدہ والا) کہتا ھے کہ ھر دماغ میں کوئ نہ کوئ logical construct (منطقی وجود) تو ھوتا ھی ھے۔ ھر دماغ میں کسی چیز کا کوئ نہ کوئ نقشہ تو ھونا چاھیئے۔ میز چاھے چار ٹانگوں کا ھو، تین ٹانگوں کا ھو، دو ٹانگوں کا ھو یا چھ ٹانگوں کا ھو مگر جب بھی آپ کے سامنے کوئ ایسی چیز لائ جائے گی جس پر کوئ چیز رکھ دی جائے تو بنیادی طور پر آپ فوراً یہ اعتراف کرو گے کہ یہ میز ھے۔ کسی چیز کا بنیادی ڈھانچہ یا ایک logical construct ذھن میں ھونا چاھیئے اور اگر آپ انسانوں سے پوچھیں تو خُدا کا کوئ logical construct ھے ھی نہیں ھے۔ اگر خُدا کا کوئ logical construct نہیں ھے تو وہ illogical existence (غیر منطقی وجُود) ھے۔ وہ تو وجُود ھی نہیں رکھتا۔ خُدا پر اعتراض کرنے والے بہت سے ھیں۔

ان میں سے ایک صاحب یہ کہتے ھیں کہ یہ جو بہت سارے لوگوں نے خُدا کو دیکھا ھے مگر خُدا تو کوئ نہیں ھے۔ بٹن دباتے ھی ایک simulation software کا مالک . . . ایک simulation software تو ھر ایک کے brain میں ھے، سو اگر brain نے کچھ ایسی شکلیں گھڑ لیں، کوئ ایسے غیر معمولی تاثرات گھڑ لیئے جن کو تم خُدا کہتے ھو تو پھر اس کا مطلب یہ نہیں ھے کہ خُدا ھے یہ تو تمھارا اپنا کمال ھے۔

مغرب یا اِلحاد کے نئے تصوّرات نے ھمیں بتایا کہ اِلحاد کے تمام دلائل خواہ وہ ontological تھے یا cosmological تھے وہ سارے کے سارے غلط ثابت ھو گئے۔ جب آپ کہتے ھو کہ کائنات کو کوئ move کرنے والا ھے تو بات جا کر ختم ھو جاتی ھے ایک ایسے move پر جو خود move نہیں ھوتا اور وہ اللہ ھے اس لیئے آپ کیوں یہ کہتے ھو کہ ھر چیز کا کوئ بنانے والا ھے کیونکہ آخر میں بات جا کے ایسے بنانے والے پر رکتی ھے جس کو کسی نے نہیں بنایا۔ یہ جو بننے اور بگڑنے کے دوران اتنا بڑا logical حادث ھو جاتا ھے یہ بالآخر convince کرتا ھے کہ یہ داستان ھے، یہ تو کچھ بھی نہیں ھے۔

اگر کسی فلاسفر سے پوچھو تو وہ کہے گا کہ خُدا پیاز کے چھلکے کیطرح ھے، اگر آپ چھلکے اتارتے جاو تو آخر میں کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ آپ خود ھی لفظ گھڑتے ھو، اللہ کو نام دیتے رھتے ھو، کوئ " رحمان " کہے، کوئ " رحیم " کہے، کوئ " سلام " کہے، کوئ " مومن " کہے . . . یہ چھلکے اترتے جائیں گے تو پیاز کے بیچ میں کیا رہ جائے گا؟ آخر میں خالی خولی تصوّر رہ جائے گا۔ This is not a God at all.

پھر ھم میں سے کچھ لوگ کہتے ھیں کہ اللہ ھمیں تسلّی بخشتا ھے، تو بہت سے لوگ ایسے ھیں جو خُدا کو نہ ماننے کے باوجود تسلّی میں ھیں۔ اب ان کو کون تسلّی بخشتا ھے؟ خواتین و حضرات! چوں جوں ھم آگے بڑھتے جاتے ھیں ھمارا یہ دعویٰ ھوتا ھے کہ

دیکھو جی آئن سٹائن اللہ کو مانتا تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ بڑے بڑے عالم اور دانشور اللہ کو مانتے تھے، مگر وہ اس طرح نہیں مانتے تھے جسطرح آپ مانتے ہو وہ اس قسم کے جملے کہہ سکتے ہیں:

Science without religion is lame and religion without science is blind

مذہب سائنس کے بغیر اندھا ہے۔ آئن سٹائن کے بارے میں یہ جملے بڑے مشہور ہوئے کہ اس نے مذہب کے حق میں ایک بیان دیا مگر اس کا اگلا بیان تو سنو، وہ بڑی سختی سے کہتا ہے:

I don't believe in personal God (میں تو کسی بھی ذاتی خُدا کو نہیں جانتا نہ ھی میں مانتا ہوں) مجھے تو کہیں بھی ایسا خُدا نظر نہیں آیا " معترفین بساواقات ماننے والے دوسرے کو convince کرنے کے لئے اپنے حق میں دور ازکار اور عجیب و غریب دلائل لاتے ہیں جو حقیقتاً دلائل ہوتے ھی نہیں ہیں یا وہ کسی کو misquote کر رھے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خُدا کے حق میں کوئی دلیل نہیں ہوتی، نہ ہونے والی ہوتی ھے۔ اس لحاظ سے اعتراض کرنے والے خدا پر بھرپور اعتراض کرتے ہیں اور اگر اللہ کے بارے میں نظریات کو مختصر کر دیا جائے تو وہ survival of the fittest کی دلیل بن جاتی ھے۔ مثلاً ھم کہتے ہیں کہ

God is a super human and super natural وہ انسانوں سے بڑی ذات ھے، وہ فِطری نہیں ایک غیر فِطری طاقت ھے وہ غیر آدمی، غیر جسمانی اور غیر حقیقی ھے۔ وہ ایک مابعد الطبیعاتی اور مابعدالنفسیاتی طاقت ھے۔ اتنی بڑی طاقت ھے کہ وہ غیر معمولی ھے۔ چونکہ وہ غیر معمولی ھے اس لیئے اس کو معمول کے مطابق بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ھمارا قول اور یقین ھے کہ اسی نے کائنات تخلیق کی ھے اور جو کچھ بھی ھے اسی نے تخلیق کیا ھے۔

اعتراض کرنے والے کہتے ہیں: " بھائی! یہ تو بڑا آسان ھے اگر اپ کسی بھی چیز کو کھلا چھوڑ دو . . . جنگل چھوڑ دو . . . جانور چھوڑ دو . . . تخلیقِ عالم میں کوئی چیز چھوڑ دو، وہ حادثے میں جائیں یا برباد ہو جائیں آخر کہیں نہ کہیں تو آ کے وہ ٹھر ھی جائیں گے۔ کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی اصول پر ان کا استحکام تو ہو ھی جائے گا اس لیئے اتنی بے پناہ فطرت بنتے سنورتے آخر کسی نہ کسی جگہ مستحکم ہو گئ ھے اور اس مستحکم ہونے میں کچھ ایسے اصول وضع ہو گے ہیں جس کو آپ کہتے ہو کہ یہ کس نے بنایا؟ یہ کتنی پیچیدگی سے بنا؟ وہ کتنی نفاست سے بنا؟ ظاھر ھے اس کو خُدا تو نہیں کہا جا سکتا۔ "

New Darwinion concept بھی دورِ حاضر میں خُدا کا ایک بڑا حریف بن کر سامنے آیا ھے خاص طور پر دورِ حاضر میں۔ ایک کتاب ڈاکٹر آرم اسٹرانگ نے حضور سرورِکائناتؐ پر لکھی ھے، اس کا نام ' Mohammad ' ھے۔ میں نے بڑے لوگوں سے اس کی تعریفیں سنی ہیں مگر ایک بات کی مجھے ضرور حیرت ہوئی کہ کتاب محمد رسول اللّٰہ پر لکھی جا رھی ھے مگر اس میں بخاری کی صرف ایک reference موجود ھے۔ اِدھر اُدھر سے بہت سی آرا ہیں، اِس آدمی کے تاثرات بیان کیئے گئے ہیں، اُس آدمی کے تاثرات بیان کۓ گۓ ہیں مگر جو رسول اللّٰہ کی سیرت کی بنیاد ھے، جو حضورِسرورِکائناتؐ کی زندگی پر سب سے بڑی ماخذ ھے اُس کی صرف ایک ادنیٰ سی روایت quote کی گئ ھے۔

Is this the way to write a book about the Prophet pbuh?

کیا یہ طریقہ درست ھے کہ تاریخ کی مستند ترین آرا کو چھوڑ کے ھم اپنی طرف سے ہر قسم کے لوگوں کی رائے اکٹھی کر کے ایک کتاب لکھ دیں۔ سلیمان رُشدی جو کہ غیر مسلموں کی نظر میں تاریخ کا بہت بڑا عالم بن کے ابھرا ھے مگر موصوف فرماتے ہیں کہ ھندوستان میں ساری جنگیں مذہبی جنگیں ہیں اور تمام جنگوں کا باعث مذہب ھے وہ کہتا ھے کہ مذہب کو آپ چھوٹے چھوٹے لفطوں میں explain نہ کریں، ھمیں مذہبیت یا مذہبی لوگوں کو blame نہیں کرنا چاھیۓ اس لیئے اس نے اپنی طرف سے مذہبی لوگوں کو اشتعال دلانے کے لیئے اپنے آپ کو پتہ نہیں کتنا بڑا مصنف سمجھتے ہوئے ایک انتہائی unhistorical اور unethical کتاب لکھی۔ ایسے کمزور اور کم عقل مورخین اور بھی ہیں، پہلے بھی گذرے ہیں، آج بھی ہیں۔ ایسا ھی ایک غیر مسلم تاریخ دان ایڈورڈ گِبن (Edward Gibben) " عروج و زوالِ روما " میں محمد رسول اللّٰہ کے بارے میں لکھتا ھے کہ ان کی اچھائیاں بھی ہیں اور خامیاں بھی ہیں اور ساری خامیاں اس کی خود ساختہ ہیں اور آخر میں ایک جملہ لکھتا ھے

Still I can not say whether he was a Prophet or an imposter?

بات اس intellectualism کی ھے جو ادھوری رہ جاتی ھے۔ بات ان سوچوں کی ھے جو کسی مکمل شناخت تک نہیں پہنچتیں۔ بات اس عِلم کی ھے جو اپنی محدود limitations سے آگے نہیں بڑھتا۔ یہ تو وھی ہوا کہ کچھ intellectual activity میں مغرب بہت برتر ہو گیا یا اور کچھ میں مذہب بہت برتر ہوئے یا ان کی رائے زیادہ scientific ھے۔ سائنس کا دعویٰ یہ ھے کہ مذہب ھمیں جکڑتا ھے، بند کرتا ھے، پابند کرتا ھے، قید کرتا ھے اور قتل کرتا ھے . . . مگر سوال یہ ھے کہ کون سا مذہب . . .؟ یہ آپ کو explain کرنا پڑتا ھے، کون سا مذہب سائنس کو پابند کرتا ھے؟ وہ مذہب جو کہتا ھے:

" يُؤۡتِى ٱلۡحِڪۡمَةَ مَن يَشَآءُ . . . ۚ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 269] " (جسے چاھتا ھے حکمت عطا کرتا ھے)

" . . . وَمَن يُؤۡتَ ٱلۡحِڪۡمَةَ فَقَدۡ أُوتِىَ خَيۡرً۬ا ڪَثِيرً۬ا [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 269] " (جسے ھم نے حکمت عطا کی اسے خیرِ کثیر عطا کر دی)

کیا یہ بات سائنس کے خلاف ھے؟ یہ مذھب تو ایسی بات نہیں کرتا Richard Dowkins نے ایک کتاب The God Delusion لکھی، اس میں مصنف نے کہا کہ میں یہ دعویٰ کرتا ھوں کہ جو بھی یہ کتاب پڑھنا شروع کرے گا، آخر تک جاتے جاتے دھریہ ھو جائے گا۔ پوری دنیا میں ایک آدمی نے اسے خط لکھا کہ یار! تیری کتاب پڑھ کو میں دھریہ ھو گیا ھوں۔ یعنی آپ اس seduo intellectual کا دعویٰ دیکھیں کہ اس نے کتاب شروع کرتے ھیں یہ دعویٰ کیا کہ " میرے پاس خُدا کے نہ ھونے کے بارے میں اتنے مضبوط دلائل ھیں کہ ان کو پڑھنے کے بعد انسان دھریہ ھو جائے گا۔ " کیا یہ اس بات کا اظہار نہیں ھے کہ اس نے یہ ارادہ کیا ھوا ھے چاھئے وہ عِلمی یا غیر عِلمی ھو کہ

` In this book intentionally I'm trying to prove no God `

کسی بھی عالم کا یہ انداز اور یہ نُقطہء نظر تحقیقی نہیں ھوتا۔ اس کے بجائے اسے یہ کہنا چاھیئے: " میں یہ تو کہہ سکتا ھوں کہ میں اپنی تحقیقیت کا آغاز کر رھا ھوں، اگر خُدا نکلا تو بہت بہتر ھے، نہ نکلا تو وہ اس کی مخالفت میں جائے گی۔ " تحقیق کا انداز تو یہ ھوتا ھے، تحقیق کا انداز یہ تو نہیں ھوتا کہ پہلے سے declare کر دیا جائے کہ میں ضرور خُدا کے خلاف اپنی arguments ثابت کر دوں گا۔

پتہ یہ چلا کہ انسان نے جتنے دلائل خُدا کے خلاف دیئے اور جتنے لوگوں نے خُدا کے حق میں دلائل دیئے، چونکہ وہ سارے کے سارے انسانی ذھن سے پیدا ھوئے تھے اس لیئے وہ ایک دوسرے کا توڑ بنتے گئے۔ خُدا رسیدہ لوگوں کا اور خُدا کے بغیر لوگوں کا بھی زمانہ آگے بڑھتا رھا، اگرچہ اس میں ایک تیسرا part of human بھی آیا جنہوں نے نہ ایک خُدا کو مانا، نہ غیر خُدا کو مانا، انہوں نے بیچ میں ڈھیر سارے خُدا رکھ دیئے۔ اگر آپ اپنی ھمسائیگی میں دیکھیں تو gods and goddesses کا جنگل اُگا ھوا ھے۔ انہوں نے تو خُداوں کا میلہ لگا لیا، دیوتاوں کی شادیاں کرائیں، بچے کیئے، دوتے پوتے ھوئے، خاندان بنائے۔ کیا آپ کو اس بات کا پتہ ھے کہ ھر تیسرے ھندوستانی کا خُدا جُدا ھے؟ تقریباً تینتیس کروڑ خُدا تو آپ کے ھمسائے میں رھتے ھیں۔ ھم حیران و پریشان ھیں کہ ھر دوسرے لمحے پر وھاں خُدائیاں بدلنا شروع ھو جاتی ھیں۔ ابھی آپ دُرگاہ کی گرفت سے نکلے تو سرسوتی کی گرفت میں آ گئے، اُدھر سے نکلے تو برھما کی آغوش میں آ گئے، وھاں سے نکلے تو جمنا دیوی آ گئی، اُدھر سے گنگا دیوی آ گئی، یعنی قدم قدم پر ایک نیا خُدا . . . اتنا بڑا ملک ھے اور ماشاء اللہ اتنی بڑی عقل کا مالک ھے۔ برھمن سیانے ھوتے ھیں مگر اتنے سارے دیوتاوں میں تو وہ ایک بڑی family کی طرح لگے گا۔ اِدھر قرآن والا ایک خدا تھا، وہ تو اس موضوع پر کسی کی بات ھی نہیں سنتا، دوسرے خُداوں کا تو سوال ھی پیدا نہیں ھوتا۔

" لَوۡ كَانَ فِيهِمَآ ءَالِهَةٌ إِلَّا ٱللَّهُ لَفَسَدَتَا . . . [سُوۡرَةُالأنبیَاء : 22] "

کیا تم بے وقوف ھو . . . تم میں عقل نہیں ھے . . . دماغ نہیں ھے . . . سوچتے نہیں ھو کہ اگر کائنات میں دو خُدا ھوتے تو فساد ھو جاتا۔ یہ کیسے ھو سکتا ھے؟ میں اپنی مملکتیں کسی سے بانٹتا نہیں پھرتا۔ میں اس طرح نہیں کر سکتا کہ چار خُدا یا دو خُدا ھوں اُن میں سے میں superior خُدا بن کے بیٹھ جاوں۔

خُدائ پر جو بہت سے نئے نئے اعتراضات پیدا ھوئے اس کی بڑی وجہ یہ ھے کہ انسانی ego کے علاوہ جب ھم بغاوتوں کے مرتکب ھوتے ھیں تو ایک اٹھتی ھوئ نوجوانی کم از کم تین بغاوتوں کی مرتکب ھوتی ھے۔ وہ parental tyranny کے خلاف جہاد کرتا ھے پھر آگے جا کے وہ ایک ملکی tyranny اور political tyrannies [والدین، قوانین اور حکومتی جبر] کے خلاف جہاد کرتا ھے اور آخر میں وہ خُدائ tyranny کے خلاف جہاد کرنے پر آمادہ ھوتا ھے۔ نئے اٹھتے ھوئے دل و دماغ اس قسم کی جنگ و جدل میں تو مصروف رھتے ھیں مگر main ideal یہ ھے کہ

Mostly God is accepted or denied by personal wishful thinking.

مجھے خُدا کے موضوع پر بات کرنا زیادہ اچھا لگتا ھے، مجھے یہ زیادہ اُنس والا موضوع لگتا ھے اور میں اس کی باتیں زیادہ پسند کرتا ھوں۔ میرا خیال یہ ھے کہ مجھ سے زیادہ وہ، حقیقی ھے، میں اس لیئے اسے زیادہ مانتا ھوں۔ میں پچھلے دنوں قرآن کی ایک آیت پڑھ رھا تھا، میں نے کہا کہ اللہ میاں! تو نے بھی کمال کر دیا، یہ کیا تو نے ھمارا بیرہ پار کیا . . .! وہ کہتا ھے:

تَبَـٰرَكَ ٱلَّذِى بِيَدِهِ ٱلۡمُلۡكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيرٌ (١) ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلۡمَوۡتَ وَٱلۡحَيَوٰةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ أَيُّكُمۡ أَحۡسَنُ عَمَلاً وَهُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡغَفُورُ (٢)
[سُوۡرَةُالمُلک : 1 – 2]
وہ ذات با برکت ہے جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (1) جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائیں کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں اور وہ غالب بخشنے والا ہے (2) ۔ سُوۡرَةُ طه : (آیت نمبر: 1 – 2) [ترجمہ: احمد علی]

" تَبَـٰرَكَ ٱلَّذِى بِيَدِهِ ٱلۡمُلۡكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيرٌ (١) [سُوۡرَةُالمُلک : 1] " (بڑی برکت والا ھے تیرا رب وہ بڑی قدرت والا ھے)

" ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلۡمَوۡتَ وَٱلۡحَيَوٰةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ أَيُّكُمۡ أَحۡسَنُ عَمَلاً . . . [سُوۡرَةُالمُلک : 2] "

موت اور حیات تو کوئ شے ھی نہیں ھے یہ تو ھم نے تمہاری زندگی کو بیچ میں سے توڑا ھے۔ اس آیت کو ذرا غور سے سمجھ لیجئے۔ آپ کو حیرانی ھو گی کہ ھمارے ساتھ کیا ھوا ھے؟ خُدا کہتا ھے کہ " ھم نے تو آپ کو بیچ میں قینچی ماری ھے ایک طویل زندگی جو کروڑوں سال سے آ رھی تھی اور اس نے کروڑوں سال تک آگے جانا تھا اس کے بیچ میں ھم نے ایک کاٹ ڈال دی

المرا

" ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلۡمَوۡتَ وَٱلۡحَيَوٰةَ " ھم نے موت اور زندگی جو تم دیکھ رھے ھو اس کو تخلیق کیا۔ ھم نے جبراً تمہارے تسلسلِ حیات میں اس حصّے کو ڈال دیا۔ بھلا کیوں؟

" لِيَبۡلُوَكُمۡ أَيُّكُمۡ أَحۡسَنُ عَمَلاً " تمہارا وہ sequence (تسلسل) جو ارب ھا ارب سال سے آ رھا تھا اور اس نے بہت آگے جانا تھا، اس کو ھم نے بیچ میں سے تھوڑا سا توڑ دیا کیونکہ تمہارے اعمال تھوڑے سے check کرنے تھے ۔ ۔ ۔ اس کے بعد تم بستر بوریا سنبھال کے آگے چلے گئے۔ اس آیت کو پڑھ کر میں حیران ھو گیا کہ یہ ھمارے ساتھ کیا ھوا؟ یہ تو ایک قسم کی اکیڈمی ھے، اللہ میاں نے اِدھر سے ملایا اور اُدھر سے بھی ملایا، ایک طویل ترین

billion years of galaxial life (کہکشانی زندگی) کو اس نے بیچ میں کہا کہ بس کچھ دیر پانچ دس منٹ تمہیں آزما لوں بلکہ آگے جا کے کہا: " شاید ایک دن " ۔ ۔ ۔ جب اس زندگی کو دیکھو گے تو یہی کہو گے کہ ھم دنیا میں شاید ایک شام رھے تھے یا ایک صبح رھے تھے، پھر ھم نے کام ختم کیا اور پروردِگار کا شکر ھے کہ ھم واپس ھوئے ۔ ۔ ۔ یعنی بعد میں جو تھوڑا بہت کامیاب ھو گیا، پاس ھونے والا candidate وہ آگے جا کے یہی کہے گا کہ شکر ھے، یہ تھوڑا سا عرصہ ختم ھوا، اب ھم کامیاب ھیں۔

کارل مارکس نے کہا: " مذھب افیون ھے " جناب! آپ کے اس قول کا بہت شکریہ ۔ ۔ ۔ مگر ھوا کیا؟ آپ کو کیا تکلیف ھوئی ۔ ۔ ۔؟ وہ کہتے ھیں: " پادری مذھب کو اپنی ذات کے لیئے استعمال کرتے ھیں ۔ ۔ ۔ " ٹھیک ھے، کرتے ھیں۔ " چرچ امیر ھے اور چرچ کو ماننے والا غریب ھے " ۔ ۔ ۔ آپ نے درست فرمایا۔ " چرچ ظالم ھے، حکومتیں قائم کر رھا ھے اور دوسرے ان کے احکامات کے تلے پستے ھیں " ۔ ۔ ۔ مگر اگر آپ نے مذھب کو reject کرنا ھو تو کیا اپنی local حیثیت میں ایک مذھب کو کرو گے یا آپ کبھی مذھبی دعوٰی کو مانو گے۔ دھریت کے مصنفوں نے کہا: " بائبل معیارِ صداقتِ سائنس پر پورا نہیں اترتی " ھم مانتے ھیں کہ نہیں اترتی، یہ سچ ھے، یہ ھم نے نہیں بلکہ ان کے سائنسدانوں اور مفکّرینِ عقل نے کہا کہ بائبل questioning کے معیار پر پوری نہیں اترتی اس لیئے بائبل غلط ھے اور بائبل کا مصنف بھی غلط ھے۔ ٹھیک ھے ھم یہ بات تسلیم کرتے ھیں مگر عموماً انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ جس چیز کو وہ reject کر رھے ھیں، جس کا وہ انکار کر رھے ھیں اللہ تو اس کو own ھی نہیں کرتا۔ وہ کہتا ھے کہ ان کتابوں میں، میں نے جو احکامات بھیجے تھے لوگوں نے ان کو بھی مسخ کر دیا اور میرا اندازِ گفتگو بھی بدل دیا اور میرے بتائے ھوئے احکامات بھی انہوں نے بدل دیئے ۔ ۔ ۔

" ۔ ۔ ۔ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ ۥ مِنۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمۡ يَعۡلَمُونَ (٧٥) [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 75] " (پھر انہوں نے بدل دیا جانتے بوجھتے ھوئے اور وہ خوب سمجھتے تھے)

ھم یہ نہیں کہتے کہ خُدا نے یہ نہیں کہا، ھم یہ نہیں کہتے کہ Ten commandments خُدا کی نہیں ھیں، وہ ھیں ۔ ۔ ۔ مگر ھم نے تو اس کی رائے لینی ھے جو معارضِ بحث ھے، جس کے اوپر ھم جنگ کر رھے ھیں کہ خُدا ھے یا نہیں ھے؟ آخر خُدا کے ساتھ آپ کو ایک انصاف تو کرنا پڑے گا کیونکہ آپ کے پاس اس کی documentary evidence تو ھے ناں۔ logical positivist کہتا ھے کہ خُدا کا تو سِرے سے data ھی موجود نہیں ھے اور خُدا کہتا ھے کہ میرا data زمین پر موجود ھے مگر وہ کونسا Data, own کرتا ھے؟ جب ھم کسی پر بحث کرتے ھیں یا کسی کو معارضِ بحث بناتے ھیں تو دیکھنا یہ ھے کہ ھم کس data کو سامنے رکھ کے اس پر discussion کر رھے ھیں؟ کہاں سے پتہ چلے گا کہ خُدا کو وجُود کہاں صحیح اور کہاں غلط نکلتا ھے؟ ھم دھریوں کو یہ نہیں کہتے کہ وہ غلط ھیں، ھم کہتے ھیں کہ تم نے خُدا کا data کبھی پرکھا ھی نہیں ھے۔

Christianit is not the data of God, Judaism is not the data of God, Buddhism is not the data of God

ھاں زمین پر اکر کوئی یہ دعوٰی کرتا ھے کہ کوئی اللہ موجود ھے تو وہ کہتا ھے کہ یہ کتاب میری ھے، قرآن میرا ھے۔

" نخن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون " (میں نے یہ ذکر نازل کیا ھے، یہ میرے لفظ ھیں، یہ میرا انداز ھے، یہ میری گُفتگُو ھے اگر مجھے غلط ثابت کرنا ھے تو پھر اس کتاب کو غلط ثابت کرو۔

" الٓمٓ (١) ذَٲلِكَ ٱلۡكِتَـٰبُ لَا رَيۡبَ فِيهِ ۔ ۔ ۔ (٢) [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 1 – 2] "

If you want to approach me, if you want to prove me wrong, This is the book, this is my data, prove it wrong and I'm no where. I'm not there.

اس کی کوئی information غلط ثابت کردو۔ مگر خواتین و حضرات! جو کام سائنسدانوں سے نہ ھوا، ان دانشور دھریوں سے نہ ھوا، آپ وہ کرنا نہ بھولنا۔ because the onus of the argument lies on you آپ کو یقین ھونا چاھیئے کہ جس قرآن کو ھم مانتے ھیں، ھم واقعی مانتے ھیں اور اسطرح کے مفروضوں میں نہیں جانا، یہ ایک کام کبھی نہ کرنا، آپ کو پتا ھے کہ قرآن پر کیا اعتراضات ھیں؟ قرآن میں پچھلی آراء بہت لکھی ھیں۔ Anthropologist کہتا ھے کہ " اِدھر اُدھر سے گھسیٹ کے قرآن کے مصنف نے رائے جمع کی ھوئی ھے۔ قرآن پرانی civilizations کی داستانیں لیتا ھے۔ قرآن کا پیغمبر بڑا shrewd (ذھین) تھا۔ " کیا بات ھے ۔ ۔ ۔! Shrewd انہوں نے تو کہہ دیا ھے اور آپ خوش ھو گئے مگر قرآن کا مصنف کہتا ھے کہ میرا پیغمبر تو اُمّی ھے۔ مصنّفِ کتاب کہتا ھے کہ میں جس شخص کو کتاب دے رھا ھوں وہ اُمّی ھے، وہ تم میں سے کسی کے ساتھ کوئی information, share نہیں کرتا۔ اُمّی کا مطلب " اَن پڑھ " نہیں ھے۔ اوپر بہت بڑا استاد تھا، وہ کسی شریک استاد کو کبھی قبول نہیں کر سکتا۔ اس نے وضاحت سے بتایا ھے کہ میرا شاگرد کسی اور سے پڑھا ھوا

نہیں ھے۔ اس کی تعلیم میں کسی اور استاد کی تعلیم شامل نہیں ھے اور یہ اس لیئے ھے کہ کل کو کوئ یہ نہ کہے کہ پتہ نہیں یہ الل کی رائے تھی یا فلاں صاحب کی رائے تھی۔ اس لیئے اس کو اُمّی رکھا کہ اس کی information میں زمین و آسمان کے کسی فرد و بشر، مَلک اور جِن کی کوئ رائے شامل نہیں تھی۔ He is only the carries of my information میں ھی اسے تعلیم دیتا ھوں، میں ھی اسے عِلم دیتا ھوں، میرے لفظ ھی زبانِ محمدؐ سے ادا ھوتے ھیں۔ اس لیئے

The only source of my knowledge in my book is Muhammad pbuh

خواتین و حضرات! اس سے زیادہ قرآن کا کوئ ثبوت ھی نہیں ھے۔ آپ زمین و آسمان سے دلائل ڈھونڈھ لاو، آپ جہاں سے مرضی قرآن کے بارے دلائل اکٹھے کر لو۔

There is no argument for the Quran to be a book of God, no argument except one: Muhammad pbuh said, it's the book os God.

اس کے علاوہ زمین و آسمان میں اور کوئ دلیل نہیں ھے کہ قرآن اللہ کی کتاب ھے۔ اب آپ کو سمجھ آئ کہ پیغمبر کو اُمّی کیوں رکھا گیا؟ اب آپ کو یہ بھی پتہ چلا کہ صادق اور امین کیوں کہلوایا گیا؟ امین وہ اس لیئے نہیں تھے کہ لوگوں کی امانتیں رکھتے تھے۔ یہ تو ایک by product تھا۔ اگر اتنا بڑا آدمی ھے جو خُدا کے ایک ایک لفظ کی امانت رکھتا ھے تو زمین پر بھی امانت کا حق تو ادا ھو گا نا . . . زمین پر وہ اتنے اچھے امانت دار تھے کہ خلائق نے انہیں امین کا لقب دے رکھا تھا مگر دراصل وہ اس لیے امین تھے کہ اللہ نے امانتِ علمیہ، عقلیہ اور مذھبیہ جن ان کو دی تھی وہ اس کے ایک ایک لفظ کو انتہائ خلوص اور امانت سے لوکوں تک پہنچائیں۔

اُمّ المومنین عائشہ صدیقہؓ کہتی ھیں کہ اگر رسول اللہ قرآن میں کسی آیت کو چھپاتے تو وہ اس آیت کو چھپاتے جس میں انہیں زینبؓ سے شادی کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس لیئے اللہ کے رسولؐ over conscious تھے کہ یہ عجیب سا کام ھے کیونکہ زید میرا منہ بولا بیٹا ھے اور مجھے حکم دیا جا رھا ھے کہ اس کی بیوی سے شادی کر لوں۔ مگر اللہ نے کہا کہ اے میرے پیغمبر! میں آخرِزمانہ تک یہ اصول جھوڑنا چاھتا ھوں کہ یہ رشتے حقیقی نہیں ھیں۔ یہ تمہارا اپنا سوچا ھوا رشتہ ھے، یہ اصلی نہیں ھے اور میں نے قیامت تک کے لیئے قانون چھوڑنے ھیں اس لیئے افسوس اے پیغمبر! اس معاملے میں، میں آپ کے شرم و حیا اور لوگوں کے regard کی رعایت نہیں دوں گا اور پھر آپؐ نے، چاھے آپ بادلِ نخواستہ کہیں مگر بہرحال راضی برضا ھو کر وہ پیغام (آیت) بھی آپ تک پہنچا دیا۔ اس امین اور امانت دار کے ذریعے آپ کو قرآن ملا جس نے نہ آگے سے کوئ information, share کی، نہ پیچھے سے کوئ information, share کی۔ جو کچھ اللہ نے اسے دیا اس نے آپ کے ساتھ share کر دیا۔

But not with his own authority

آپ کو جتنی arguments خُدا کے خلاف ملیں گئیں، یا مذھب کے خلاف ملیں گئیں، ان میں لارڈ برٹرینڈ رسل بڑے نمایاں ھیں۔ اس نے اپنے خلاف عیسائیت کے دفاع کو برباد کر دیا۔ اس نے عیسائیت پر وہ تنقید کی کہ بے چارے مذھبی پریشان حال اور درد مند آسمان کو دیکھتے کہ یہ ظالم فلاسفر کہاں سے آ گیا؟ یہ دستِ درازِ مذھب کہاں سے آ گیا؟ اِدھر تو مذھب کی عصمت و عظمت ھی ختم ھوتی جا رھی ھے پھر کسی نے اسے ایک خط لکھا۔ Have you read the Quran? تو اس نے جواب دیا۔ Why should i? All gospel truth is alike. اے بندگانِ خُدا! جنہوں نے تالمود پڑھی، جنہوں نے Ten commandments (موسوی شریعت کے دس احکام) پڑھے، جنہوں نے تورات پڑھی، جنہوں نے نغماتِ سلیمانؑ پڑھے، جنہوں نے اناجیل پڑھیں، جنہوں نے یوحنا، متی، مرقس اور لوقا پڑھا وہ ذرا ایمانداری سے بتائیں کہ کیا وہ قرآن جیسے ھی ھیں؟ کیا قرآن اُن جیسا ھے؟

There is no way, nothing is alike کوئ چیز بھی مشترک نہیں ھے کسی شے میں ان کا اشتراک نہیں ھے۔ اب دکھنا یہ ھے کہ آخر ھم کس طرح قرآن پڑھتے ھیں؟ قرآن کی کیا دلیل نکلتی ھے؟ مزے کی بات یہ ھے کہ آپ کا قرآن پڑھنے کا طریقہ اتنا ناقص ھے . . . معاف کیجیئے گا چاھے آپ کسی مکتب میں جا کر پڑھتے ھو، چاھے آپ کسی سکول میں پڑھ رھے ھو، چاھے کسی یونیورسٹی میں پڑھ رھے ھو، چاھے آپ دنیا مین کسی بھی مرکز میں پڑھ رھے ھو، میں نے قرآن کا مطالعہ ناقص پایا ھے۔ ایک بات کا تو آپ کو پتا ھونا چاھیئے کہ اگر دنیا اس قسم کے اعتراض کرتی ھے تو آپ یہ دیکھیں کہ آپ اس کتاب کو کس طرح پڑھتے ھو۔ کیوں آپ کو اللہ کے بارے میں وہ دلیل نظر نہیں آتی جو آپ کے دل کو تسکین دے، اسے مضبوط کرے، آپ کو سمجھ آئے کہ خدا ھے۔ وہ کون ھے؟ کِدھر ھے؟ ھم نے وہ authority ڈھونڈھنی ھے جس کے بارے میں یہ لوگ کہتے ھیں کہ یہ تصوّراتی authority ھے، جس کے بارے میں cosmologist کہتا ھے کہ " order تو نظر آتا ھے، design تو نظر آتا ھے

مگر یہ ڈیزائن automatically بھی develop ھو سکتا ھے۔ اگر فتنہ و فساد کی تخلیقات پیدا کر دی جائیں تو یہ design ویسے بھی پیدا ھو سکتا ھے اس لیئے کہ اگر آپ ٹوٹی پھوٹی لکیروں کا ویسے ھی چھٹا مار کے دیکھو، ویسے ھی آپ آسمان کو دیکھ لو تو بکھرتے ھوئے بادل بالآخر کوئ نہ کوئ تصویر بنا ھی لیتے ھیں اور اگر آپ کسی کھڑکی پر paint کا ایک دھبہ بھی لگا دو، اِدھر اُدھر بکھرنا ھوا تو آپ کہتے ھو، یار! کمال کی بات ھے اس کے اوپر کتنی خوبصورت تصویر بن گئ ھے۔ آپ کہتے ھو کہ چلو definite نہ سہی abstract شکل تو بن ھی گئ ھے۔ وہ بھی تو آرٹ ھے، اسی طرح اگر کائنات میں بکھرتے، ٹوٹتے پھوٹتے کوئ ترتیب آ گئ ھے تو اس پر آپ کو کیا اعتراض ھے؟ اس پر خُدا کا ھونا کہاں لازم آتا ھے؟

They have an argument in that. تو پھر ھمیں دلیل کہاں سے ملتی ھے؟ آپ کا مطلب ھے کہ ھم پیچھے جاتے ھیں اور پیچھے جا کے اس احمق کی طرح سوچتے ھیں جس نے رازی کی داستان پھیلا رکھی ھے۔ (عالمِ اسلام میں جس کے پاس جاو علامہ فخرالدین رازی

کی مثال بہت پیش کیجاتی ھے) علامہ فخرالدین رازی نے کم سے کم ننانوے دلائل اللہ پر جمع کیۓ ھوئے تھے۔ یونانیوں کے علم کی وجہ سے، Romans کے عِلم کی وجہ سے Alexandria کے راھبین کی وجہ سے . . . وہ بہت برا دانشور تھا۔ اس نے اللہ کے اوپر ننانوے دلائل پیش کیۓ *(یہ بات ذرا غور سے سنیں کے تو آپ کو سمجھ آئے گی)* اس کی وقات کا وقت قریب آ گیا کہ

؎ چراغِ آخرِ شب تھوڑی دیر اور ٹھر   تمہارے ساتھ ھی جائے گا کوئی سودائ

تو حضرت بھی چلنے کو آ گئے . . . چراغِ آخرِ شب تھرتھرا رھا تھا . . . اور وہ ایمان بھول گئے۔ شیطان نے کہا: *(یہ داستان بڑی مشہور ھے ھر پڑھنے والا آپ کو یہ کہانی سنائے گا)* " رازی کہاں گئے تیرے دلائل، آج میں نے تیری ھر دلیل میں شک پیدا کر دیا ھے " وہ اتنے پریشان ھوئے کہ پتا چلا، ایمان جا رھا ھے، ختم ھو رھا ھے، اس گھبراھٹ میں ان کے شیخ و مرشد شیخ نجم الدین کبریٰ نے آواز دی ک اے بے وقوف! یہ کیوں نہیں کہتا کہ میں خُدا کو بے دلیل مانتا ھوں۔ رازی نے کہا: " ھاں ھاں میں خُدا کو بے دلیل مانتا ھوں " شیطان نے کہا: " تُو آج میرے ھاتھ سے بچ نکلا " . . .

" لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَىَّ عَنۢ بَيِّنَةٍ۬ . . . [سُوۡرَةُ الاٴنفَال : 40] " (جو ھلاک ھوا وہ دلیل سے ھلاک ھوا، جو زندہ ھوا وہ دلیل سے زندہ ھوا)

" . . . وَإِنَّ ٱللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ [سُوۡرَةُ الاٴنفَال : 40] " (بے شک اللہ عِلم والا ھے اور سننے والا ھے)

یہ نہیں کہ وہ تمہارے دلائل نہیں سنتا، تمہاری باتیں نہیں سنتا، کیا کم ھمتی ھے کہ ھم اپنے ایمان کے لیۓ کوئ دلیل ھی نہیں رکھتے، کیا ھمتِ مردانہ ھے . . . اقبال نے کہا تھا کہ بھئ چھوٹی موٹی باتوں پر توجہ نہ دے اگر تم نے intellectual supremacy (عقلی برتری) حاصل کرنی ھے، اگر تم intuitional (الہامی) انتہا تک پہنچنا چاھتے ھو، اگر تم مملکتِ الہام میں داخلہ چاھتے ھو تو:

؎ یزداں بہ کمند آور اے ھمتِ مردانہ

بھئ چھوٹے موٹے شکار چھوڑو اللہ ھے، اسی پر کمند پھینک کے دیکھو نا کہ آگے وھاں سے بھی کوئ آواز آئے، کوئ لرزے، کوئ کانپے، کوئ مستور، کوئ بردہ دار کہے:

؎ حذر اے پرد گیاد پردہ درے پیدا شد

مگر خواتین و حضرات! ایک اصولِ عِلم ھے وہ آپ کو قرآن کے بارے میں پرکھنا ھو گا۔

You must know whatever knowledge was existing before Quran came.

کیوں؟ کم از کم آپ کو یہ تو پتہ چلے گا کہ قرآن نے کسی چیز کو repeat نہیں کیا۔ اگر آپ قرآن سے پہلے کے علوم جانتے ھیں تو آپ کو اچھی طرح پتہ ھونا چاھیئے کہ تاریخِ عالم میں جو سب سے معزّز تہذیب ماضی کے ادوار میں گزری ھے وہ Democratic Greeks کی تہذیب تھی، جس میں بڑے بڑے فلاسفر اور بڑے بڑے خیال پیدا ھوئے، جو بڑی بڑی باتیں کہی گئیں، جو افلاطون و سقراط و ارسطو کی باتیں ھیں وہ آپ کے علم میں ھونی چاھئیں۔ ایسا نہ ھو کہ آپ قرآن پڑھتے ھوئے یہ کہو کہ اچھا، یہ تو ارسطو پہلے کہہ چکا ھے۔ یہ نہ ھو کہ آپ کہیں کہ اس

Theoratical thisis of Quran (قرآن کے نظریات) سے افلاطون کے رائے جھلک رھی ھے۔ آپ کو معلوم ھونا چاھیئے کہ پہلے کیا آیا؟ اسی طرح Roman civilizations کے جو بھی کمالات ھیں، تعلیمی یا سماجی کمالات وہ آپ کے علم میں ھونے چاھئیں۔ Alexandria تہذیب کے کچھ نہ کچھ نکات آپ کے ذھن میں ھونے چاھئیں تا کہ آپ کو معلوم ھو کہ جب قرآن آیا تو لوگوں کی ذھنی، علمی، اور سائنسی حالت کیا تھی؟ تبھی آپ قرآن شروع کر سکتے ھو۔ تبھی آپ کو پتہ چلے گا کہ کہ انوکھا informer کہاں سے آ گیا۔ اس کے بعد آپ کو یہاں تک بھی آنا چاھیئے۔ اس کرسی کے عُلم تک بھی آنا چاھیئے آپ کو اپنے مقامِ عِلم تک بھی پہنچنا چاھیئے تا کہ دورِ حاضر کا کوئ specialist یہ نہ کہہ سکے کہ تمہارا خُدا صرف simulation software ھے بس . . .

You must have a reason to say ther is something different about him who set this.

خواتین و حضرات! میں بھی اپنی طرف سے کوئ چھوٹا موٹا چیلنج دے سکتا ھوں۔ یہ چیلنچ آپ کو نہیں دے رھا، یہ چیلنج دنیا کے تمام دانشوروں، تمام سائنسدانوں اور اعلیٰ ترین مفکّرینِ وقت کو ھے، past کو ھے، present کو ھے، future کو ھے، ذرا غور کر لینا، پھر آپ کو میری بات سمجھ آئے گی۔ پھر ھمیں پتا چلے گا کہ خُدا نے زمانے کے ساتھ کیا کیا ھے؟ From where did you bring all this? قرآن کی ایک سورۃ ھے جس کو میں نے جتنا پڑھا، جتنا غور کیا، بڑا حیران ھوا، میں نے کہا: " یارا! کیا کمال کی شے ھے جو یہ ھے " اللہ نے فرمایا:

الٓر كِتَٰبٌ أُحۡكِمَتۡ ءَايَٰتُهُۥ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِن لَّدُنۡ حَكِيمٍ خَبِيرٍ (١) [سُوۡرَةُهُود : 1]
الرا (کے معنی تو اللہ کو معلوم) یہ (قرآن) ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں (دلائل سے) محکم کی گئی ہیں پھر (اس کے ساتھ) صاف صاف (بھی) بیان کی گئی ہیں۔ سُوۡرَةُهُود : (آیت نمبر: 1) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

(یہ کتاب ھے جس کی ھر آیت جانچ پرکھ کے، میں نے تفاسیر کے لیئے چھوڑی ھے)

" جانچ پرکھ " یہ بڑا important لفظ ھے، " اس کو میں نے پرکھا ھے، ھر آیت کو میں نے جانچا ھے، مستحکم کِیا ھے . . . " اور اس نے مستحکم کس کے لیئے کیا ھے؟ عرب میں کون جاننے والے تھے؟ عرب نے تو اسے صرف ایک ھی طریقے سے جانچا ھے۔ Language کے لحاظ سے، اھلِ عرب نے تو اقرار کر لیا کہ ھم نے پرکھا، یہ کمال کی زبان ھے، یہ غیر انسانی زبان ھے۔ بہت سے عرب اسی وجہ سے مسلمان ھو گئے کہ اس زبان کا ھم سے توڑ نہیں ھو سکتا۔

" فَأۡتُواْ بِسُورَةٖ مِّن مِّثۡلِهِۦ . . . [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 2 2] " (اے اھلِ عرب! اگر تم میں ھمت ھے تم دوسروں کو عجمی کہتے ھو، گونگا کہتے ھو تو پھر آو اور اس جیسی ایک سورۃ لے آو)

مگر کوئی دعویٰ دار یہ کہنے کے لیئے نہیں اٹھا کہ میں اسکے مقابلے میں اچھی زبان لکھ سکتا ھوں۔ ایک یا دو نے کوشش کی مگر خُود ھی اقرار کر رھے ھیں کہ Sorry! It's not possible اس وقت زبان کا کوئی معیار ھو گا نا، جس کو یہ تما معترضینِ خُدا touch نہیں کر سکے، مگر قرآن اس زمانے میں ختم تو نہیں ھو گیا تھا۔ قرآن میرے زمانے تک آیا۔ آپ کے زمانے تک آیا پھر قرآن یہ دعویٰ کر رھا ھے۔

" الٓر كِتَٰبٌ أُحۡكِمَتۡ ءَايَٰتُهُۥ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِن لَّدُنۡ حَكِيمٍ خَبِيرٍ (١) [سُوۡرَةُهُود : 1] "

وہ کہتا ھے کہ میرا دعویٰ یہ ھے کہ میں نے قیامت تک کے لیئے ان آیات کو مستحکم کر دیا ھے میں نے ان کو جانچا ھے، پرکھا ھے . . . کس کے لیئے جانچا یا پرکھا ھے؟ ھر چیز کا سب سے بڑا امتحان زمانہ ھوتا ھے۔ بدلتے ھوئے وقت ھوتے ھیں۔ زمینوں کا گھٹنا بڑھنا، بدلتے ھوئے موسم، انسانی قافلوں کا ادل بدل اور کیا کیا بتدیلیاں نہیں آتیں۔ ان ساری کائناتی تبدیلیوں کو مدِّ نظر رکھتے ھوئے، سفر انسان کو مدِّنظر رکھتے ھوئے اللہ نے آیات کو پرکھا اور اس کی تفسیر کو زمانے پر چھوڑ دیا . . . کہاں ایک پہیہ، ایک تلوار، روغنِ نفت؟ ایک چھوٹی سی توپ؟ یہ سارے انسانوں کی middle ages تک متاعِ جنگ تھی اور آج ڈیڑھ، دو سو برس کے بعد انسان کے اندازِ ھلاکت کتنے بڑھ گئے ھیں۔ آپ سوچ نہیں سکتے کہ کہاں کسی وقت میں میدانِ جنگ میں ایک آدمی کو قتل کرنا مشکل تھا۔ Greeks والوں نے کہا

Ajax the great, a host in himself کہ Ajax اتنا بڑا پہلوان ھے کہ اکیلا ایک لشکر کے لیئے کافی ھے۔ آپؐ نے کہا کہ ھمارے پاس علی مرتضیٰؓ شیرِ خدا ھیں، ید اللہ ھیں، ایک ایسا طاقتور ھاتھ جو دس دس، بیس بیس پہلوانوں کو پچھاڑ سکتا ھے۔ جس نے عمرو بن عبدو جیسے پہلوان کو بھی پچھاڑ دیا جس کا زور ایک ھزار پہلوانوں کے برابر تھا۔ مگر یہ قرآن ھمارے زمانے تک محفوظ کیسے رھا؟ چلیئے حادثاتِ زمانہ سے ھو گا، وقت کے تغیّر ھونگے ورنہ چیزیں محفوظ نہیں رھتیں۔ پندرہ سو برس تک تو ان کے مخفوظ رھنے کا کوئی chance نہیں رھتا۔ میں آپ کو ایک بڑی مشہور مثال دیتا ھوں کہ پندرھویں اور سولھویں صدی میں انگریزی لکھی گئی، اس کو ھم ماڈرن انگلش کہتے ھیں، اس کا سب سے بڑا مصنّف Chaucer (چوسر) سمجھا جاتا ھے۔ Chaucer نے انگریزی شاعری لکھی اور بڑا مشہور ھوا اور تمام انگریزوں نے کہا کہ یہ ھمارا اتنا عظیم شاعر ھے کہ اس نے نئی زبان کی ابتداء کی ھے ذرا آپ سُن کے تو دیکھو کہ کیا ماڈرن انگلش آپ کو سمجھ آ جائے گی؟ . . .

Wan that Aprille with its showers soote
The drought of March hath perced to the roote

تو سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ کتنے سال گذرے؟ چار پانچ سو سال میں modern English جو وھاں سے نکلی ھے آپ کے پاس کس حال میں پہنچی ھے۔ اب آپ ماڈرن انگلش کو پہنچانتے ھیں نہیں ھو۔ Chaucer کے زمانے کی انگلش کو سمجھنے کے لیئے آپ کو Chaucer کے زمانے کا استاد چاھیئے۔ آج کل تو استاد بے چارے اس زبان کی ادائیگی سے لاچار ھیں۔ مگر اُدھر قرآن میں عجیب بات ھے:

" . . . نَحۡنُ نَزَّلۡنَا ٱلذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ [سُوۡرَةُ الحِجر : 9] " (ھم نے یہ ذکر نازل کیا اور ھم ھی اسکی حفاظت کرنے والے ھیں)

جیسے قرآن کل سمجھ آرھا تھا ویسے ھی قرآن آج بھی سمجھ آ رھا ھے۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں آپ کو نہیں سارے زمانے کو ایک دعوت دیتا ھوں کہ مجھے آپ ڈھونڈ کے دیجیئے گا اور بتایئے گا، میں اس information کو دور سے لاوں گا، پھر آپ سے التجا ھے کہ آپ اس کا جواب دیجیئے . . .

مذھب کی سب سے بڑی مخالفت cosmology کرتی ھے۔ وہ سمجھتی ھے کہ ھم بہت آگے بڑھ گئے ھیں۔ Richard Dowkins کہتا ھے کہ مذھب کو کیا پتہ کہ کائنات کیا ھے؟ اس نے مذھب کے خلاف بحث کرتے ھوئے سب سے پہلے کارل سیگاں کا حوالہ دیا ھے جو بڑا اچھا مصنّف، رائیٹر اور سائنسدان تھا۔ اس نے بڑی مختصر بات کی ھے کہ اگر اس وسیع تر کائنات کا خاکہ مُلّا کو دے دیا جائے یا مولوی کو دے دیا جائے یا کسی مذھبی عالم کو دے دیا جائے تو وہ کہے گا کہ مجھے یہ نہیں چاھیئے، میں تو اسے مانتا ھی نہیں ھوں، یہ ھے ھی نہیں ھے، یہ کائنات ھی نہیں ھے، یہ بکواس ھے، خرافات ھے، یہ کوئی شے نہیں ھے، کوئی انسان چاند تک نہیں پہنچا۔ ھمارے اللہ نے اتنی بڑی کائنات لے کر کیا جھونک ڈالنا ھے؟ اس نے اس کا کیا کرنا ھے؟ نہیں یہ ھمارے والے خُدا کی کائنات نہیں ھے۔ کارل سیگاں

مذہبی لوگوں کو represent کرتا ھے اور کہتا ھے کہ کوئ دینی عالم کائنات کے اس آفاقی تصوّر کو قبول نہیں کر سکتا جو اس وقت science دے رہی ھے۔ اس لیئے قدرتی طور پر تمام مذھب سائنس کے خلاف ھے۔ میرے خیال میں اھم بات یہ ھے کہ ھم دیکھیں کہ sciences کب، کیا کر رہی تھیں؟ اور قرآن کب، کیا کہہ رھا تھا؟ آئے ھم پیچھے چلتے ھیں اور دیکھتے ھیں کہ Greeks (یونانیوں) کا نظریہء سماوات کیا تھا؟ Greeks کے پاس کیا نظریات تھے؟ پچھلے زمانے میں Ptolemy جسے آپ اردو میں بطلیموس کہتے ھیں، وہ ایک بڑے cosmologist کے طور پر نظر آتا ھے، وہ کہتا ھے کہ ساری کائنات ثابت و سیّار سے بھری پڑی ھے۔ stationary stars اور moving stars سے بھری ھوئ ھے۔

But the earth is a stationary and is the center of universe

قرآن سے پہلے کائنات کا واحد نظریہ یہ تھا کہ زمین ساکت ھے اور ساری کائنات اس مرکزی سیّارے کے گرد گھوم رھی ھے۔ پھر قرآن آ گیا۔ بات آگے چلتی گئ۔ لوگ ماڈرن ھوتے گئے۔ Sciences آ گئیں۔ کاپر نِکّس اور گلیلیو کا زمانہ آ گیا۔ کاپر نِکّس نے اس نظریہ کی مخالفت کی اور کہا کہ ایسا نہیں ھے بلکہ سورج ساکت ھے اور ساری کائنات اس کے گرد گھوم رھی ھے۔ اس نے Ptolemy (بطلیموس) کا نظریہ رد کیا اور اپنا نظریہ دیا۔ ذرا غور کیجیئے گا کہ اللہ کیا کہتا ھے:

" . . . وَٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَ وَٱلنُّجُومَ مُسَخَّرَٲتِۭ بِأَمۡرِهِۦۤ‌ۗ . . . [سُوۡرَةُالأعرَاف : 54] " (ھم نے دن رات، شمس و قمر اور ستارے مسخّر کیئے ھوئے ھیں یعنی خاص قسم کی قید میں ڈالے ھوئے ھیں اور ان میں تمہارے لیئے آیات رکھی ھوئ ھیں)

اس قید سے اللہ کی کیا مراد ھے؟ کس قسم کی قید میں رکھے ھوئے ھیں؟ یہ تو non-scientific (غیر سائنسی) سا لگتا ھے۔ چونکہ ھمارا مقابلہ ایک ایسی information سے ھے جو کہ بڑی exact and true ھے۔ ھم سمجھنا چاھتے ھیں کہ یہ کیا ھے؟ سورۃ یٰس میں اس کا مطلب نظر آئے گا:

" لَا ٱلشَّمۡسُ يَنۢبَغِى لَهَآ أَن تُدۡرِكَ ٱلۡقَمَرَ . . . [سُوۡرَةُيسٓ: 40] " (سورج کبھی چاند کو نہیں پکڑ پایا)

" یہ جو تمہارا خیال ھے کہ کہیں اوپر ٹکر نہ ھو جائے، یہ کبھی نہیں ھو گا۔ "

" . . . وَلَا ٱلَّيۡلُ سَابِقُ ٱلنَّہَارِ‌ۚ . . . [سُوۡرَةُيسٓ: 40] " (اور رات دن سے آگے نہیں بڑھ سکتی)

مجھے صرف اس سوال کا جواب چاھیئے کہ کیوں نہیں بڑھ سکتی۔ ۔ ۔؟

" . . . وَكُلٌّ فِى فَلَكٍ يَسۡبَحُونَ [سُوۡرَةُيسٓ: 40] " (ھر ایک اپنے اپنے دائرے میں تیر رھے ھیں)

خواتین و حضرات! Is there anybody on God's earth?

زمین و آسمان میں کوئ ایسا دانشور موجود ھے جو انصاف سے کہے کہ یہ information کہاں سے آئ ھے؟ کیا غلط آئ ھے؟ کیا پندرہ سو برس پہلے جب ھاورڈ نہیں تھا، دنیا میں کوئ یونیورسٹی نہیں تھی، کوئ cosmologist نہیں تھا اور اگر تھے تو وہ دوسری بات کہہ رھے تھے، وہ کچھ اور کہہ رھے تھے۔ کوئ کہہ رھا تھا کہ زمین ساکت ھے کوئ کہہ رھا تھا سورج ساکت ھے مگر جو اوپر بیٹھا ھوا تھا، جو دعوئ خدائ کر رھا تھا وہ کیا کہہ رھا تھا؟ کیا قرآن کا خالق ان کا ساتھ دے رھا تھا؟ وہ کہتا تھا کہ نہیں ۔ ۔ ۔ Absolutely, nobody is right, I'm right. اس نے فرمایا:

" ٱللَّهُ ٱلَّذِى رَفَعَ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَہَا . . . [سُوۡرَةُالرّعد: 2] " (اللہ وہ ھے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بغیر ستونوں کے)

ابھی یہ آرٹ آ رھا ھے کہ ستونوں کے بغیر عمارتیں بنانے کو کوشش کری جا رھی ھے مگر یہ اتنا بڑا نہیں ھوا کہ آسمان create کرے، اللہ نے فرمایا:

" ٱللَّهُ ٱلَّذِى رَفَعَ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَہَا‌ۖ ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ‌ۖ وَسَخَّرَ ٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَ‌ۖ كُلٌّ يَجۡرِى لِأَجَلٍ مُّسَمًّى . . . [سُوۡرَةُالرّعد: 2] " (اللہ نے آسمان کو بغیر ستونوں کے بلند کیا پھر بلند ھوا آسمانوں کو اور سورج اور چاند ستارے ھم نے مسخّر کیئے، یہ تمام وقتِ مقرّرہ تک چل رھے ھیں)

غور کریں کہ قرآن کا مصنّف کیا کہہ رھا ھے کہ ان میں سے کوئ ساکت، کوئ ثابت ، کوئ ایسا ستارہ نہیں، کوئ ایسی چیز نہیں جو کائنات میں کھڑی ھو۔ یہ تمام وقتِ مقرّرہ تک چل رھے ھیں۔ پھر آج آپ کس کا ساتھ دو گے؟ Who's right? Who's wrong? مگر right اور wrong کا فیصلہ کوئ اتنا معمولی نہیں ھوتا۔ آپ کو معلوم کرنا ھے کہ یہ کس نے کہا ھے؟ یہ کیا شے ھے؟ پندرہ سو برس پہلے نہ کوئ لیبارٹری، نہ مکتب، نہ کوئ یونیورسٹی، نہ کوئ عالم، نہ کوئ عِلم والا، پھر کس نے کہا ھے یہ؟ یہ کون ھے جو اتنی exact statements دے رھا ھے؟ خُدا نظر نہیں آتا، لوگوں کے پاس خُدا کا ثبوت نہیں ھے، خُدا یہ آپ کو کہہ رھا ھے اور یہ romantic statements نہیں ھیں یہ سینٹ ویلنٹائن ڈے کا خط نہیں ھے۔ یہ تو اعلیٰ ترین scientific حقائق ھیں۔ ایک بات یاد رکھیئے گا کہ انسان ھزار غلطی بھی کرے تو

انسان ھے مگر اللہ ایک غلطی بھی کرے تو اللہ نہیں رھے گا۔ یا تو اگر غلطی کرے تو میں مان لوں کہ یار واقعی یہ بھی ایسے ھی تھا۔ New-Darwinianism تو اب آئی ھے مگر بہت سال پہلے کسی نے اس کتاب کی حکمت کو پرکھا، جانچا اور ایک آیت چھوڑ دی۔ اس نے کہا:

" وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى ٱلْأَرْضِ . . . [سُوۡرَةُ الاٴنعَام : 38] " (زمین پر کوئی ایسا جانور نہیں ھے)

" . . . وَلَا طَـٰٓئِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيۡهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمۡثَالُكُم . . . [سُوۡرَةُ الاٴنعَام : 38] " (اور آسمانوں پر کوئی ایسا پرندہ نہیں اڑتا، مگر وہ تمہاری طرح اُمّتیں ھیں)

This is the origin of the species. وہ تمہاری طرح species ھیں، وہ اکیلے اکیلے پیدا نہیں ھوئے، ایسا نہیں ھے کہ کوئی لاوارث، اکیلا کوّا اُڑ کے آ گیا ھو۔ ایسا نہیں ھے کہ کوئی پرندہ بغیر کسی نسل کے آ گیا ھے۔ یہ تمہاری طرح پیدا ھوئے ھیں، جیسے تم ایک نقطہء غیر موجود سے موجود ھوئے، جیسے تم ایک single cell سے وقوع پذیر ھوئے، اسی طرح اس سب کا بھی origin ھے۔ ایک بڑی دلچسپ statement ھے جو شاید آپ کے علم میں نہ ھو، بہت کم لوگوں کے علم میں ھو گی مگر اس کو بہت پہلے سے اس کا علم تھا کہ یہ ایسے ھے:

" وَتَرَى ٱلۡجِبَالَ تَحۡسَبُہَا جَامِدَةً . . . [سُوۡرَةُ النَّمل : 88] " (تمہارا پہاڑوں کے بارے میں کیا خیال ھے کہ یہ کھڑے ھیں یا چل رھے ھیں؟)

آپ خود سوچ لیجیئے، آپ جو اس آخری زمانے کے intelligent لوگ بیٹھے ھوئے ھو، دانشور بیٹھے ھوئے ھو تو آپ کا کیا خیال ھے کہ پہاڑ کھڑے ھیں یا چل رھے ھیں؟ جب تک آپ کسی جیالوجی کے ماھر کے پاس نہ جاو آپ نہیں جان سکتے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ چالیس ھزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھاگ رھے ھیں۔ اللہ آپ سے پوچھتا ھے:

" وَتَرَى ٱلۡجِبَالَ تَحۡسَبُہَا جَامِدَةً . . . [سُوۡرَةُ النَّمل : 88] " (تم گمان کرتے ھو کہ پہاڑ کھڑے ھیں)

" . . . وَهِىَ تَمُرُّ مَرَّ ٱلسَّحَابِ . . . [سُوۡرَةُ النَّمل : 88] " (یہ تو سرمئی بادلوں کی طرح اُڑ رھے ھیں)

یہ کمال کی بات ھے، میں پھر اس آیت پر واپس جاتا ھوں جو پہلے کہی تھی:

" الٓرۚ كِتَـٰبٌ أُحۡكِمَتۡ ءَايَـٰتُهُ ۥ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِن لَّدُنۡ حَكِيمٍ خَبِيرٍ (١) [سُوۡرَةُ هُود : 1] " (یہ کتاب جس کی آیتیں حکمت سے بھری ھیں پھر تفصیل کی گئی ھیں حکمت والے خبردار کی طرف سے)

جب پہلے Astronaut (خلاباز) نے فضائے بسیط میں قدم رکھا، تو اس نے ایک پیغام زمین پر بھیجا،

The most beautiful sight on earth is that the mountains are running along the earth as multi-coloured clouds.

یہ ھے " احکمت " کا مطلب۔ فضائی ابنِ بطوطہ (first astronaut) اوپر جا کے جو لفظ بول رھا ھے وہ تو قرآن کی کاپی لگتے ھیں مگر وہ قرآن نہیں پڑھ رھا وہ تو اپنے لفظ بول رھا ھے . . . It looks like another verse

" . . . وَهِىَ تَمُرُّ مَرَّ ٱلسَّحَابِ . . . [سُوۡرَةُ النَّمل : 88] " (کہ زمین پر پہاڑ ایسے اُڑے جا رھے ھیں، جیسے سرمئی رنگ کے بادل جا رھے ھوں)

خواتین و حضرات! ایک ایک آیت پرکھیئے۔

I want to say that you work out that who is saying this? Who is right?

یہ مفروضہ تو نہیں ھے، یہ محمد رسول اللہؐ تو نہیں ھیں۔

He does not claim it.

وہ تو کہتے ھیں کہ یہ اللہ نے کہا ھے پھر اس authority کو دیکھو کہ یہ کون ھے جو اتنی حقیقتیں بیان کر رھا ھے؟ ذرا آگے چلتے ھیں۔ آگے میں آپ کو ایک چھوٹی سی آیت میں

cosmological heights بھی بتاوں گا۔ قرآن کی اس version پر پہلے کسی کا دھیان نہیں گیا ھو گا۔ اخر ھم نے اس information کو معلوم تو کرنا ھے۔ یا پھر آپ اسے غلط ثابت کرو۔ جان چھوٹ جائے اور آدمی آزاد ھو، نہ آسمانوں پر گئے . . . نہ حساب کتاب، وہ سیدھی سادی سی بات ھے کہ جسم و جاں سے گئے، ھڈیاں خالی ھوئیں اور راکھ دریائے گنگا میں بہا دی . . . پھر تو وھی لوگ سچّے ھیں۔ پھر تو کوئی چیز حقیقت ھی نہیں رکھتی۔ اللہ نے فرمایا:

المرا

أَوَلَمۡ يَرَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَنَّ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقً۬ا فَفَتَقۡنَـٰهُمَا‌ۖ وَجَعَلۡنَا مِنَ ٱلۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ حَىٍّ‌ۖ أَفَلَا يُؤۡمِنُونَ (٣٠) [سُوۡرَةُ الاٴنبیَاء : 30]

کیا ان کافروں کو نہیں معلوم ہوا کہ آسمان اور زمین (پہلے) بند تھے پھر ہم نے دونوں کو (اپنی قدت سے) کھول دیا اور ہم نے (بارش کے) پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے کیا (ان باتوں کو سن کر) پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔ (٣٠) [ترجمہ: اشرف علی تھانوی]

" أَوَلَمۡ يَرَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ . . . " (How dare you deny me?) تم میرا انکار کرنے کی جرأت کیسے کر سکتے ہو؟

" أَوَلَمۡ يَرَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَنَّ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضَ " (کیا تم نہیں جانتے کہ یہ آسمان، یہ زمینیں . . .

" كَانَتَا رَتۡقً۬ا فَفَتَقۡنَـٰهُمَا‌ۖ . . . " (ایک وجود تھے، یہ سب ملے ہوئے تھے، یہ ساری کائنات ایک وجود تھی، پھر ھم نے انہیں جبراً پھاڑ کے بکھیر دیا)

Now there are about thirty six thesis on the origin of the earth and the origin of universe, but the most accepted thesis till now is big bang in them.

پوری کائنات ایک وجُود تھے، پھر ھم نے اسے پھاڑ کے جُدا کر دیا۔ کیا آپ اس بات کو سمجتھے ھیں؟ یہ آج سے پندرہ سو برس پہلے قرآن کہہ رہا ھے۔ پھر اگلی آیت میں اس نے بات کو مختصر کر دیا۔

" وَجَعَلۡنَا مِنَ ٱلۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ " (ھم نے پانی میں سے ھر ذی حیات کو پیدا کیا)

خواتین و حضرات! یہ کوئی رومانوی افسانے نہیں ھیں۔ " ھم نے پانی میں سے ھر ذی حیات کو پیدا کیا " ایک طرف تو اس نے کہا کہ کائنات پہلے ایک وجُود تھی۔

It was one mass, we torn it apart

اور دوسری طرف کہا کہ

We created all life out of water.

اب جب کہ آپ ایک ماڈرن صدی میں رہتے ھو، اب بڑے بڑے نظریات hypothesis میں ڈھل گۓ ھیں۔ Theories آگے اصول بن گئی ھیں، laws بن گۓ ھیں مگر زندگی کے بارے میں سب سے زیادہ مضبوطی سے قائم رہنے والا قانون جس کے بعد اس پر مزید بحث نہیں ھوتی . . . سر جیمز جینز (James Jeans) کی زبانی: All life is created out of water

(تمام زندگی پانی سے بنی ھے) " . . . وَجَعَلۡنَا مِنَ ٱلۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ حَىٍّ‌ۖ [سُوۡرَةُ الاٴنبیَاء : 30] "

کتنا آسان ھے ان دلائل سے اس بات کو جاننا کہ خدا ھے یا نہیں ھے۔ یہ تمام تصوّرات جس کے بارے میں لوگ شُبے میں رھتے ھیں کہ خدا ھے کہ نہیں ھے قرآن کے ان دلائل سے ان کو پرکھنا کتنا آسان ھے۔ خُدا بندوں سے اپنی دلیلیں جمع نہیں کرواتا۔

It's not a matter of drawing room talks. اگر اس کے پاس اپنے لیۓ کوئی دلیل نہ ھوتی تو وہ دنیا ھی تخلیق نہ کرتا۔ وہ جو علم و عقل کو زندگی دینے والا ھے، جو پیدا کرنے والا ھے، جو آپ لوگوں کو غور و فکر کی ھدایت کر رھا ھے، جو سوچنے، سمجھنے کی صلاحیتوں پر حسرت کرتا ھے کہ اے لوگو! تم سوچتے کیوں نہیں ھو۔

" أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلۡقُرۡءَانَ . . . [سُوۡرَةُ النِّسَاء : 82] " (کیا تم قرآن پر غور نہیں کرتے)

تمہیں پتہ نہیں چلتا کہ حقیقت کیا ھے؟ اور یہ سارے کے سارے حقائق . . . یہ خالی نہیں ھیں۔ ابھی تو زندگی ختم نہیں ھوئی، یہ چل رھی ھے۔ آپ کا خیال یہ ھے کہ اللہ آپ کو نہیں جانتا؟ اس نے ایک چھوٹا سا جملہ لکھا:

" أَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ . . . [سُوۡرَةُ المُلک : 14] " (ارے تم کتنے نادان ھو جو اتنے بڑے حقائق کی تمہیں پندرہ سو برس پہلے خبر دے رھا ھے کیا تم سمجھتے ھو کہ تم اکیسویں صدی کے لوگ اُس کی scanning سے بچ جاو گے؟ کیا تمہارا خیال ھے کہ کوئی انسان اُس کے scan سے پوری زندگی بچ نکلے گی؟) وہ کہتا ھے: " أَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ . . . " مجھے اچھی طرح پتہ ھے کہ میں نے کیا تخلیق کیا ھے؟ کیا کرتا ھے اور کہاں کرتا ھے؟

" . . . وَ هُوَ ٱللَّطِيفُ ٱلۡخَبِيرُ [سُوۡرَةُ المُلک : 14] " (وہ لطیف ھے، خبیر ھے) لطیف یہ ھے کہ زمین کی ساتویں تہہ تک بھی اگر آپ میں کوئی ایک خوبی بھی ھو گی تو وہ قیامت کے دن اسے آپ کے سامنے لے آۓ گا۔

المرا

" فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۥ (٧) وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۥ (٨) [سُوۡرَةُ الزّلزَلة : 7، 8] " (جو ایک ذرّہ برابر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ برابر برائی کرے اسے دیکھے گا)

اللہ تعالی اسے شر والے حصّے پر تو پردے ڈال دے اور دُعا یہ ہے کہ وہ خیر والے حصّے کو ھمارے سامنے رکھ دے۔

ابھی تک سائنسدانوں نے اسے زیادہ calculate نہیں کیا مگر وہ کوشش میں لگے ھوئے ھیں۔ قرآنِ حکیم میں اتنی advance باتیں ھیں کہ انسان ابھی اس مقام تک نہیں پہنچے۔ ھم انتظار میں ھیں کہ زمان و مکان ان حدود سے گزرتے ھوئے یہ متشابہ آیات بھی بالآخر مکمل اثبات میں ڈھل جائیں:

" . . . أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِى ٱلْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَآ . . . [سُوۡرَةُالأنبیاء : 44] " (کیا تم نہیں دیکھتے کہ ھم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آ رھے ھیں) کیا تمہیں نہیں پتہ کہ ھم زمین کے کنارے تھوڑے تھوڑے گھٹا رھے ھیں؟ زیادہ گھس گئے تو یہ کھڑکھڑاھٹ کے ساتھ باھر نکل کے کھو جائے گی۔ یہ عجیب غیر مرئ سی بات ھے کہ ھم زمین کو کناروں سے گھٹاتے چلے آ رھے ھیں۔ تھوڑی تھوڑی زمین کناروں سے گھسٹ رھی ھے۔ Our geologian have a big task to establish this fact about the earth. کہ زمین کناروں سے گھٹ رھی ھے۔ اللہ نے فرمایا:

" ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَـٰوَٲتٍ وَمِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ . . . (١٢) [سُوۡرَةُالطّلَاق : 12] "

تمھارا چھوٹا موٹا اللہ نہیں ھے . . . یہ cosmology والوں کا اللہ نہیں ھے۔ cosmology والوں کے پاس تو صرف ایک کائنات کی ایک دھلیز کا عِلم ھے، الٹا ھمیں طعنہ دیتے ھیں۔ آپ اندازہ کرو کہ اِلحاد والے ھمیں طعنہ دیتے ھیں کہ اللہ والو کوئ نہیں ھے . . . یہ بہت بڑی کائنات ھے، اس کی designing بہت بڑی ھے، تم تو برقعے میں لپٹے ھوئے ھو، تمہیں تو صرف اندر کی زندگی کا پتا ھے اور سائنسدان کائناتی وسعتوں میں جا رھا ھے مگر خُدا کہتا ھے:

" ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَـٰوَٲتٍ وَمِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ . . . [سُوۡرَةُالطّلَاق : 12] " (اللہ تو وہ ھے جس نے اس قسم کی سات کائناتیں تخلیق کیں ھوئیں ھیں اور اللہ تو وہ ھے جس نے اس قسم کی سات زمینیں تخلیق کیں ھوئ ھیں) اور وہ سات زمینیں خالی نہیں ھیں۔

" . . . يَتَنَزَّلُ ٱلْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ . . . [سُوۡرَةُالطّلَاق : 12] " ان ساری زمینوں میں اللہ کا حکم اترتا ھے اور ھم وھاں بھی وارث ھیں۔ ساری زمینوں پر انسان بستے ھیں۔ ساری زمینوں پر وہ امتحان دیتے ھیں۔

" ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلْمَوْتَ وَٱلْحَيَوٰةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً . . . [سُوۡرَةُالمُلك : 2] "

اللہ کہتا ھے کہ مجھے پتا ھے کہ کچھ لوگ سمجھیں گے، کچھ نہیں سمجھیں گے مگر بہت آنے والے لوگ شاید میری بات سمجھ جائیں۔ شاید مجھے اللہ تسلیم کریں۔ میں ان کے دل روشن کروں، ان کے دماغوں کو وسعتیں دوں تو وہ یہ بات سمجھ جائیں۔

" . . . لِتَعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيرٌ . . . [سُوۡرَةُالطّلَاق : 12] "

تا کہ وہ یہ بات جان لیں کہ ان کا اللہ کتنی بڑی قدرت والا ھے کیونکہ ان تمام زمینوں میں ایک ھی وقت میں اللہ کا حکم اترتا ھے۔ ان زمینوں کے بعد بھی زمینیں ھیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: جب جنّت میں لوگ داخل کر دیئے جائیں گے تو پھر جنّت میں بہت جگہ بچ جائے گی، پھر اللہ نئے لوگ پیدا کرے گا، نئے سرے سے انہیں آزمائے گا پھر ان کے داخلے شروع ھو جائیں گے۔

It is an enternal continuous process of distances.

خواتین و حضرات! اس process سے گزرتے ھوئے آج کا کوئ انسان اس قابل نہیں ھے کہ وہ ان وسعتوں کو دیکھ سکے۔ مگر آخر ان کے اور ھمارے بقول صرف جو فرق ھے وہ یہ کہ آخر وہ کیا چیز ھے ذرا اس کی وسعت تو دیکھو . . . کسی cosmologist سے تو پوچھ کے دیکھو، اللہ کہتا ھے کہ دوڑو، بھاگو، اللہ کا نام لو تا کہ تمہیں اس جنّت میں داخل کیا جائے جس کی چوڑائ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے برابر ھے۔

I leave you guessing on this issue and if you find the author of all these informations, I will delighted to know.

میں اس مسلے کا حل آپ پر چھوڑتا ھوں اگر آپ یہ تمام معلومات مہیا کرنے والے مصنّف کو تلاش کر سکتے ھو، اس کا نام بتا سکتے ھو تو مجھے یہ جان کر خوشی ھو گی کہ خُدا کے علاوہ بھی کوئ خُدا موجود ھے۔

وَمَا عَلَيۡنَآ إِلَّا ٱلۡبَلَـٰغُ

المرا

سوال و جواب

سوال نمبر 4.01) [قرآن کا چیلنج اور صحیح بخاری] پروفیسر صاحب! آپ نے فرمایا کہ قرآن کا ایک Challange تھا " فاتو بسورۃ من مثلہ " اس کا جواب شاید کافر تو نہیں دے سکے لیکن مسلمانوں نے صحیح بخاری کے تین سپارے لکھ کر مثلہ معہ کے اعلان کے ساتھ قرآن مجید کے چیلنج کا بھر پور جواب دے دیا ہے۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ اور قرآن کا پہلا حرف کیا ہے؟

جواب: قرآن کا پہلا حرف " ق " ہی ہے۔ اگر صرف لفظِ قرآن کا پہلا حرف دیکھنا ہے تو " ق " ہے۔ قرآن کا آغاز " بِسۡمِ ٱللَّهِ " سے ہے کیونکہ جب کسی کتاب کو کسی لاحقے کے بغیر نہ پڑھا جائے تو وہ اس کی کا حصّہ بن جاتا ہے۔

اس لیئے

" بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ " اس کی پہلی آیت ہے اور اس کا پہلا حرف " ب " ہے۔ اس سوال کا جواب کہ " قرآن کا چیلنج " . . .

" . . . فَأۡتُواْ بِسُورَةٍ۬ مِّن مِّثۡلِهِۦ . . . [سُوۡرَةُالبَقَرَة " 23] "

اگر آپ کو یاد ہو تو میں نے اپنی تقریر کے دوران یہ کہا تھا کہ ہماری understanding بعض اوقات بڑی sceptic کیفیات کی حامل ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ تقریباً چھ لاکھ احادیث تھیں اور بخاریؒ نے تقریباً ساڑھے سات ہزار اپنی کتاب میں جمع کیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ احادیث خاصی غلط ہو سکتی ہیں یا اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی احادیث صحیح نہیں ہیں۔ اس لیئے بخاریؒ نے آٹھ ہزار احادیث جمع کیں تو یہ ایک پہلو ہے۔

اگر ہم دوسری طرف سے دیکھیں تو وہ لوگ جنہوں نے احادیث collect کیں یا ایک شخص نے چھ لاکھ میں سے ساڑھے سات ہزار احادیث quote کیں تو آپ کا کیا خیال ہے کہ اس کے معیارِ criticism (تنقید) کتنے High, strict اور سخت ہوں گے؟ کوئی آپ میں سے بتا سکتا ہے کہ اس شخص نے کتنی بے پناہ محنت، خلوص اور جان نثاری برتی ہو گی جس نے اتنے بڑے ہجومِ احادیث میں سے ساری زندگی لگا کر محنت اور مشقّت کر کے صحیح حدیث کو چُنا۔ اس لحاظ سے اگر معیارِ احادیث کو دیکھیں، روایت اور درایت کو دیکھیں تو میں آپ سے قسمیہ کہتا ہوں کہ جو معیار بخاریؒ اور مسلمؒ نے رکھے ہیں، روایت اور درایت کے جو کڑے اصول انہوں نے رکھے ہیں ان پر میں بھی پورا نہیں اترتا۔ اگر میں بھی اس زمانے میں ہوتا اور اگر میں نے کوئی روایت لی ہوتی تو میں قسم اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ بخاریؒ میری بھی حمائت نہ کرتے، وہ اتنے سخت تھے کہ آج تک پوری دنیا میں، مشرق و مغرب میں criticism کے جتنے معیار ہماری نظر سے گزرے ہیں بلکہ مغرب جس کو اپنے تنقید کے معیار (Standard of criticism) پر بڑا ناز ہے، ان میں سے ایک شخص بھی حدیثِ رسولؐ کے معیار پر پورا نہیں اترا۔

میں آپ کو ایک بڑی دلچسپ بات بتاوں کہ میں کچھ عرصہ پہلے انگلینڈ گیا تو وہاں ایک پروفیسر صاحب میرے پاس تشریف لائے۔ وہ Anthropology کے پروفیسر تھے، انہوں نے ایک کتاب لکھی تھی جو شاید ان سے لکھوائی گئی تھی، جیسا کہ انہوں نے کہا . . . اس کتاب کا نام تھا ' Dreams of Mulla Umar ' (مُلّا عمر کے خواب) اس کتاب میں مُلّا عمر نے رسولؐ کے بارے میں بتیس خواب نقل کیئے تھے کہ مجھے یہ، یہ بشارتیں نصیب ہوئی تھیں۔ جب اس نےکہا کہ کہ پروفیسر صاحب میں نے آپ کو ایک کتاب بھیجی ہے اس لیئے کہ آپ چیک کر کے بتائیں کہ یہ کہاں تک درست ہے؟ میں نے ساری کتاب پڑھنے کے بعد کتاب پر یہ لکھ دیا کہ:

' This is all rubbish '

تو پروفیسر کو اتنا غصّہ آیا، ظاہر ہے He must be very frustrated وہ بریڈفورڈ میں میرے پاس پانچ گھنٹے کی نشست میں رہا اور اس کا ایک جملہ مجھے حیرت زدہ کر گیا۔ وہ کہنے لگا: کیا یہ حدیث مصدّقہ نہیں ہے کہ رسول اللّٰہ نے فرمایا:

" جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے دیکھا " ' میں نے کہا: ' ہاں ٹھیک ہے، یہ بات سچ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر تمام dreams جو نقل ہوئے ہیں وہ غلط کیسے ہو سکتے ہیں۔ بات تو ان کی معقول اور زبردست تھی مگر میں نے انہیں کہا کہ دیکھو بھائی! بات یہ ہے کہ رسول اللّٰہ کو خواب میں دیکھنے کے شائق مِلّتِ اسلامیہ میں سے ہزاروں، لاکھوں لوگ ہیں اور ہمیں کسی کے دیکھنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ This is a personal vision مگر اگر رسول اللّٰہ نے کوغ بات کہی ہے تو وہ حدیث ہے اور جب وہ حدیث ہو گی تو اس پر روایت و درایت ضرور لاگو ہو گی، چاھے وہ خواب دیکھے۔ اگر وہ خواب میں آئیں اور زندہ انسانوں کی طرح انہوں نے کوئی بات کہی اور کسی نے سنی ہے تو پھر اس پر روایت و درایت کے اصول لاگو ہوں گے اور جب روایت و درایت کے اصول لاگو ہوں گے اور جب روایت و درایت کے اصولوں پر مُلّا عمر کے تمام خوابوں کو پرکھا جائے تو اس میں سے کوئی بھی سچ ثابت نہیں ہوتا۔

بہت سے لوگ احادیث پر اس لیئے معترض ہوتے ہیں کہ یہ قرآن کی مثل ہیں جیسے یہ بات کہ " مثلہ " مگر ایک سادہ سا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس خُدا نے قرآن کی حفاظت کا ذِمّہ لیا ہے وہ ان اعمالِ قرآن کی حفاظت کا ذِمّہ کیسے نہ لیتا جنہوں نے ان آیات کو ثابت کرنا تھا اور انہیں آگے بھیجنا تھا۔ فرض کریں کہ اگر قرآن کے الفاظ ہیں اور ان کے ساتھ پیغمبرؐ کا عمل موجود نہیں ہے یا ان کے ساتھ پیغمبر کی وضاحتِ اعمال موجود نہیں ہے تو اس کو کسطرح سمجھا جائے گا۔ اس سے پہلے یہ بات یاد رکھیئے کہ قرآن خلا (void) میں

ھے۔ قرآن لوحِ محفوظ پر ھے یا آسمانِ اوّل پر ھے یا شبِ قدر کی رات کو اترا ھے۔ قرآن اس وقت تک void میں ھے جب تک اسکا explanatory (شارح) نہیں ھے۔ اس کا executor نہیں ھے۔

The first thing is how to prove it is the word of God? The second thing is how to perform according to the word of God?

اگر نماز کا حُکم ھے تو نماز ادا کرنے کا طریقہ آپ کو پیغمبرؐ بتائے گا۔ اگر قرآن میں ایک آیت واضح نہیں ھے تو پیغمبرؐ کی performance بتائے گی کہ اس کی حقیقت کیا ھے۔ قرآن جب یہ کہتا ھے کہ

" وَٱعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأۡتِيَكَ ٱلۡيَقِينُ (٩٩) [سُوۡرَةُ الحِجر : 99]
اور آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیئے یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔ (۹۹) [اشرف علی تھانوی] " (اور عبادت کئے جا حتٰی کہ تو یقین تک پہنچے)

تو دنیا کے زیادہ تر تراجم اس کا ترجمہ یقین کرتے ھیں اور پیغمبر اس کا ترجمہ موت کرتے ھیں۔ یہ فرق ھے understanding میں۔ جب قرآن کی آیت:

" إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٲبِينَ وَيُحِبُّ ٱلۡمُتَطَهِّرِينَ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 222] "

کے بارے میں پوچھا گیا کہ یا رسول اللہؐ یہ لوگ کون ھیں؟ (آپ مجھے دنیا میں کوئ شخص بتا دیں جو " متطھرین " کا ترجمہ وہ کرے جو حضورؐ نے کیا) . . . حضورؐ نے فرمایا: " کہ جو ڈھیلے کے بعد آبِ دست لیتے ھیں۔ "

Those who are a little more clean

مسلہ یہ ھے کہ وہ لوگ بھی صاف ستھرے ھیں جو ڈھیلہ استعمال کرتے ھیں مگر حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ ان کو مطھرین کہہ رھا ھے جو ڈھیلے کے بعد آبِ دست لیتے ھیں۔

This is only explained by the Prophet pbuh

یہ وضاحت فلسفۂ مذھب سے نہیں آتی۔ یہ execution of religion order میں آتی ھے۔ اللہ کا مذھب کسی ایک intellectual کے لیئے نہیں ھے۔

Arm chair thinkers کے لیئے نہیں ھے، دانشور کے لیئے نہیں ھے جو بیٹھا قرآن کے بارے میں اپنے thesis لکھتا ھے . . . میں نے ایک محترم کو دیکھا جن کا تعلق پنجاب سے تھا، غلام احمد پرویز ان کا نام تھا، وہ ایک مسلہ لکھتے ھوئےباربار یہ جملہ لکھتے:

" وَٱسۡتَغۡفِرِ ٱللَّهَ " ، آَعُوذُ بِاللهِ " ایک بات کرتے ھیں اور ساتھ لکھتے " " وَٱسۡتَغۡفِرِ ٱللَّهَ " ، آَعُوذُ بِاللهِ " فرض کرو وہ بات سچ ھوئ تو پھر یہ

" وَٱسۡتَغۡفِرِ ٱللَّهَ " کِدھر جائے گا؟ اگر وہ باتیں ویسی ھی ھیں جیسے انہیں احادیث بیان کر رھی ھیں یا جیسے رسول اللہؐ کہہ رھے ھیں تو پھر " وَٱسۡتَغۡفِرِ ٱللَّهَ " کس پر پڑھ رھے ھیں . . .؟ کیا قول و فعلِ رسولؐ پر پڑھ رھے ھیں؟ کیا اللہ کے رسولؐ پر پڑھ رھے ھیں؟

کسی social setup یا معاشرتی نظام کے اندر قرآنِ حکیم کسی فردِ واحد کے لیئے نہیں اترا بلکہ basic intelligence کے انسانوں سے شروع ھو کر وہ highest pattern کے انسانوں کی طرف بڑھا ھے۔ اگر عمومی لوگ یہ کہیں کہ قرآن تو سارا صرف ذھین لوگوں گے لیئے ھے،

arm chair physicians کے لیئے ھے، arm chair intellectuals کے لیئے ھے تو اس قرآن کی کیا حیثیت و اھمیت رہ جائے گی؟ اگر میں یہ سمجھوں کہ میں پڑھ لکھ کے قرآن کو اس طرح واضح کرنا چاھتا ھوں۔ میں تو آپ کو suggest کر رھا ھوں اور اگر آپ کو سننے کا شوق ھے تو آپ سن رھے ھیں مگر ان لوگوں کا کیا بنے گا کہ نہ ان کو cosmology سے دلچسپی ھے نہ technology سے دلچسپی ھے، جن کو ابتدائ mathematics نہیں آتی، جن کو شاید لکھنا نہیں آتا، کیا وہ اُمّتِ مسلمہ سے نکل جائیں گے؟

The Quran always starts from the basic human intellect

قرآن ھر سطح پر انسانی ذھن کی تربیت کرتا ھوا آگے بڑھتا ھوا ان اعلیٰ ترین ذھانتوں (Highest most intelligencia) تک پہنچتا ھے جو properly ذھنی طور پر commit کر کے خُدا تک پہنچتی ھیں اور اسکے لیئے ھمیں افعال و اعمالِ رسولؐ کی وضاحت کی ازحد ضرورت ھے۔ میں آپ کو ایک ذاتی مثال دیتا ھوں:

میں نے ایک شخص سے قرض لیا، وہ تقاضا کرنے آ گیا، میں نے دور سے اس کی شکل دیکھی تو میں نے سوچا کہ بھاگ جاوں، اس وقت میرے پاس پیسے نہیں تھے تو میں بھاگ گیا۔ آدھے رستے تک پہنچا تو میں نے اپنے آپ سے کہا: " یار بات سنو "

" . . . فَإِنَّ ٱلۡعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعٗا [سُوۡرَةُ النِّسَاء : 139]

تو اس شخص سے اس لیئے بھاگ گیا کہ لوگوں کے بیچ تیرے گریبان میں ھاتھ ڈالے گا۔

I came back and faced the situation, I was ready.

مگر آپ کو پتہ ھے کہ میں کیوں واپس آ گیا؟ مجھے حضورِ کائناتؐ کی ایک حدیث یاد آ گئی، انہوں نے بھی ایک شخص کا قرض دینا تھا، وہ ایک یہودی تھا اس نے قرض کا مطالبہ کیا۔ حضورؐ نے معذرت کی۔ وہ سخت الفاظ بولنے لگا اور باربار حضورؐ کی داڑھی پر ھاتھ ڈالتا تھا کہ محمدؐ تم تو ھمیشہ یہی کہتے ھو۔ حضرت عمرؓ ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ اے بدبخت اگر پھر تم نے حضورؐ کی ریشِ مبارک پر ھاتھ بڑھایا تو میں تیری گردن کاٹ ڈالوں گا۔ حضورؐ پیچھے پلٹے اور فرمایا: " عمرؓ تو باولا ھو گیا ھے، میں نے اس کا قرض دینا ھے، اس کا مجھ پر حق ھے جو میں نے ادا کرنا ھے۔ " یہ صورتِ حال تھی کہ جب حضورؐ مقروض تھے۔ یہ وہ بات تھی جس نے مجھے convince کیا کہ حضورِاکرمؐ ایسی عظیم ترین اور بزرگ ترین ھستی اگر ان معاملات اس قدر حق شناس ھو سکتی ھے تو پھر میری کیا حیثیت ھے۔

Why should I avoid میں اسی وقت واپس گیا۔ صرف اس حدیث کو یاد کرنے کے لیئے میں آپ کو یہ بات بتا رھا ھوں۔ میں واپس آ کر اسی جگہ پر کھڑا ھو کر اس کا انتظار کرنے لگا تا کہ وہ آئے اور میری insult کرے . . . تو اس نے دور سے کہا کہ میں آج جا رھا ھوں اگلے ھفتے پھر آوں گا۔

جو لوگ یہ سمجھتے ھیں کہ وہ حدیث کے بغیر زندگی گزار سکتے ھیں، وہ حماقت کی دنیا میں بستے ھیں۔ کمال کی بات ھے کہ بجائے اسکے وہ لوگ پندرہ سو برس کے بعد اپنے استاد کے کمالات کا مجموعہ دیکھیں اور ان کی ایک ایک حرکت کو copy کرنے میں فخر محسوس کریں۔ وہ ان اصحاب پر بھی گلہ کرتے ھیں جنہوں نے اپنے آقا و رسولؐ کی ایک ایک بات کو جمع کیا اور صدقتاً ھمیں پہنچا دیا۔ آج پندرہ سو برس کے بعد میرے پاس قرآن کو ماننے کی کوئی دلیل نہیں ھے، میرے پاس مسلمان ھونے کی بھی کوئی دلیل نہیں ھے۔ میں تو محمد رسول اللہؐ کی زندگی کے اس اعلیٰ ترین معیار جو ان کے بقول قرآن ناطق تھے ان کی وجہ سے میں اس دلیل تک پہنچا ھوں۔ مجھے یہ حق حاصل ھے کہ میں کچھ احادیث کو مانوں یا نہ مانوں مگر میں پندرہ سو برس پہلے حاضر نہیں تھا۔ یہ یاد رکھنا کہ میری یاداشت میرے ماں باپ کی باتیں بھی یاد نہیں رکھتی اور ان لوگوں نے اپنے حافظے کو، اپنی زندگی کی جدوجہد کو، اپنی تمام محنت کو ان احادیث کے مجموعے کے لیئے جمع کرنے میں زندگیاں گزاریں۔ آپ حیران ھوتے ھونگے کہ یہ credit بخاریؒ کو جاتا ھے کہ چھ لاکھ احادیث میں سے جان مار مار کے انہوں نے ساڑھے سات ھزار احادیث کو منتخب کیا۔ باقی احادیث وہ کیوں نہیں جمع کر سکتا تھا۔ جب ایک شخص کے پاس چھ لاکھ احادیث ھیں تو ساری اسی طرح جمع کر کے آپ کو کیوں نہ دے دیتا؟ کیا اُس کے اِخلاص اور مخنت کا صلہ آج کا مسلمان یہ دینا چاھتا ھے کہ بخاریؒ غلط تھا۔ ھاں! خطا کے امکانات قرآن میں نہیں بخاری موجود ھیں اور وہ لفظی خطا بھی ھو سکتی ھے۔

مگر جس شخص کو بخاری کے standard پر شبہ ھے وہ مقوقس، شاہِ مصر کا وہ خط پڑھ لے جو مصر میں تاریخ کے نوادرات میں سے نکلا ھے۔ وہ خط جو سرکارِ رسالت مآبؐ نے عزیزِ مصر مقوقس کو تبلیغ کے لیئے لکھا تھا اور پھر صحیح بخاری میں بھی اس خط کو پڑھ لیں جو بخاریؒ نے نقل کیا ھے۔ اگر کوئی فرق نظر آئے تو پھر کہنا کہ بخاریؒ نے غلط collection کی ھے۔ یہ کہاں کے لوگ ھیں جو اتنی بڑی بات کہہ رھے ھیں . . . ذرا ایک لطیفہ سنیئے . . . " ایک شخص کہتا ھے کہ میرے نزدیک ابابیلیں نہیں تھیں " میں اس سے پوچھتا ھوں کہ کیا تم وھاں موجود تھے . . .؟

Were you the eye witness? ایک شخص کہتا ھے کہ مصر میں دریائے نیل نہیں پھٹا تھا بلکہ کچھ اور واقعہ ھوا تھا . . . کیا میں وھاں تھا یا تم وھاں ھے . . .؟ تاریخ اور قانون کے سب سے بڑی گواھی عینی شہادت ھوتی ھے۔

All evidences unnecessary, if you find an eyewitness.

اب اگر واقعہء ابابیل کے بارے میں آپ نے عینی شاھد کی بات سننی ھے تو وہ لشکر ابرھہ کا گائیڈ تھا جو ایک عرب سردار تھا۔ وہ عرب سردار شاعر تھا اور اسے کسی سے محبت تھی۔ اس نے شاعری کر کے وہ قصیدہ اپنی محبوبہ کو دیا اور اس میں اس نے اس واقعہ کا آنکھوں دیکھا حال لکھا۔ جب وہ قصیدہ لکھ رھا تھا تو اس نے دو جملے بڑے دلچسپ لکھے اس نے کہا:

" میں ابرھہ کے لشکر کو گائیڈ کر کے لایا۔ پھر ھم نے دیکھا کہ آسمان پر پرندے آئے، پھر میں نے ابرھہ کا لشکر دیکھا تو ابرھہ کا سارا لشکر مجھے ڈھونڈھ رھا تھا جیسے میں ان کے باپ کو نوکر ھوں کیونکہ ان کا واپسی کا رستہ معلوم نہیں تھا . . . اور اے میری محبوبہ! جب وہ پتھر گرے اور پرندوں نے وہ پتھر گرائے اور ھم مر رھے تھے تو میں ڈر رھا تھا کہ کوئی پرندہ میرے سر پر آ کے کنکر نہ گرادے تو میں بھاگ کے ایک پہاڑ کی کھوہ میں گُھس گیا۔ "

اتنی بڑی personal evidence کے ھوتے ھوئے کون یہ شک کر سکتا ھے کہ وہ پرندے تھے یا کوئی مرض تھا جبکہ وہ پورے کا پورا visual اس کے سامنے پیش کر رھا ھے۔ اسی طرح جب نیل سے موسیٰؑ کا لشکر گزر رھا تھا تو تورات میں بابِ گنتی کے مطابق بارہ لاکھ یہودی دریائے نیل سے گزرے . . . دو ھی شہادتیں ھو سکتی ھیں۔ یا تو بارہ لاکھ یہ کہیں کہ اسی طرح ھوا ھے یا بارہ لاکھ میں سے کوئی ایک یہودی یہ کہے کہ ایسا نہیں ھوا تھا۔ کمال کی بات ھے کہ ان بارہ لاکھ نے شہادت دی کہ یہ واقعہ ھوا۔ ایک یہودی نے بھی یہ نہیں کہا کہ

المرا

ایسا نہیں ہوا۔ مگر کمال کی بات یہ ھے کہ پندرو سو برس بعد آپ کا " یہودی " کہہ رہا ھے کہ ایسا نہیں ہوا، آپکا " مسلمان " کہہ رہا ھے کہ ایسا نہیں ہوا۔

How can we trust him against all those twelve lac people's witness?

یہ وہ لوگ ھیں جو armed chair پر بیٹھ کے theoretical thesis مرتّب کرتے ھیں۔ میرا نہیں خیال کہ ان سے بڑا جاھل کوئ موجود ہو سکتا ھے۔

ایک بڑے مُفکّر نے بخاریؒ کی احادیث پر ایک اعتراض کیا: حدیث میں ھے کہ

" جس نے کہا لا ادری، وہ نِصف عالم ھے " (وہ نہیں جانتا اس لیئے وہ نِصف عالم ھے) موصوف نقاد فرماتے ھیں کہ " جس نے دو مرتبہ کہا لا ادری، وہ پورا عالم ہو گیا "

یہ مزاحیہ انداز ھے کسی چیز پر criticism کا . . . حالانکہ حدیث بڑی واضح ھے کہ جس کو آتا ھے وہ بتا دے تو وہ عالم ھے اور جس کو نہیں آتا وہ کہہ دے کہ میں نہیں جانتا تو وہ بھی عالم ھے۔ عِلم کے دو حصّے ھیں: " جاننا یا نہ جاننا " . . . اگر کوئ صدقِ دل سے یہ اعتراف کرے کہ مجھے اس کا نہیں پتہ تو نِصف عالم ھے۔ میں اس بارے میں آپ کو ایک حدیث سناتا ھوں: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ایک شخص باھر سے آیا اور اس نے کہا کہ اے ابنِ مسعودؓ اس بارے میں آپ کا کیا حُکم ھے؟ انہوں نے کہا: " میں نہیں جانتا، جاو فلاں سے پوچھو " وہ اُدھر گیا، اس عالم نے کہا کہ میں بھی نہیں جانتا، ایسا کرو جنابِ علیؓ سے پوچھ لو۔ وہ حضرتِ علیؓ کے پاس گیا۔ ایک صحابی نے دوسرے کے پاس پہنچایا پھر دوسرے نے تیسرے کے پاس . . . ایک نے کہا: " اے سادہ دل! اس کا عِلم صرف عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ھے۔ " وہ پھر واپس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہا: " عبداللہ بن مسعودؓ تو مجھے دوڑا دوڑا کے پاگل کر رہا ھے، سب کہہ رھے ھیں کہ اس بات کا صرف تجھے ھی پتہ ھے اور تو مجھے بتا نہیں رہا" انہوں نے کہا کہ " میں اس بات کو ترجیح دونگا کہ میں مر جاوں مگر رسول اللہ پر authority سے کوئ بات نہیں کروں گا" اور یہ آج کے عالم ھیں . . . ! جو بے سروپا کہانی یہ حدیث کے بارے میں سناتے ھیں اور احادیث پر اعتراض کرتے ھیں یہ عالم نہیں ھیں۔

جب ھم بہت ساری احادیث کے ناقص ہونے کی بات کرتے ھیں تو یاد رکھیں کہ اس کی وجہ احادیث نہیں ھیں بلکہ اس کی وجہ روائین ھیں۔ آپکو پتہ ہونا چاھیئے کہ روایت و درایت میں الفاظِ حدیث پر گفتگو نہیں ھے بلکہ راوی ان کے مصدقّہ اور غیر مصدقّہ attitudes پر ھے۔ کلام بعد میں آۓ گا، پہلے ھم نے یہ confirm کرنا ھے کہ پیغام کی series of transference کسی سچّے بندے سے ہو رھی ھے یا کسی غلط بندے سے ہو رھی ھے؟ حال یہ ھے کہ واقدی کی حدیث قبول نہیں کی جاتی اور اسحاق کی کیجاتی ھے یعنی استاد کی قبول نہیں کی جا رھی اور شاگرد کی قبول کی جا رھی ھے۔ باپ کی قبول نہیں کی جارھی اور بیٹے کی قبول کی جا رھی ھے۔ اس کی وجہ صرف ان کے کڑے ترین معیارات ھیں جو کم از کم میرے زمانے کا تو کوئ عالم عبور نہیں کر سکتا۔ ان کی راۓ اتنی strict ھے کہ دنیا کا کوئ سخت ترین teacher بھی ان کو عبور نہیں کر سکتا۔ باقی رھا یہ سوال کہ قرآن کی معیت میں ھونا . . . ھاں، اور آپ کیا کہہ سکتے ھو کہ اگر حدیث معزّز ھے تو اس لیئے کہ وہ افعالِ رسولؐ ھیں تو یہ قرآن کے مطابق ھیں۔ کیا آپ اس قول کو نہیں جانتے کہ جب اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس لوگ پوچھنے آۓ کہ اللہ کے رسولؐ کا اخلاق کیسا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا:

" کیا تم قرآن نہیں پڑھتے" مگر سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ کون پوچھے گا؟ اور کون کہے گا؟ جب کسی وقت وہ استاد بیٹھتا ھے . . . اور پتہ نہیں کہاں کہاں سے آ کے لوگ ان سے سوال پوچھتے ھیں۔ ان سے باتیں پوچھتے ھیں۔ اب وہ لوگ جو آتے ھیں وہ multi facet (مختلف پہلووں) پر سوالات کا ایک ڈھیر لگاتے ھیں پھر ان کے گواہ وہ لوگ ھوتے ھیں جو استاد کے پاس ھوتے ھیں۔ شیخِ عبدالقادر جیلانیؒ کے زمانے کے لوگ کہتے ھیں کہ ستّر ھزار لوگ اُن کا وعظ سننے کے لیئے اُن کی مجلس میں جاتے تھے۔ اب ان لوگوں کا standard کیا ھو گا؟ کیا سب ایک standard کے ھوں گے؟ اگر کوئ یونیورسٹی کا پروفیسر ھو گا تو ھو سکتا ھے کہ دوسرا کوئ آم بیچنے والا ھو۔ قدرتی طور پر جب بات آگے بڑھے گی تو اس گُفتگو میں یا اس انداز میں کوئ نہ کوئ لفظی کمی بیشی آ جاۓ گی کیونکہ ھر انسان ایک ھی طرح ذھنی طور پر کسی چیز کو یاد رکھنے کے قابل نہیں ھوتا، چنانچہ اگر کوئ تفاوتِ الفاظ ھے اور اگر کوئ short calibre ھو گیا ھے تو ھم جانتے ھیں کہ قرآنِ حکیم کے الفاظ میں یہ Calibre short نہیں ھو سکتا مگر اگر رسول اللہ کے بیان کردہ الفاظ کے version میں کوئ چھوٹا موٹا اس قسم کا لفظ آ جاتا ھے تو ھم اسکی متفقّہ راۓ کو سامنے رکھتے ھوۓ فیصلہ لے لیتے ھیں۔ بعض اوقات یہ ھوتا ھے کہ کچھ احکامات پہلے اور کچھ احکامات بعد میں آۓ اور بعد میں آنے والے احکامات کی وجہ سے پہلے آنے والے احکامات ختم کر دیۓ گۓ۔ اس لیئے بعض احادیث آپ کو صرف contradictory نظر آتی ھیں مگر اس کی وجہ contradiction نہیں ھے بلکہ

progressive religion of the statements ھیں۔ آپ قرآن میں بھی ایسے ھی پائیں گے۔

" مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ أَوْ مِثْلِهَآ ۗ. . . [سُورَةُالبَقَرَة " 106] " (جب ھم کسی آیت کو منسوخ کر دیتے ھیں تو اس سے بہتر آیت عطا کر دیتے ھیں)

مگر سوال یہ ھے کہ منسوخ کیوں کر دیتے ھیں؟ اللہ کو منسوخ کی ضرورت کیوں پڑ گئ؟ شاید لوگ ایک چیز کو نہیں جانتے کہ یہ نسخ و منسوخ سب انسان پر اللہ کی رحمت کی وجہ سے ھے اور یہ اس لیئے ھے کہ اللہ نے فرمایا:

" تم میں سے ایک مومن دو سو کافروں پر بھاری پڑے گا " پھر فرمایا: " میں نے تمہاری کمزوری دیکھی ھے اب میں اس standard کو ھٹا دیتا ھوں، اب یہ ھے کہ تم میں سے ایک دو پر غالب آئے گا۔ "

یہ صرف اس وجہ سے اللہ نے کیا کہ وہ دو سو والا ختم نہیں ھوا کہ جو بھی ایمان کی اس limit تک پہنچے گا اس پر دو سو کا ھی قانون ھو گا مگر عمومی طور پر ایک مومن کو جرأت و ھمت دینے کے لیئے یہ کہا کہ ایک مسلمان دو کافروں پر غالب آئے گا اور یہ عمومی قانون بن گیا اور پہلا خصوصیت میں چلا گیا۔ میں آپ کو 65ء کی جنگ کا ایک واقعہ بتا سکتا ھوں کہ جب ھمارا ایک میجر یا کیپٹن اکیلا کشمیر میں پورے دو سو انڈین آرمی کے بندوں کو گرفتار کر کے لایا تھا۔ وہ ھیلی کاپٹر میں تھا، اس نے آواز دی کہ تم سب گھیرے میں آگئے ھو لہٰذا یہ جگہ چھوڑ کے چلے جاو . . . ابھی بھی آپ 65ء کی جنگ کے بارے میں کسی فوجی سے جا کے یہ پوچھ سکتے ھو کہ کس طرح ایک آدمی دو سو لوگوں کو قید کر کے لایا تھا۔ اسی طرح ھم آج بھی ویسے ھی حالات سے دوچار ھیں۔ اگر کوئ ھم پر غالب آئے اور ھم میں سے کوئ ایمان والا ھو تو اس پر بھی یہ دو سو والا اصول apply ھو گا۔ اگر اس کے برعکس غور کریں تو ھندوستان میں جنگِ پلاسی میں سراج الدولہ کے پچاس ھزار سپاھی بھی لارڈ کلائیو کے تین ھزار سپاھیوں سے شکسپ کھا گئے . . . یہ کوئ نا ممکنات نہیں ھیں۔ خُدا کے قوانین صرف مخصوص لوگوں کے لیئے نہیں بنائے جاتے بلکہ وہ عمومیت میں جاتے ھیں۔ اسی طرح احادیث ھمیں رسول اللہؐ کے قرآن کے اس معتدل انداز کو سکھاتی ھیں جو شاید کبھی بھی ھمارے عِلم میں نہیں آ سکتا۔ ھمارے عُلماء کو کیا پتہ؟ یہ تو ھمیں شکوک کی طرف لے جانے کی کوشش کرتے ھیں۔

میں حال ھی میں ایک مسلہ سن رھا تھا۔ میں کسی کو غلط نہیں کہوں گا مگر جب میں وہ بیان دیکھ رھا تھا تو مجھے حیرت یہ ھو رھی تھی کہ کیا اس مسلہ کو حل کرنے کا یہ طریقہ ھے، شاید پشاور میں اعلان ھوا کہ چار سو لوگوں نے چاند دیکھا۔ ھمارے ھاں اعلان ھوا کہ چاند دکھائ نہیں دیا اور اس کے اگلے دن ھم نے عید منائ۔ میں نے بھی اِدھر ھی عید منائ۔ انہوں نے بھی اعلان کیا کہ جس نے روزہ نہیں رکھا اور جس کا ایک روزہ رہ گیا وہ قضا کرے۔ میرے ذھن میں ایک عجیب سا خیال آیا کہ اگر یہ ایک چھوٹا سا کام کر لیتے کہ جب اُدھر پشاور سے چار سو لوگوں کی گواھی آئ کہ ھم نے چاند دیکھا ھے تو ان کا ایک حق بنتا تھا کہ ادھر کے لوگ آسمان دیکھ کر confirm کریں۔ اگر چاند نہیں تھا تو کہہ دیتے کہ نہیں ھے اور اگر ھوتا تو کہتے کہ ھاں ھے اور بجائے قضا کے مسلمانوں سے یہ کہتے:

" . . . فِدۡيَةٌ طَعَامُ مِسۡكِينٍ . . . [سُورَةُالبَقَرَة " 184] "

اے مسلمانو! عید ھو گئ ھے جب باھر نکلو تو فطرانے کے ساتھ فدیہ میں غریب آدمیوں کو کھانا کھلادو۔ تمہارا رمضان پورا ھو جائے گا۔ مجھے یقین تھا کہ اگر اس طرح ھوتا تو یہ طریقہ اللہ کو زیادہ پسند آتا کیونکہ اس نے لکھا ھوا ھے کہ مجھےکھانا کھلانا سب سے زیادہ پسند ھے مگر سوال یہ ھے کہ کیا مجموعی طور پر غلطی نہیں ھو سکتی . . .؟ جب ایک بار الجیریا میں سخت گرمی پڑی تو مفتی اعظم نے اعلان کیا کہ اس دفعہ رمضان کے روزے کوئ نہ رکھے کیونکہ جان کے ضیاع کا خطرہ ھے، گرمی بہت زیادہ ھے اور میرا فتوٰی یہ ھے کہ کوئ بھی مسلمان روزہ نہ رکھے تو کوئ پرابلم نہیں ھو گی۔ پھر کئ لوگوں نے رکھے ھونگے مگر مفتی اعظم کا فتوٰی یہ تھا کہ کوئ روزہ نہ رکھے۔ That's where religion is made easy. یہاں ایک فقیہہ قرآن کی اس آیت پر عمل کرتا ھے:

" طه (١) مَآ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡقُرۡءَانَ لِتَشۡقَىٰٓ [سُورَةُ طه : 1 – 2] " (میں نے قرآر کو مشقت کے لیئے نہیں اتارا)

اسی وجہ سے جب ایک بار دورِ فاروقیؓ میں قحط پڑا تو حضرتِ عمرؓ نے نصِ قطعِ ید کا قرآن کا قانون معطّل کر دیا . . . " چونکہ روٹی مل ھی نہیں رھی، فاقہ زدگی ھے تو میں ھاتھ کاٹنے کی سزا معطّل کر رھا ھوں " تا وقتیکہ حالات نارمل نہ ھو جائیں، تا وقتیکہ ریاست اپنے فرائض نہ پورے کرے۔ یہاں دیکھیئے کہ ایک روزے کی خاطر کبھی اِس پر دشنام طرازی، کبھی اُس پر دشنام طرازی . . . بھئی

Just try to come up and see whether they are wrong or right. How can you tell they are wrong?

آپ نے تو کوشش ھی نہیں کی، نہ پنجاب میں، نہ سندھ میں کہ چھت پر جا کر چاند دیکھیں۔ اگر ایک روزہ کم بھی ھو گیا تو کیا قیامت آ جائے گی، کیا اللہ میاں کو آپ کے روزے خوش کرتے ھیں؟ کیا اس نے قرآن میں بتایا نہیں کہ تمہارا قربانیوں کا گوشت مجھے نہیں پہنچتا، مجھے تو تمہاری نیتّیں پہنچتی ھیں۔ جس نے اچھائ کی اس نے اپنے لیئے کی۔ جس نے بُرائ کی اس نے اپنے لیئے کی۔ مجھے تو تمہاری نیّت اور اِخلاص پہنچتا ھے۔ اگر وھی تم میں نہیں ھے تو تم کاھے کو اپنی اپنی عبادتوں سے مجھے خوش کرو گے؟ اس طرح کبھی نہ کرنا۔

Until we know the attitude of the Prophet pbuh according to the verses of the Quran, we can understand nothing about God.

اس لیئے حدیث سے مغائرت اچھی نہیں . . . ھاں، آپ کی مرضی ھے کہ آپ دیکھو کہ کون سے standards آپ کو اپیل کرتے ھیں یا آپ اپنی طرف سے ایک نیا criticism لے آو اور پھر حدیث کا مطالعہ کرو حتّٰی کہ " موطا امام مالک " کو لوگ کہتے ھیں کہ یہ سب سے زیادہ standardize تھے، تو آپ موطا پر عمل کر لو یا اِمام انس بن مالک کی احادیث پر عمل کر لو۔ ھم کسی حدیث کو نہ تو neglect کر سکتے ھیں اور نہ reject کر سکتے ھیں۔

سوال نمبر 4.02) [لادین سے دوستی] میری ایک Atheist (لادین) دوست ہے، میں اس دوستی کو اسلام کی حدود میں رہ کر کیسے نباہ سکتی ہوں؟

جواب: Atheist میں بھی بڑی قسمیں ہوتی ہیں۔ آپ ان سے دوستی رکھ سکتے ہو ۔ ۔ ۔ کھاو پیو، عیش کرو ۔ ۔ ۔ اگر وہ حرام کھا رہا ہے تو آپ نہ کھاو، بلکہ اسے اتنا حلال کھلاو کہ وہ حرام سے ہی رک جائے۔ اس سے دوستی یا کوئی relationship رکھنا ممنوع نہیں ہے، ہم اس جگہ دوستی ترک کرتے ہیں جہاں ہمیں شُبہ ہو کہ یہ ہمارے مذہب پر کسی نہ کسی طرح اثر انداز ہو رہی ہے۔ مثلاً اگر وہ بڑا impressive ہے، شاندار ہے اور آپ کے پاس اس کو face کرنے کے لیئے مناسب دلائل نہیں ہیں تو ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے faith میں کمزور پڑ جاو۔ رفتہ رفتہ وہ آپ پر حاوی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے پاس مضبوط کلچر اور مضبوط دلائل ہیں تو وہاں کمزوری آپ کے مذہب کی نہیں ہو گی بلکہ آپ کی ہو گی۔ اصولاً جو سوچ سمجھ کے مذہب قبول کرتے ہیں وہ بہت فراخ دل، فراخ دست اور فراخ مزاج ہوتے ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ کوئی شخص بھی مذہبی لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہو سکتا ہے۔

I don't think so, I don't know کہ آپ کون سے مذہب کو مانتے ہو اور کون سے مذہب کو تسلیم کیئے بیٹھے ہو؟ ایسا ہو ھی نہیں سکتا۔ اللہ نے قرآن میں وعدہ کیا ہوا ہے کہ میرے بندے، مجھے چاھنے والے، جو مسلمان ھیں ان کے آگے میرا نُور دوڑتا ہے۔

Obviously they are mor attractive than any body else as God said.

جن کے آگے پیچھے، دائیں بائیں اللہ کا نُور چل رہا ہو ان سے زیادہ خوبصورت، باوقار اور attractive بندہ کون ہو سکتا ہے؟ میرا خیال ہے کہ آپ کو atheist سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ آپ اپنا مذہب ذرا ٹھیک کر لو۔

سوال نمبر 4.03) [خُدا اور سائنسدان] (1) کیا مذہب کے ماننے والوں کے لیئے اِلحاد کوئی مسلہ ہے؟ (2) اللہ اس کائنات پر سوچ و بچار کرنے والوں کی بڑی تکریم کرتا ہے مگر یہی سوچ و بچار کرنے والے اشخاص یعنی scientists اللہ کا سب سے پہلے انکار کرتے ھیں۔ وہ ایسا کیوں کرتے ھیں؟

جواب: اصل میں یہ درست نہیں ہے۔ سب ایک جیسے نہیں ہوتے مگر سب سے بدترین بات یہ ہے کہ جیسے شیخِ ابنِ عربی نے کہا کہ " عِلم حجابِ اکبر " ہے۔ سب سے بڑا مسلہ کسی intellectual کے لیئے اُس کا اپنا intellect ہوتا ہے۔

This is a big dilemma, more psychological and scientific attitudes.

جب میں دیکھ رہا ہوں کہ میری باتیں صحیح ھیں، میری محنت کے نتائج صحیح ھیں، میرے غور و فِکر (delebrations) کے مطابق کائناتی اور آفاقی مسائل حل ہو رہے ھیں تو اچانک مجھے کوئی کہتا ہے کہ تم مذہب کو مان لو تو میں کہتا ہوں کہ میرے پاس کوئی scientific evidence نہیں ہے، کوئی مثال نہیں ہے تو میں کیسے اس کے بغیر اسے مان سکتا ہوں اس لیئے جو بھی سائنسدان خُدا کو مانتا ہے یا ماننے کو کوشش کرتا ہے وہ اس مسلے کا سامنا کرتا ہے۔ جس طرح باقی لوگوں نے scientific مسائل پر research کی ہے میں نے بالکل اسی طرح اللہ کے تصوّر پر research کی ہے۔ مجھے ابھی تک یاد ہے کہ west میں مجھے ایک پروفیسر نے پوچھا کہ تم نے خدا کو کیسے تلاش کیا؟ میں نے اسے کہا کہ بھائ میں نے کچھ نہیں کیا، میں اُلٹا نہیں لٹکا، میں نے کوئی جمگادڑ کا روپ اختیار نہیں کیا، بس میں نے ایک عام طالبِ عِلم کی طرح جدوجہد کی۔ مجھ میں سچائ کو جاننے کی خواھش تھی اور زیادہ تر خواہش یہ تھی کہ اللہ سے جان چھڑاوں۔ سچ یہی تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میری زندگی میں ہر جگہ ایک خوف سا تھا، ایک وسوسہ تھا کہ جدھر سے گزروں اللہ مارے گا، اللہ یہ کرے گا، اللہ وہ کرے گا۔ وھی concepts جو پیچھے سے چلے آ رہے تھے، اس خوف و ھراس سے بچنے کے لیئے میں نے فیصلہ کیا کہ چلو یار! اس کو ڈھونڈ کے ھی رھو، اگر وہ ہے تو ٹھیک، اگر نہیں ہے تو جان چھوٹ جائے گی۔ اسطرح میں نے خُدا کے تصوّر پر آٹھ سال تک تحقیق کی، اس کو میں نے چھوٹے level پر تلاش نہیں کیا۔ ان فلاسفروں اور دانش وروں کے خُدا پر کئے گئے بڑے بڑے اعتراضات میرے سامنے تھے جن کو واقعی atheist (لادین) کہا جا سکتا ہے اور میں نے اس معیار پر خُدا کو پرکھنا شروع کیا۔

مجھے سائنس دانوں میں خاص طور پر cosmology کے سائنس دانوں میں خُدا کے بارے میں ایک بہت بڑی کمزوری نظر آئ وہ میں آپ سے بیان کرنا چاھتا ہوں، آپ جانتے ھیں کہ الیگزینڈر فلیمنگ ایک کلچر پلیٹ پر تحقیق کرتا رھا، وہ ایک پلیٹ رکھ کے اس پر جرثوموں کی افزائش کر رھا تھا ۔ ۔ ۔ بارہ سال گزر گئے ۔ ۔ ۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کے دیکھتا تھا ۔ ۔ ۔ culture (جرثوموں کے پالنے کو بھی کہتے ھیں، فیشن بھی کلچر کی طرح ھی ہوتے ھیں، جب یہ پھیلتا ہے تو بالکل جرثوموں کی طرح پھیلتا ہے سائنس دان جو جرثومے پالتا ہے اس کو بھی کلچر ھی کہتے ھیں) بارہ سال بعد اچانک الیگزینڈر فلیمنگ پنسلین دوریافت کر لیتا ہے، مائ سین اور ایسی ھی کوئ چیزیں اسی طرح اچانک دریافت ہوئیں۔ اچانکیت بڑا اثر رکھتی ہے مگر اس اچانکیت کے پیچھے اٹھارہ، بیس یا پچیس سال کی ایک بڑی شدید labour ہوتی ہے۔ اتنی محنت کے بعد جب وہ کچھ دریافت کر لیتے ھیں تو ایسے الفاظ کہتے ھیں:

Excellent ...! Very good ...! Exceptional hard work ...! This is a meticulous work ...! Dedicated, great people work with ... but when they talk about God they talk like quacks.

مگر جب وہ خُدا کی بات کرتے ھیں، چاھے وہ ھُود بھائ ہوں یا الطاف بھائ ہوں یا سرکار بھائ ہوں تو لگتا ہے جیسے گلی میں بندر والا کھڑا ہے، نہ اُن کا کوئ مطالعہ ہوتا ہے، نہ انہوں نے کوئ غور کیا ہوتا ہے، نہ اُن کی کوئ فِکری کاوش ہوتی ہے، نہ انہوں نے کوئ research کی ہوتی ہے، نہ انہوں نے قرآن پورا پڑھا ہوتا ہے، نہ انہوں نے حدیث پڑھی ہوتی ہے، نہ تاریخِ اسلام کا مطالعہ ہوتا ہے اور نہ ھی انہیں مذاھب کا ادراک ہوتا ہے۔ وہ عجیب سے funniest way میں اس پر بات کرتے ھیں ۔ ۔ ۔ بالکل ایسے جیسے میں اس وقت

مذھب کے thesis کے بجائے atomic physics پر لیکچر دیتا اور بڑا سا ھال سائنسدانوں سے بھرا ھوتا، جو یہ توقع کرتے کہ کب یہ احمق جائے اور ھماری جان چھوٹ جائے۔ اسی طرح جب یہ لوگ خُدا پر بات کر رھے ھوتے ھیں تو کس قدر بے وقوف لگ رھے ھوتے ھیں، آپ یہ جان نہیں سکتے کہ وہ کتنے آن پڑھ ھوتے ھیں اس لیئے میں ان کو مشورہ دیتا ھوں کہ جس بات کا تمہیں پتہ نہیں، اس پر کیوں اپنی رائے دیتے ھو۔ میرے ساتھ ایک practical واقعہ پیش آیا،

میں نے قرآن کے حوالے سے جب یہ کہا کہ اللہ نے پہاڑ زمین میں گاڑے ھیں تک کہ زمین کو لے کے دوڑ نہ جائیں اور زمین balance میں رھے، تو قائدِاعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے physcis department کے ھیڈ نے مجھے ایک خط لکھا:

My dear professor if you come at university I'll teach you about that, you should not talk on these realities. We have not such evidence, this is not right.

میں نے جواب میں صرف ایک بات کہی کہ:

Sorry professor, you are not a professor of Geology, you are a professor of physics, do ot involve yourself into other peoples' job.

حال تو یہ ھے کہ فزکس والا مجھے طنز کر رھا ھے کہ تم نے geological statements کیوں دی ھیں؟ ظاھر ھے کہ میں نے یہ عِلم نہیں پڑھا کیونکہ مجھے سائنس دان تو نہیں بننا مگر مجھے اپنے اللہ کے ساتھ یا قرآن کے ساتھ جتنی تعلیمات میلیں گئیں چاھے وہ سائنس سے ثابت ھوں، آرٹس سے ھوں یا کسی بھی اور ذریعے سے ھوں ان کو کوئ جھٹلا نہیں سکتا۔

اللہ کی ایک statement ھے، آپ مجھے بتائے کہ میں اس statement کا ثبوت کہاں سے حاصل کروں . . . statement عجیب سی تھی ھُد ھُد سلیمانؑ کے پاس آیا اور کہا: " اے بادشاہِ عالم! ھم نے ایک بڑی عجیب اور اعلیٰ مملکت دیکھی جن کی ایک ملکہ تھی اور وہ قوم سورج کی پرستش کرتی تھی " خواتین و حضرات! آپ پتہ کرو کہ ھُد ھُد کون صاحب تھے؟ مجھے تو نہیں پتہ . . . بہت سے لوگ تو ان کو ھُد ھُد ھی نہیں مانتے، بھلا پرندے کیسے بول سکتے ھیں، آج کل کے intellectuals کہتے ھیں کہ پرندے کہاں بولتے ھیں اور پیغمبر کیسے ان سے باتیں کر سکتے ھیں؟ ایک صاحب نے کہا سلیمانؑ نے چیونٹیوں سے کوئ خطاب نہیں کیا، مگر انہیں تھوڑا سا انتظارکر لینا چاھیئے تھا تا کہ شاید کوئ شہادت نکل آئے مگر ھم تو فوری فیصلے کرتے ھیں۔ اس نے کہا کہ چیونٹیاں سنتی ھیں نہیں ھیں۔ تین سال پہلے تک چیونٹیاں نہیں سنتی تھیں، سائنسدانوں کو کچھ پتا نہیں تھا کہ چیونٹیاں سنتی ھیں۔ یہ سب داستان ھے اور کوئ کلام نہیں ھوا، سلیمانؑ نے کوئ بات نہیں کی، یہ اشارتاً کنایتاً بات ھے۔

بدقسمتی یہ ھوئ کہ جدید تحقیقات میں پتہ چلا کہ One mega hertz (1MHZ) پر چیونٹی بات کرتی ھے، سُنتی ھے، اشارہ لیتی ھے، چلیں! اب بتائیں کہ قرآن کو سچّا کہیں یا ان کو سچّا کہیں؟ آپ خود کہتے ھو کہ شہادت دو، اب شہادت مل گئ ھے کہ چیونٹیاں کلام بھی کرتی ھیں، باتیں بھی سنتی ھیں مگر 1 mega hertz پر . . . اب مجھے کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو وہ کون سی صِفّت دی ھو گئ کہ وہ 1 mega hertz پر بھی بات سن لیتے ھونگے، ظاھر ھے سلیمانؑ غیر معمولی انسان ھے، وہ کوئ عام بندہ تو نہیں ھے، مگر یہ ثابت ھو گیا کہ چیونٹیاں بہری نہیں ھیں، یہ کلام کر سکتی ھیں۔

جب میں نے وہ ذکر پڑھا تو میں پریشان ھوا کہ میں کہاں سے evidence لاوں . . . خواتین و حضرات! آپ کو evidence ملیں گے، archaeologists (ماھرینِ آثارِقدیمہ) سے آپ کو evidence ملیں گے، جب آپ " سبائین " کے آثار کو پھرولیں گے تو evidence آپ کو اس فرسُودہ تہذیب سے ملیں گے جہاں وہ تباہ ھوا، برباد ھوا، اُدھر ھم جائیں گے، اُن کو ڈھونڈھیں گے اور دیکھیں گے کہ یار یہ کیا . . . ابھی ھُد ھُد نے پہلی بات کہی کہ " وھاں اے بادشاہ! ھم نے ایک قوم دیکھی ھے جو سورج کی پرستش کرتی ھے " کیا آپ جانتے ھیں کہ پچھلے تین چار سالوں میں Sebains کی جگہیں ملی ھیں اور سب سے حیران کن، سب سے پہلے یہ بات سامنے آئ کہ یہاں ایک ایسی قومِ سبا آباد تھی جو سورج کی پرستش کرتی تھی۔ جو پہلا ستون نکلا وھی اپالو کا تھا۔ سورج اور اسکی پرستش کا نکلا۔ اب تو اللہ کی باتیں حیران نہیں کرتیں مگر میں تھوڑا سا حیران ھوا کہ پہلی بات قرآن میں ھُد ھُد نے یہ کہی کہ قومِ سبا سورج کی پجاری تھی۔ یہاں archaeology نے جو کھدائ کی تو پہلی بات یہ کہی کہ یہ قوم سورج کی پرستش کرتی تھی . . .

خواتین و حضرات! اس لیئے تلاشِ عِلم میں تمام لوگوں کی مدد لینا پڑتی ھے، میرے شیخ و مرشد سیّدنا علی بن عثمان ھجویریؒ کا ارشاد ھے کہ اگر تمہیں اللہ کے بارے میں جاننا ھے تو پھر تھوڑا تھوڑا ھر اس عِلم سے حاصل کر جو تجھے قرآن کی وضاحت کے لیئے ضروری ھے اور اگر آج کے زمانے میں آپ اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو قدرتی طور پر ھم تمام علوم میں ماھر تو نہیں ھو سکتے مگر ھم مختلف علوم کو پڑھ کر ذھانت کے اس دھانے تک تو جاسکتے ھیں جہاں ھم کسی خاص عِلم کے متفقہ نتیجہ کو سمجھ سکیں۔ جب آپ ایک ذھنی معیار حاصل کر لیتے ھو اور مزید پروان چڑھتے ھو اور جب آپ کا ذھن آگے بڑھتا ھے تو ایک level of maturity ایسی ھے جہاں آپ کسی بھی عِلم کی کوئ بھی بات بآسانی سمجھ لیتے ھو کیونکہ یہ ضروری نہیں ھے کہ آپ ساری mathematics سیکھ لیں مگر ھو سکتا ھے کہ جو آخری نتیجہ نکلے اس کو آپ جلدی سمجھ لیں۔ Newton نے پتہ نہیں کتنے سال لگانے کے بعد قوانینِ حرکت دریافت کئے مگر اس سے جو نتیجہ نکلا اس کو آج بچے بھی سمجھ جاتے ھیں اس لیئے research ایک مختلف چیز ھے اور جب اس کا نتیجہ حاصل ھوتا ھے تو وہ ایک سادہ سی بات رہ جاتی ھے۔ مطلب یہ کہ سائنسدان مذھب کے بارے میں زیادہ محنت نہیں کرنا جتنی آج ھم لوگ محنت کرتے ھیں۔ ویسے میں کیا کہوں کہ اتنی ھم قرآن کے لیئے محنت نہیں کرتے sorry to say اب دیکھیئے قرآن میں ایک:

" کان الناس امة واحدة " (سب انسان ایک اُمّت تھے)

بعد میں لوگوں نے شرک کیا اور اپنے اپنے theeme بدل لیئے اور نئ باتیں نکال لیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس کی evidence کہاں سے ملے گی۔ جہاں تک تاریخ جاتی تھی وہاں بُت پرستی تھی۔ اس کے پیچھے عِلم الاصنام تھا وھاں بھی بُت پرستی تھی، تو سوال یہ تھا کہ یہ evidence کہاں سے ملے گی پھر میں نے بڑی سنجیدگی سے دنیا کی تمام mythologies کا مطالعہ کیا۔ میں اس چکر میں تھا کہ خُدا کی غلطی پکڑوں اور مجھے خُدا کے انکار کا موقع مل جائیگا اس لیئے میں نے بڑی کوشش کی اور ساری mythologies اور عِلم الاصنام سے گزرتے ہوئے Greek mythology تک آیا۔ ایک سوال میں آپ سے ضرور پوچھوں گا کہ جب آپ Greek mythology یا کوئی بھی mythology پڑھتے ھو *(میں صرف دو یا تین مثالیں دوں گا)* تو اتفاق کی بات ھے کہ آپ زیادہ پیچھے نہیں جاتے۔ آپ رائج الوقت mythology تک ھی جاتے ھو، رائج الوقت Greek mythology آپ کو بتاتی ھے کہ Olympia کے کئ دیوتا تھے۔ ان میں Zeus تھا، Afrodite تھی، ہیفاسٹس تھا۔ آپ سوچتے ھو کہ یہ تو پانچ چھ gods ھیں مگر اگر آپ تھوڑا سا اور پیچھے جاو تو آپ کو عجیب و غریب داستان نظر آتی ھے کہ اولمپیا (Olympia) کے تمام دیوتا صرف ایک دیوتا کرونس (Chronus) سے پیدا ہوئے تھے۔ اس کے بارے میں mythology کہتی ھے کہ chronus اپنے بچے پیدا ہوتے ھی کھا جاتا تھا اس لیئے Zeus اپنے بہن بھائیوں کو لے کے بھاگ گیا اور شروع میں وہ کریٹ کے ایک جزیرے میں جا کے آباد ھو گیا۔

اب لطیفہ یہ ھے کہ شروع میں تو وہ ایک خُدا کی پرستش کرتے رھے جب وہ پرستش شروع ھوئ تو وہ واحدانیت ان سے برداشت نہیں ھوتی تھی اس لیئے ان کو وہ جگہ چھوڑ کر کسی اور جگہ جانا پڑا

They had to shift their place to built other temple at some other place

اور ایسے بُت پرستی شروع ھوئ، اب آیئے ذرا انڈیا کا حال دیکھیں کہ انڈیا میں بُت ھی بُت ھیں اور پھر بُتوں کی نسلیں اور ان کے آباواجداد . . . مگر جب آپ Indian mythology کے آغاز کو دیکھیں تو آریا (Aryans) جب انڈیا میں داخل ھوئے تو یہ مواحد تھے اور Aryans کا صرف ایک خُدا تھا اور اس کا نام اِندرا تھا، اگر آپ اس کی صِفّات سُنیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ واقعی خُدائے واحد تھا اس لیئے کہ اس کی دو صِفّات تھیں

God of swarg and God of thunder

یعنی ذوالجلال والاکرام . . . وہ جنّت کا خُدا تھا اور سزا دینے والا خُدا تھا . . . عذاب دینے والا، ثواب دینے والا اور جزا و سزا کا مالک ایک ھی تھا۔ جونہی وہ انڈیا میں داخل ھوا تو یار لوگوں نے اسکی دو شادیاں کرائیں۔ متھرا اور ورونا دیویوں کے ساتھ اس کو attach کر دیا۔ یہ ایک trinity بن گئ اور واحدانیت ختم ھو گئ۔ کچھ عرصے کے بعد دوبارہ واحدانیت نے جوش مارا اور پھر ایک خُدا بلند ھو گیا۔ جس کا نام برھما تھا اور اسی زمانے میں شیوا اور وشنو آ گئے اور پھر ایک trinity قائم ھو گئ۔

first trinity to the second trinity اسمرتی میں جب ' منو ' سے اس کے بیٹے نے پوچھا کہ خُدا کی حقیقتِ مُطلقہ کیا ھے؟ تو اس نے کہا: . . . " حقیقتِ مُطلقہ واحد ھے مگر اس کی امثال دو ھیں " وہ destroyer ھے اور constructive ھے۔ خواتین و حضرات! آپ کو معلوم نہیں کہ ایک آیت کے لیئے کتنی محنت کرنا پڑتی ھے اس لیئے جو جیسا ھے اس کو ویسے ھی رھنے دو۔ اتنی details میں جانے کی ضرورت نہیں ھے۔

سو نمبر 4.04) [روحانی رھنما کی پہچان] ایک اعلیٰ روحانی رھنما کی پہچان آج کل کے اس مادی دور کے تناظر میں بیان فرمایئے۔

جواب: سب سے بڑی پہچان میرے نزدیک یہ ھے کہ آپ بندے کو خطا کا حامل سمجھیں، جب آپ راھنما کی بجائے بُت تلاش کرتے ھو، جب آپ ان کو لافنا اور لاخطا سمجھتے ھو تو آپ ایک بُت تراش لیتے ھو۔ کوئ بھی راھنما جب زمین پر آتا ھے تو اپنی بہت ساری کمزوریوں سے پروان چڑھتا ھے۔ پھر اس کو اِستطاعت نصیب ھوتی ھے یا کوئ اِخلاص نصیب ھوتا ھے یا عِلم و دانش نصیب ھوتا ھے پھر اس کے بعد لوگ اس سے راھنمائ طلب کرتے ھیں مگر اسکا یہ مطلب نہیں ھے کہ اسے پیغمبر کی طرح سمجھا جائے۔ یہ بات آپ کو یاد رکھنی چاھیئے کہ جب آپ کی طلب اور جُستجُو نے ھتھیار ڈال دیئے تو آپ کسی نہ کسی بُت کا شکار ھو جاتے ھیں اور آپ کا ذھن رُک جاتا ھے، آپ ایک استاد سے دوسرے استاد کے پاس جاتے ھیں، تیسرے یا چوتے کے پاس جاتے ھو، وہ استاد کبھی بھی روحانی عالم نہیں ھو سکتے۔ روحانی تو لفظ ھی فضول ھے۔ میں تو صرف تعلیم کے بارے میں کہوں گا وہ شخص کبھی اچھا استاد نہیں ھو سکتا جو اپنے شاگرد کو اپنے اقوال کا پابند کرتا ھے۔ وہ شخص کبھی اچھا استاد نہیں ھو سکتا جو اپنے شاگرد کے تجسّس کو پابندِ سلاسل کرتا ھے۔ استاد کا کام یہ ھے کہ طالبِ عِلم کو عِلم کے لیئے initiate کرے۔ There is a difference in teaching and initiation

استاد کا کام یہ ھے کہ اپنے طالبِ عِلم کو دیکھے، جانچے، پرکھے اور اسے عِلم کے لیئے initiate کرے۔ وہ کلاسیں نہیں پڑھاتا صرف کورس ختم نہیں کراتا بلکہ وہ اپنے طالبِ عِلم میں ھوسِ تعلیم پیدا کرتا ھے، آرزوئے عِلم پیدا کرتا ھے، وہ اپنے طالبِ عِلم میں شناخت کی طلب پیدا کرتا ھے اور میرا ایک اصول رھا ھے کہ جس شخص نے جتنی بھی تعلیم حاصل کی اور خُدا کے لیئے کی، جاننے، سوچنے کے لیئے کی تو میں نے بہت پہلے ایک بات کہی تھی کہ عِلم کی جُستجُو، محنت اور ذھن کی طلب کی صرف ایک منزل ھے اور وہ اللہ ھے۔ اگر کوئ شخص اس جُستجُوئے عِلم کے بعد اللہ تک نہیں پہنچا تو اس کو پلٹ کے دیکھنا چاھیئے کہ میری approach کہاں غلط ھو گئ؟ اس کو واپس آ کے اپنی approach درست کرنی ھو گی۔ میں نے اللہ کو نہیں بنایا، اللہ نے مجھے بنایا ھے، میں نے اللہ کو اپنے لیئے نہیں بنایا،

اللہ نے مجھے اپنے لیئے بنایا ھے اس لیئے میں اسے تلاش نہیں کر بلکہ وہ مجھے تلاش کر رھا ھے۔ اس زمین کے پہلے انسان کو اللہ نے initiate کیا ھے اور initiation کا صرف ایک مقصد ھے:

وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلۡأَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى ٱلۡمَلَـٰٓٮِٕكَةِ فَقَالَ أَنۢبِـُٔونِى بِأَسۡمَآءِ هَـٰٓؤُلَآءِ إِن كُنتُمۡ صَـٰدِقِينَ (٣١) [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 31]
اورعلم دیدیا اللہ تعالیٰ نے(حضرت)آدم() کو (اُن کو پیدا کر کے)سب چیزوں کے اسماء کاپھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کردیں پھرفرمایاکہ بتلاؤ مجھ کواسماء ان چیزوں کے(یعنی مع ان کے آثار و خواص کے)اگرتم سچّےہو۔ سُوۡرَةُالبَقَرَة : (آیت نمبر: 31)
[ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

ھم نے آدمؑ کو اسماء سکھائے، ھم نے طالبِ عِلمی کے شائبے کو دور کرنے کے لیئے ملائکہ کو بھی وھی اسماء سکھائے مگر ملائکہ آگے نہ بڑھ سکے اور آدمؑ آگے بڑھ گیا۔ آدمؑ اس قابل تھا کہ وہ خُدا کی شناخت کے قابل ھوا، اس لیئے اللہ نے اسے آگے بڑھایا۔ اس نے پوچھا:

" قَالَ يَـٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئۡهُم بِأَسۡمَآٮِٕهِمۡ‌ۖ فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم بِأَسۡمَآٮِٕهِمۡ قَالَ أَلَمۡ أَقُل لَّكُمۡ إِنِّىٓ أَعۡلَمُ غَيۡبَ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَأَعۡلَمُ مَا تُبۡدُونَ وَمَا كُنتُمۡ تَكۡتُمُونَ (٣٣)[سُوۡرَةُالبَقَرَة : 31] "

" قَالَ يَـٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئۡهُم بِأَسۡمَآٮِٕهِمۡ . . . [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 33] " (اے آدمؑ! جو ھم نے تمہیں سکھایا تھا اس کا کیا کیا؟)

" . . . فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم بِأَسۡمَآٮِٕهِمۡ . . . [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 33] " (میں نے یہ کیا اللہ اور میں نے یہ بھی کیا)

استاد بہت خوش ھوا اور بولا" واہ . . . " جب شاگرد نے یہ ھونہاری دکھائ تو استاد نے اس پر ناز کیا اور تفاخر کیا:

" . . . قَالَ أَلَمۡ أَقُل لَّكُمۡ إِنِّىٓ أَعۡلَمُ غَيۡبَ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَأَعۡلَمُ مَا تُبۡدُونَ وَمَا كُنتُمۡ تَكۡتُمُونَ [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 33] " (کیا میں نہ کہتا تھا! دیکھا کیا چیز نکلی ھے یہ فتنہء آخرزماں . . . دیکھو یہ کیسے بول رھا ھے؟ کیسے بتا رھا ھے؟ میں نہ کہتا تھا جو میں جانتا ھوں وہ تم نہیں جانتے، میں جانتا ھوں جو تمہارے دلوں میں ھے اور جو تم چھپاتے ھو مگر جو میرا دعویٰ میرے طالبِ عِلم پر تھا وہ سچّا نکلا)

خواتین و حضرات! وہ ھمیں ڈھونڈ رھا ھے، ھو سکتا ھے کہ اس کو ھم سے کوئ کام ھو . . .

ؔ جلتے ھر شب ھیں آسماں پہ چراغ   جانے یزداں ھے مُنتظر کِس کا

جب آپ اس کی تعلیم سے انحراف کرتے ھو، جب آپ نالائقی کرتے ھو تو وہ کہتا ھے:

" يَـٰحَسۡرَةً عَلَى ٱلۡعِبَادِ‌ۚ . . . [سُوۡرَةُيٰسٓ: 30] " (اے لوگو مجھے تم پر حسرت آتی ھے)

میں نے کتنے ناز سے تمہیں زمین پر پیدا کیا، کمال کی بات یہ ھے کہ ھم کن چکروں میں پڑ گئے یا کس خوف میں ھم پڑ گئے، آپ کو ایک چھوٹی سی بات بتاتا ھوں کہ اگر ھمارا کوئ بندہ امریکہ جاتا ھے تو پوری family اسے چھوڑنے کے لیئے جاتی ھے۔ اس کے بڑے ناز نخرے اٹھائے جاتے ھیں۔ سب بڑے خوش ھوتے ھیں کہ شاید یہ آخری ملاقات ھی نہ ھو، یہ تو جا کے عیش کر لے، کسی کو تحفوں کی اُمّید ھوتی ھے۔

Do you know why it is so . . .? land of opportunity, land of comfort, land of luxuries. Every thing is there.

کھائے گا، پیئے گا، عیش کرے گا . . . اس کے بچّے عیش کریں گے . . . ھم خُود اسے چھوڑنے جاتے ھیں، ھم اچھی طرح جانتے ھیں کہ ھو سکتا ھے یہ اٹھارہ، بیس سال کے بعد آئے، ملے یا نہ ملے . . . خواتین و حضرات! اگر ھمیں پتہ ھو کہ ھم ایک ایسے ملک میں جا رھے ھیں جہاں نہ کوئ غم، نہ کوئ وحشت، نہ آرزو، نہ کوئ درد . . . کھلا کھانا، میوے جو مرضی عیش کرو تو مجھے قسم ھے اللہ کی کہ تم اپنے بوڑھوں کو زبردستی قبر میں دبا کر آو . . . بھئ اِدھر کیا کر رھے ھو؟ جاو فراخ دنیا میں . . . یہ ھماری estrangement ھے کہ جس کی وجہ سے ھم اگلے جہان سے ڈرتے ھیں۔ بھئ اگلا جہان تو آرام کا ھے، آسائش کا ھے، کھلی دنیا کا ھے اور اس کا standard بڑا low ھے۔ یہ کوئ امریکہ نہیں ھے، یہ کوئ لاٹری نہیں ھے، اگلا standard بڑا low ھے۔ اگلا standard بڑا simple ھے کہ پوری زندگی میں اگر ایک دفعہ بھی تم نے دل سے یہ کہا ھو:

" اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ "

Passport is stamped, visa is given, galaxial world is open, go and enjoy . . . یہ بہت سادہ ھے۔ آپ نے اپنی راھوں کو بہت مشکل کر دیا ھے۔ It is too simple to be a Muslim, it is too simple to love God. آپ کے تصوّر سے وہ خُدا کیوں نکل گیا . . .؟ آپ نے بیچ میں ایجنٹ کیوں بٹھا لیئے ھیں۔ کسی مسجد کے مولوی کو بیچ میں کیوں لے آئے ھو؟ کیا تمام ایجنٹ آج تک ٹھیک نکلے ھیں . . . اور تو اور کعبے تک لے جانے والے ایجنٹ تک فراڈ کر رھے ھیں۔ بھئ خُدا کا خوف کرو، سیدھے سادے جاو۔ علّامہ اقبال نے بڑی مشہور بات کہی تھی کہ There is no church in Islam, every body has the right جب طلب ھو گی تو آپ ان عُلماء کے پاس بھی جانا۔ جب ناظرہ کی

ضرورت ہو گی تو ضرور کسی مولوی سے پڑھ لینا۔ اگر اس سے زیادہ عِلم کی ضرورت ہوئ تو آپ کسی بڑے عالم کے پاس جانا اس سے زیادہ جاننے کو ضرورت ہوئ تو کسی یونیورسٹی کے پروفیسر کے پاس چلے جانا۔

It depends on you. How much do you want? How much do youneed?

مگر آپ کے اِخلاص کو رد نہیں کیا جاے گا۔ یہ ہو ھی نہیں سکتا۔ شیطان نے پروردِگار سے کہا کہ اے پروردِگار! تو نے مجھے بڑی سزا دی نا، اس بندے کے لیئے . . . میں اس کے آ گے سے آوں گا، پیچھے سے آوں گا، اُوپر سے آوں گا، نیچے سے آوں گا، میں اسے مُطلق گھیروں گا اور میں اسے گمراہ کروں گا، تیرے رستے سے ھٹاوں گا اور اسے جہنّم میں ڈالوا کے رھوں گا۔ اللہ نے کہا: تُو کر لے جو کرنا چاھتا ھے، میرا بڑا simple سا رستہ ھے، تُو سارے لوگوں کو گمراہ کرے گا میں جانتا ھوں:

" إِلَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ [سُوۡرَةُ الصَّافات: 160] "

مگر جس بندے کے دِل میں میرے لیئے ذرّہ برابر اِخلاص موجود ھے اُسے تُو کبھی گُمراہ نہیں کر سکتا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے لیئے تمہاری آنکھوں سے مکھی کے سر کے برابر بھی آنسو نکل آئے اور ڈھلک کر تمہارے رخسار تک آ جائے تو اللہ نے دوزخ تم پر حرام کر دی اور تمہیں دوزخ پر حرام کر دیا۔ جنّت کا passport کتنا قریب، کتنا آسان اور کتنا سادہ ھے مگر کوئ آج کی بات نہیں ھے کہ آپ مذہب کو تو جانتے ھو مگر اللہ کو نہیں جانتے۔

We are worshipping a religion without God

ھم تو مدرسوں میں اٹکے ھوئے ھیں یہ دیوبندی ھے . . . یہ وھابی ھے . . . یہ فلاں ھے یا یہ فلاں ھے۔ بھئ مدرسوں سے میں نے کیا لینا ھے؟ میں نے تو عِلم حاصل کرنا ھے، اچھے استاد تو کہیں بھی ھو سکتے ھیں، وھابی اچھا استاد ھو سکتا ھے، دیوبندی ھو سکتا ھے،

You want to learn but not because of a school or a college

ھاں ان میں سے جو بندہ خُدا کا شعور اور اس کی محبت کا ایک ذرّہ بھی دلا دے گا تو میں اس کا شاگرد ھوں۔ مگر ھم تو یہ دیکھتے ھیں کہ school تو سارے ھی لگے ھوئے ھیں، سب بیٹھے ھوئے ھیں۔ دھڑا دھڑ بھرتیاں بھی ھو رھی ھیں۔ مسلمان ان میں جانے کے لیئے بے چین بھی ھیں مگر ان میں کوئ خُدا شناس نہیں نکلتا، حکومتیں قائم ھو رھی ھیں . . . Everybody is crazy پہلے بھی ایسے کئ موصوف گزرے۔ شاہ ولی اللہ محدّث دھلویؒ کا نام تو آپ نے سنا ھو گا۔ اُن کا ایک مکاشفہ سننے میں بڑا سخت ھے، وہ کہتے ھیں:

" مجھ پر اللہ نے انعام کیا کہ تم پر اسمِ مصطفوی اور اسمِ عیسوی دونوں کا جلال وارد ھوتا ھے اور تُو عالم کا سردار ھے *(اور آخری جملہ بڑا دلچسپ تھا)* اب ھم سمجھتے ھیں کہ جب تُو ھے تو مہدی کی کوئ ضرورت نہیں . . . "

ھمارے عالم تو اپنی تعریف و توصیف سے باھر نہیں نکل سکتے۔ انہوں نے بندوں کو خُدا کی طرف کیا لے کے جانا ھے۔

سوال نمبر 4.05) [اللہ کو محسوس کرنے کی حِس] اللہ محسوس کرنے میں کیسا ھے؟

جواب: یہ کیفیت کا سوال نہیں ھے، بعض اوقات یہ کہا جاتا ھے کہ اللہ کو دیکھا نہیں جاسکتا، ٹھیک ھے ھوا بھی دیکھی نہیں جا سکتی، بہت ساری چیزیں ھیں جو نظر نہیں آتیں۔ ھماری نظر پر بہت سے حجاب ھیں جس کی وجہ سے ھم نہیں دیکھ سکتے۔ ھماری نظر پر جنّات کو نہ دیکھنے کا حجاب ھے، ملائکہ کو نہ دیکھنے کا حجاب ھے۔ شاید آپ کو پتہ بھی نہ چلے کہ اس وقت کتنے ملائکہ یہاں موجود ھیں یا کتنے جنّات موجود ھیں۔ وہ تخریب کار بھی ھوتے ھیں اور تعمیر کار بھی ھوتے ھیں مگر یہ جو کہا جاتا ھے کہ خُدا feel نہیں ھوتا یہ غلط ھے۔ کسی بھی لمحے میں کسی خاص فریکونسی پر وہ محسوس ھو جاتا ھے۔

It is a question of frequency وہ فریکوینسی gain کر لیتے ھو تو اس وقت اللہ واقعی آپ کی شہ رگ سے بھی قریب ھوتا ھے۔ یہ ٹھیک ھے کہ ھم اسے نہیں دیکھ سکتے مگر بہت سی چیزیں ھم نہیں دیکھ سکتے مگر محسوس کر لیتے ھیں اور محسوس سے بھی زیادہ یہ چیز ھے کہ ھم اسے پورے کا پورا اپنے دِل و نظر میں پا لیتے ھیں اور اس وقت وہ ھماری نظر میں بھی ھوتا ھے اور احساس میں بھی . . .

اللہ کو جاننے کا ایک طریقہ بڑا مزے کا ھے۔ وہ یہ کہ جب آپ تمام اسباب پورے کر لو اور اسباب سارے کے سارے ناکام ھو جائیں تو آپ اپنے ذھن کو convince کر لیں کہ اب کوئ سبب نہیں رھا کہ میں اس مشکل سے نکل سکوں اور پھر آخر میں آ کے خدا کو پکارو . . . پھر اگر کام ھو جائے تو اللہ کو داد دو اور یہ محسوس کرو کہ وہ ھے مگر جب کام ھو جائے، آرزو پوری ھو جائے، جب مشکل سے نکل آو تو اللہ کو محسوس کرنے کی بجائے آپ اللہ کو بھول جاتے ھو اور کہتے ھو کہ یہ تو ایسے ھی ھونا تھا۔

It was natural to be done یہ atheist بھی یہی کہتے ھیں۔ وھاں آپ خُدا کا بڑی شدّومد سے انکار کرتے ھو مگر خُدا ھمیشہ حقائقِ زندگی میں آپ کو عِلم دیتا ھے۔ وہ آپ کو خواب و خیال میں عِلم نہیں دیتا اور ایک ا یک قدم پر آپ کو واضح کرنا ھے کہ اے بندے! دیکھ میرے سوا اور کون ھے جو یہاں کچھ کر سکتا ھے۔

أَمَّن يُجِيبُ ٱلۡمُضۡطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكۡشِفُ ٱلسُّوٓءَ وَيَجۡعَلُكُمۡ خُلَفَآءَ ٱلۡأَرۡضِ أَءِلَـٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ قَلِيلاً مَّا تَذَكَّرُونَ (٦٢) [سُورَةُ النَّمل : 62]
یا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور (اس کی) مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین میں صاحب تصرف بناتا ہے (یہ سن کر بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (مگر) تم لوگ بہت ہی کم یاد رکھتے ہو۔ (۶۲) [ترجمہ: اشرف علی تھانوی]

" أَمَّن يُجِيبُ ٱلۡمُضۡطَرَّ إِذَا دَعَاهُ . . . " (کون ھے جو مُضطرب کو اِضطراب میں سکون بخشتا ھے)

" . . . وَيَكۡشِفُ ٱلسُّوٓءَ . . . " (کون ھے کہ جب تم پھنس جاتے ھو، الجھ جاتے ھو، مبتلائے بلا ھوتے ھو، مصائب میں پڑے ھوتے ھو تو تمہاری مصیبت کی گرھیں کھولتا ھے)

" . . . وَيَجۡعَلُكُمۡ خُلَفَآءَ ٱلۡأَرۡضِ . . . " (کون ھے تمہیں زمین میں عزّتیں بخشتا ھے، کون اپنے گرے پڑے بندوں کو اٹھا کر فلک آشنا کرتا ھے؟ کون ایک بے درد اور غیر معقول آدمی کو لوگوں کا سردار بناتا ھے؟)

" . . . أَءِلَـٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ . . . " (اللہ ھی تو ھے اور تو کوئ نہیں ھے)

" . . . قَلِيلاً مَّا تَذَكَّرُونَ [سُورَةُ النَّمل : 62] " (مگر تم مجھ کو بہت کم یاد کرتے ھو)

پھر اللہ کہتا ھے کہ یار! کمال کی بات ھے کہ تم نے مجھے اتنا جابرِ مُطلق سمجھ لیا ھے۔ کیا میں صرف سزا کے لیۓ بیٹھا ھوا ھوں؟ میں رحم رحم پکار رھا ھوں . . . محبت محبت پکار رھا ھوں . . . کرم کرم کی صدا بلند کر رھا ھوں مگر تم اُلٹا مجھ پر تھوپے جا رھے ھو کہ میں بڑا سخت ھوں، میں بڑا جابر ھوں، میں بڑے جوتے مارنے والا ھوں، وہ کہتا ھے: نہیں یہ غلط ھے . . .

مَّا يَفۡعَلُ ٱللَّهُ بِعَذَابِكُمۡ إِن شَكَرۡتُمۡ وَءَامَنتُمۡ وَكَانَ ٱللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا (١٤٧) [سُورَةُ النِّسَاء : 147]
(اور اے منافقو) اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم سپاس گزاری کرو اور ایمان لے آؤاور اللہ تعالیٰ بڑی قدر کرنے والے خوب جاننے والے ہیں۔ (۱۴۷) [ترجمہ: اشرف علی تھانوی]

" مَّا يَفۡعَلُ ٱللَّهُ بِعَذَابِكُمۡ . . . " (ھمیں کیا پڑی ھے کہ تمہیں تکلیف دیں)

" . . . إِن شَكَرۡتُمۡ وَءَامَنتُمۡ . . . " (اگر تم ھماری یاد کرنے والے ھو، اگرتمہارا ایمان ٹھیک ھے تو ھمیں کیا پڑی ھے کہ تمہیں سزا دیں)

" . . . وَكَانَ ٱللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا " (اللہ تمہاری یاد قبول کرتا ھے اور وہ عُلم والا ھے)

ایک بات یاد کھیۓ گا کہ اللہ عِلم والا ھے اور عِلم کی قدر کرتا ھے اور عِلم کی تلاش جاری رکھنی چاھیۓ، چاھے آپ نے ایک جماعت پڑھی ھے یا دس پڑھی ھیں یا چاھے آپ نے پی ایچ ڈی کی ھوئ ھے۔ خُدا کی شناخت عِلم میں ھے۔

" إِنَّمَا يَخۡشَى ٱللَّهَ مِنۡ عِبَادِهِ ٱلۡعُلَمَـٰٓؤُاْ . . . [سُورَةُ فَاطِر : 28] " (سب سے زیادہ اللہ سے اسکے عالم اور اس کے شناسا ھی ڈرتے ھیں)

عِلم والے ھی خُدا کو جانتے ھیں، عِلم والے ھی ھدایتِ خالص کے بغیر خُدا کے حریف ٹھہرتے ھیں۔ عِلم والے ھی اس کے گستاخ بھی ٹھرتے ھیں مگر وہ عِلم دوسری قسم کا ھوتا ھے اس لیۓ اللہ تعالیٰ نے جتنی Superior evalution عِلم اور شناخت کو دی ھے اتنی کسی اور شے کو نہیں دی بلکہ جب دنیا و ما فیہا میں اس نے درجاتِ انسان مقرّر کیۓ تو ھر چیز کے درجات مقرّر کر کے اس نے کہا کہ:

" نَرۡفَعُ دَرَجَـٰتٍ مَّن نَّشَآءُ . . . [سُورَةُ يُوسُف : 76] " (میں جس کے چاھتا ھوں درجات بلند کرتا ھوں)

" . . . وَفَوۡقَ كُلِّ ذِى عِلۡمٍ عَلِيمٌ [سُورَةُ يُوسُف : 76] " (اور ھر عِلم والے کے اوپر ایک عِلم والا ھے)

سوال نمبر 4.06) [قیامت کے دن اللہ کا ظہور] اللہ کا ظہور قیامت کے دن کس shape میں ھو گا؟ کیونکہ نُور تو نظر نہیں آتا؟

جواب: Religious world اتنی مختصر نہیں ھوتی جتنی آپ مساجد میں دیکھتے ھو یا مکاتب میں دیکھتے ھو۔

Religion is cosmic knowledge جس میں ھمیں ھزارھا عُلوم کی چھوٹی چھوٹی شِقوں کا جائزہ لینا ھوتا ھے۔ یہ آپ کے فِکر و تجسّس پر منحصر ھے۔ ھو سکتا ھے کہ ایک میڈیکل ڈاکٹر اللہ کو اپنے profession کے توسط سے دیکھ کر حیران ھو۔ ایک physicist اپنے تصوّر سے دیکھ رھا ھوتا ھے۔ جو تمام عُلوم سے تھوڑی تھوڑی آگہی لے رھا ھو اس کے لیۓ کچھ چیزیں shocking سی اطلاع بن کے نکلتی ھیں۔ اس حوالے سے قرآنِ کریم میں ایک بہت بڑی خوبصورت آیت ھے بلکہ اکثر میں اسے اس کی لذّت کے لیۓ پڑھتا ھوں:

" وَأَشۡرَقَتِ ٱلۡأَرۡضُ بِنُورِ رَبِّهَا . . . [سُورَةُالزُّمَر : 69] " (قیامت کے دن زمین تیرے رب کے نُور سے چمک جاۓ گی)

المرا

حالانکہ اس میں تھوڑی سی سختی بھی موجود ہے۔

" . . . لِّمَنِ ٱلۡمُلۡكُ ٱلۡيَوۡمَۖ لِلَّهِ ٱلۡوَٰحِدِ ٱلۡقَهَّارِ [سُوۡرَةُالمؤمن/غَافر : 16] "

دوسری طرف وہ قیامت کے دن کی وضاحت کرتا ہے" کون سا بادشاہ؟ کون چنگیز خان؟ کون جارج بش؟ کون سا اوباما؟ " یہ سب اس وقت پتا نہیں کس مسکینی میں ہوں گے؟ وہ کہے گا: اب بتاو . . .؟

" لِّمَنِ ٱلۡمُلۡكُ ٱلۡيَوۡمَۖ " بتاو توسہی آج ملک کس کا ہے؟

" لِلَّهِ ٱلۡوَٰحِدِ ٱلۡقَهَّارِ " یہ سب میرا ہی تو ہے۔ میں ہی واحد و قہار ہوں۔

بہت سارے aspects بہت سے مختلف لوگوں پر گر رہے ہوں گے مگر جو اس نے وعدہ فرمایا ہے کہ ساقِ سیمیں کھولی جائیگی تو اللہ اس وقت اپنی ساق کھولے گا۔ بڑا مشکل ہے کہ آپ چیزوں کو اسی طرح بیان کریں جس طرح وہ ہیں۔ اگر احادیث نہ ہوں تو

You are shoked into silence خُدا اپنی ساق کھولے گا یعنی اپنی پنڈلی کھولے گا۔ وہ قیامت کے دن نظر آئے گی اور صرف اھلِ ایمان اسے پہنچانیں گے یہاں پہلی آیت rule کرتی ہے۔

" وَأَشۡرَقَتِ ٱلۡأَرۡضُ بِنُورِ رَبِّهَا . . . [سُوۡرَةُالزُّمَر : 69] " دوسرا خطّاب

" لِّمَنِ ٱلۡمُلۡكُ ٱلۡيَوۡمَۖ " ہم مسلمانوں سے نہیں ہے کیونکہ ہم تو کہتے ہیں:

قُلِ ٱللَّهُمَّ مَـٰلِكَ ٱلۡمُلۡكِ تُؤۡتِى ٱلۡمُلۡكَ مَن تَشَآءُ وَتَنزِعُ ٱلۡمُلۡكَ مِمَّن تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُۖ بِيَدِكَ ٱلۡخَيۡرُۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَىۡءٍ۬ قَدِيرٌ (٢٦) [سُوۡرَةُآلعِمرَان : 26]
(اے محمدﷺ) آپ (اللہ تعالیٰ سے) یوُں کہئے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جس کو چاہیں دیدیتے ہیں اور جس سے چاہے ملک لے لیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں غالب کردیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کردیتے ہیں آپ ہی کے اختیار میں ہےسب بھلائی.بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں ۔ [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

ہم تو کہتے ہیں کہ مملکت اسی کی ہے، بادشاھت اسی کی ہے، زمین اس کی ہے، آسمان اسی کا ہے۔ اس آیت

" لِّمَنِ ٱلۡمُلۡكُ ٱلۡيَوۡمَۖ "

کا اِطلّاق مسلمانوں پر نہیں ھوتا کہ بے شک اے اللہ یہ آپ ہی کا ہے۔ ہم تو شروع سے ہی اقرار کرتے رہے ہیں۔ ھمارا تو اس میں کچھ بھی نہیں ہے مگر جو ھمارے لیئے آیت ہے کہ ساق کھولی جائے گی اور ساق کا مظاھرہ اِس طرح ھو گا:

" وَأَشۡرَقَتِ ٱلۡأَرۡضُ بِنُورِ رَبِّهَا . . . [سُوۡرَةُالزُّمَر : 69] " (زمین تیرے رب کے نُور سے چمک جائے گی)

مگر شاید اس وقت بھی آنکھوں پر حجاب ہو۔ زمین پر دو جانور ھیں ایک مُرغا اور ایک کُتا۔ ایک کی infrared تیز ہے اور دوسرے کی ultra violet بہت تیز ہے۔ آپ نے دیکھا ھو گا کہ مُرغ کو ملائکہ نظر آ جاتے ہیں۔ کُتے کو دیکھو تو اس کو شیطان نظر آ جاتا ہے۔ اگر ایک ھی زمین پر دو جانوروں کو علیحدہ علیحدہ مخلوق نظر آتی ہے تو قیامت کے دن بھی اھلِ ایمان میں اور دوسروں میں فرق ھو گا۔ ایک اپنے ایمان کے نُور سے ساقِ پروردِگار دیکھیں گے اور دوسرے

" لِلَّهِ ٱلۡوَٰحِدِ ٱلۡقَهَّارِ " کا جلال دیکھیں گے۔

کل مجھے ایک خاتون کا خط ملا، جس میں انہوں نے لکھا کہ باقی باتوں کا تو آپ نے بڑا ذکر کیا ھوا ہے، مرد و عورت کے relationship کے بارے میں اور family relationship کے بارے میں نہ آپ نے کوئ کتاب لکھی ہے، نہ کوئ speech کی ہے۔

And she was very right. You pray to God and request to God for me also and ' Inshah Allah Talaa ' next time will meet

ہم اس chapter کو کھولیں گے۔ پھر بہت ساری خواتین مجھ سے ناراض ہوں یا راضی ہوں اور بہت سارے مرد defensive ھو جائیں یا aggressive ھو جائیں تو میں نے سچّی بات ضرور کرنی ہے۔ اگر اللہ نے موقع دیا، اجازت بخشی تو کسی major session میں اس ایک خاص موضوع پر بات کروں گا۔

Looking at the modern text of the life it is very important that ladies particularly working ladies should be able to adjust.

ملازمت کرنے والی خواتین کوشش کر رھی ھیں کہ وہ اسلام کو، اللہ کو اپنے قریب رکھتے ھوئۓ معاشرے میں کس طرح زندگی کو زمانے کے تقاضوں کے مطابق گزار سکتی ھیں۔ جوں جوں زمانے بدلتے ھیں تو معیشت بدلتی ھے اور معاشرت بدلتی ھے اور ان تبدیلیوں کو ھم نہیں بھلا سکتے۔ وہ تبدیلیاں ھر جگہ آئیں گئیں، ریڈیو آئیں گے، ٹیلی ویژن آئیں گے، کمپیوٹر آئیں گے۔

We should not be afraid of these changes

ان تبدیلیوں کو قبول کرتے ھوئۓ ھمیں بنیادی طور پر خُدا کے ساتھ ھمارے تعلق اور relationship کی اساس مضبوط رکھنی ھوتی ھے کہ ھم خُدا سے دور گئۓ بغیر زمانوں کو قبول کرتے چلے جائیں۔ میں یہاں دو باتیں quote کرتا چلوں کہ اِمام زین العابدین کے پاس ایک شخص گیا اور کہا کہ سورۃ حدید میں جو یہ لکھا ھے کہ خُدا زمین کی گہرائیوں میں بھی دیکھ لیتا اور بالائۓ کائنات میں بھی دیکھ لیتا ھے۔ یہ کیسے ھوتا ھے؟ اُس وقت حضرتِ اِمام زین العابدین نے جو جواب دیا وہ میرے لیۓ بڑا حیران کن ھے۔ میں سوچتا ھوں کہ آج کے زمانے تک اِمام کی نظر گئی۔ انہوں نے کہا:

" نزلت للمتعقین فی آخرالزمان "

اے دانشور! تجھے یہ بات نہیں سمجھ آئۓ گی۔ جب زمانہء آخر کے لوگ آئیں گے تو ان کو یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ آ جائۓ گی۔ جب اُوپر سے سکائی لیب زمین کے ذخائیر کی خبر دیں گے تو ان کو پتا چل جائۓ گا، جب ایکسرے نکلیں گے تو ان کو پتا چل جائۓ گا، جب لوگ اندر جھانکنے والی آنکھ سے دیکھ لیں گے تو ان کو پتا چل جائۓ گا کہ اگر انسان زمین کے باطن میں دیکھ سکتا ھے تو خُدا کیسے نہیں دیکھ سکتا۔ میں حیران ھوں کہ اِمام زین العابدین کی بصیرت کہاں تک آئی اور انہوں نے کتنا exact جواب دیا۔ اِسی طرح ایک صاحب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس چلے گئۓ اور کہا کہ اِبنِ عباسؓ! آپ کو اللہ کے رسولؐ نے دُعا دی ھے کہ ھمیں کوئی مسلہ درپیش ھوتا ھے تو ھم آپ کے پاس آجاتے اور دین میں کوئی مسلہ پیدا ھوتا ھے یا understanding کم ھو جاتی ھے تو آپ سے رھنمائی لے لیتے ھیں مگر جب آپ نہیں ھوں گے تو پھر لوگ کس کے پاس جائیں گے۔ سوال valid تھا، انہوں نے فرمایا:

" القرآن یفسر ء الزمان " (ھر زمانہ قرآن کی اپی تفسیر کرے گا)

قرآن تو وھی رھیگا مگر اس کی تفسیر کے انداز تھوڑے تھوڑے ضرور بدلیں گے۔ Basics وھی رھیں گئیں، نمازیں پانچ سے تین نہیں ھوں گئیں *(سُن لو)* روزے کم نہیں ھوں گے *(ھاں ایک دو زائد تو ھو سکتے ھیں)* میں اکثر سوچتا کہ اگلی مرتبہ رمضان میں ھر روز ایک بندے کو کھانا کھلا کر خود rest کیا کروں گا۔ بعض اوقات ھم خود ھی کسی چیز کو refuse کر دیں تو پھر ھمارے لیۓ ھی مسائل پیدا ھوتے ھیں، آپ نمازِ قصر کے بارے میں غور کرو کہ جب مسافر چلتا ھے تو گنتا ھے کہ کتنے مِیل پر ھوں، کس مقام پر ھوں، کس جگہ ھوں؟ مزے کی بات یہ ھے کہ لوگ کہتے ھیں کہ ھم تو گاڑی پر آرام سے سفر کر رھے ھیں، پہلے زمانے میں گھوڑے تھے، اب تو آپ کار میں سفر کر رھے ھو ، اس میں کیا تکلیف ھے . . . دیکھیۓ گھوڑے سے آدمی گرتا ھے تو اتنی جلدی نہیں مرتا جتنا ایکسیڈنٹ میں مر جاتا ھے۔ سوال یہ ھے کہ آپ کیوں اس نکتے کے پیچھے پڑ گۓ ھو؟ وہ بھی سواری ھے، یہ بھی سواری ھے، اس کے اوپر بھی نماز پڑھ سکتے ھو، اِس کے اوپر بھی پڑھ سکتے ھو۔ ویسے اصولاً آپ مجھے بتائیۓ کہ سڑک پر چلتی ھوئی تیز رفتار کار سے اتر کے نماز پڑھنا اور گھوڑے کو تھوڑی دیر کھڑا کر کے نیچے اتر کے نماز پڑھنا، دونوں میں سے کون سا کام آسان ھے؟ اگر گھوڑے سے نیچے اتر کے نماز پڑھنا آسان ھے تو پھر آپ کو سمجھ نہیں آتی کہ ھر سواری جو بدلتی جاتی ھے وہ اس زمانے کی شناخت ھے۔ آپ اس پر بھی اسی طرح نماز پڑھو گے جیسے اس زمانے پر صاحبِ لولاکؐ نے پڑھی تھی۔ اسی طرح miles پھر ھے۔

ایک بات جو مجھے سمجھ نہیں آتی ھے وہ میں آپ کو سمجھادوں کہ کسی مُلّا نے ارشاد فرمایا کہ قصر پچھتر میل پر ھے، کسی حکیم نے کہا کہ پینتالیس میل پر ھے، کسی نہ کہا کہ اڑتیس میل پر ھے۔ میں ایک دفعہ بہت حیران ھوا، میں نے ایک اچھے پڑھے لکھے عالمِ دین سے پوچھاا کہ مجھے بتاو کہ قصر ' میلوں ' پر ھے یا سفر پر ھے۔ یعنی اگر پینتالیس میل سے میں چوالیس میل پر ھوا تو میں مسافر ھوں کہ مقامی ھوں . . . بنیادی طور پر سوال یہ بنتا تھا کہ آپ کا سفر ایک کیفیت ھے، سفر میلوں پر نہیں بلکہ یہ ایک کیفیت ھے، اب اس کا ذرا اندازہ سن لو، میں نے حضرتِ عمرؓ کے فتاوی میں پڑھا تو پتہ چلا کہ جنابِ عمرؓ تین کوس پر سفر کی نماز پڑھتے تھے۔ بخاری میں ھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ شہر سے نکلتے ھی پڑھ لیتے تھے۔ بخاری میں حدیث موجود ھے کہ جنابِ علیؓ مدینہ سے باھر آئۓ تو حُکم آیا کہ واپس لوٹ آو جب واپس آنے لگے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ٹھہرو میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ لوگوں نے کہا: یا علیؓ! شہر تو یہ نظر آ رھا ھے، انہوں نے فرمایا، "ھم ابھی شہر میں داخل تو نہیں ھوئۓ " آپ غور کریں کہ علیؓ اُس طرح behave کریں، عمرؓ اِس طرح behave کریں اور ھمارے پیچھے اٹھتر میل پڑے ھیں۔ اب یہ ایک ظاھری چیز ھے کہ جب آپ پانچ میل پر بھی چلے جاؤ

Where you are not easy

جہاں آپ اپنی مرضی سے باتھ روم نہیں ڈھونڈ سکتے، جہاں کسی کے گھر جا کے وہ بے تکلفی، وہ آسانی نہیں رکھتے تو وہ چاھے دس میں دور ھو یا پچیس میل دور ھو آپ مسافر ھو۔

Where ever you are uneasy

حضورؐ نے فرمایا:

" سفر عذاب کا ٹُکڑا ہے "

کیونکہ اس سے بنیادی طور پر ایک بے آرامی اور تکلیف کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ جہاں احساسِ سفر پیدا ہو گیا وہاں آپ مسافر ہو۔ فرض کرو میں ایک شہر میں ہو، میں اس شہر کے بازار یا فلاں جگہ جاتا ہوں۔ مجھے خیال آتا ہے کہ میرے پاس اتنا ٹائم ہے کہ واپس جا کے آرام کر کے وضو کر کے نماز پڑھ لوں گا، چنانچہ اُس شہر میں مجھ پر سفر کی نماز وارد نہیں ہوتی مگر جس لمحے میں آپ اپنے شہر سے باھر نکلتے ہو تو آپ نمازِ سفر پڑھ سکتے ہو۔ اس قسم کے مسائل کو اب ھمارے لیئے sort out کرنا ضروری ہے، بنیادی مذھب پر سوال اٹھائے بغیر جو اپنی جگہ پر بہت مضبوط اور صحت مند بنیاد پر کھڑا ھے اور خصوصی مطالب رکھتا ھے ھمیں اپنی مذھب کی understanding کو تھوڑا سا بدلنا ہو گا۔

چوتھا لیکچر اور سوالات کا اختتام

تمّت بالِخیر

آج مورخہ: 26 اگست 2011ء (جمعتہ المبارک، 27 ویں شبِ رمضان الکریم، یو کے) کتاب کی مکمل کمپوزنگ اختتام پذیر ہوئی۔
میرا یہ کام نذر رسولؐ ہے، اللّٰہ تعالیٰ قبول فرمائے، (آمین ثم آمین)

شکریہ: دُعاوں میں یاد رکھیئے گا۔

دُعاؤں کا طالِب: صلاح الدین میر (کمپوزر ¦ Composer) miristhere@yahoo.com

المرا

Confusion ¦ اُلجھن

درج ذیل آیاتِ قرآن کے نمبرز بشمول سورۃ کے نام چاہیں برائے مہربانی مطلع فرمائیں۔

صفحہ نمبر	کنفیوژن		درستگی
		سورۃ اور آیت نمبر	
74	کل یرجعوا الی اصل	=	

نشاندھی درج ذیل پتہ پر کریں بذریعہ ای میل۔

Salah Ud Din Mir
miristhere@yahoo.com

Ch. Shabbir Ahmed
info@alamaat.com

المرا

Darwinian Theory's illustration

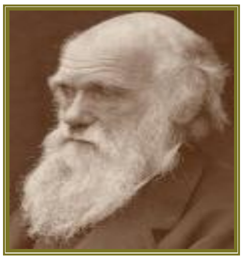

Darwinian Theory of Evolution

Darwin, Charles Robert (1809-1882) wrote a book about evolution called On the Origin of Species in which he discussed his theory of evolution by Natural Selection. Hence, he became founder of widely accepted modern evolutionary theory, which forms a basis for many disciplines of science. The modern interpretation of Darwin's Theory is Neo-Darwinism; it incorporates all the knowledge of evolution of the present day from genetics, ecology and other disciplines.

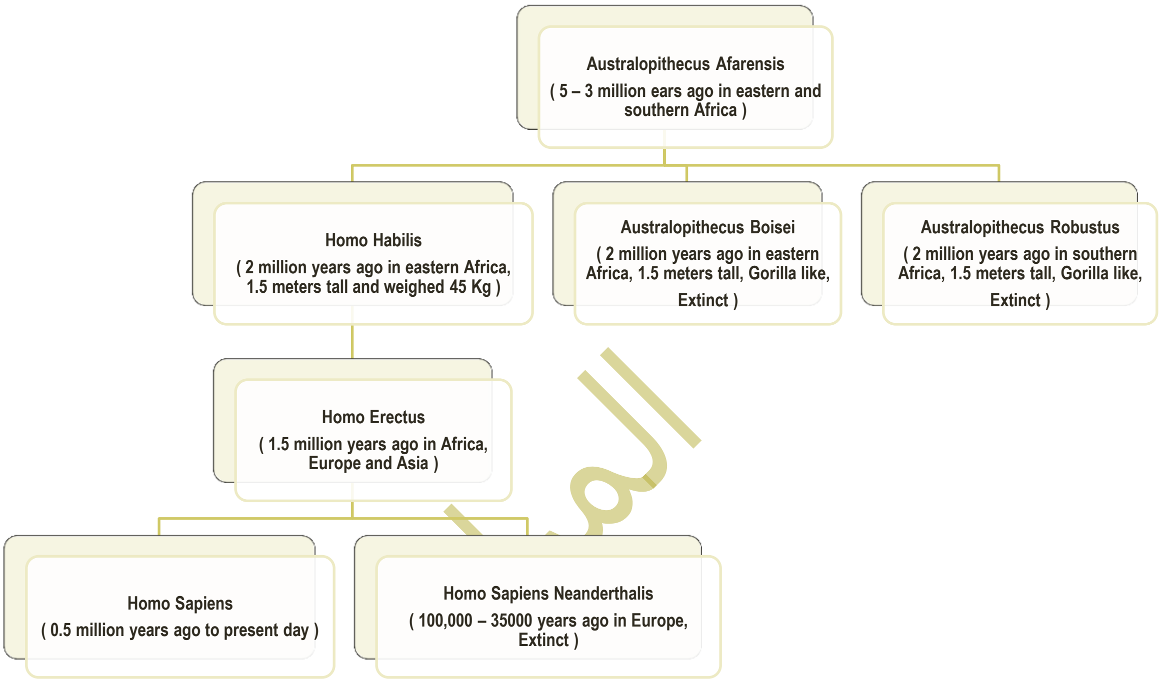

HumanEvolution

Human evolution has been a process of vertical evolution, just like much other organic evolution on earth. Anthropology is study of human beings from a biological, social, and humanistic perspective. The field of anthropology is divided into two major areas: physical anthropology deals with the biological evolution and the physiological adaptations of humans; sociocultural anthropology concerns with the ways in which people live in society—that is, the ways in which their language, culture, and customs develop. We are interested in biological evolution here. Note that the following picture of human evolution is pieced together by scientists based on fossils they got in the regions of Africa, Europe and Asia; therefore, it is possible that some of the picture presented here may be disputed.

During the period between 1 million to 3 million years ago the descendants of present day humans, called Homo Habilis (refer to Figure above) coexisted in East Africa with other advanced man-ape forms known as Australopithecus Boisei and Australopithecus Robustus. They (Homo Habilis) stood 1.5 meters (approximately 5 feet) tall and weighed 45 kilograms (approximately 100 lb.). Their brain size was between 600 and 800 cubic centimeters. They had started using tools more than 3 million years ago, so the name Homo Habilis, meaning handy human. Earliest known use of tools by human ancestors in Africa is dated to about 2.5 million years ago. This shows that early human ancestors were also eating meat. It is not clear though, if Australopithecus Boisei and Australopithecus Robustus were also using tools. Australopithecus Boisei and Australopithecus Robustus were mostly vegetarian, Homo Habilis added meat to its diet by both hunting and scavenging.

The descendants of these three known species of hominids lived in present day Ethiopia and surrounding regions, between 3 to 5 million years ago, called as Australopithecus afarensis (refer to the Figure above). These ancient ancestors of humans lived in savannas and woodlands of Africa, and walked on two legs (thereby had their hands free to use tools) and were mostly vegetarian. Their brain size was no more than that of present day Chimpanzees (400 to 500 cubic centimeters) and possessed somewhat large, projecting canine teeth. The nature of human evolution before the age of Australopithecus afarensis is uncertain; between 7 and 20 million years ago, plenty of apelike animals were widely distributed in African and Eurasian continents.

Homo Habilis led their way to the next step in human evolution, called as Homo Erectus. The brain size of this human like creatures steadily rose to ,140 cubic centimeters. Finally, the present day humans evolved along these lines of vertical change, called Homo sapiens. Homo erectus evolved into Homo apiens 200,000 to 300,000 years ago. These early Homo sapiens were not identical to that of present day humans (since the evolutionary change in human volution is

gradual), modern human body shape first appeared 90,000 years ago. One more group of humans classified as Homo Sapiens Neanderthalis ived in Europe about 100,000 years ago. They are believed to be branched out from Homo Erectus. It is not clear if there were any interbreeding between Homo Sapiens and Neanderthals. They became extinct 35,000 to 40,000 years ago. Some scientists though, believe that they are parallel evolution to that of human evolution and are not branched out of Homo erectus (this is due to their appearance: a low, Sloping forehead, large brow ridge and a large face withoutchin). Homo sapiens or present day humans are classified as mammalian order primates. Bipedalism or walking on two legs, which evolved 3 to 5 million years ago, led to number of skeletal modifications in the mower spinal column, pelvis and legs. Modern human brain size is between 1300 and 1500 cubic centimetres. The increase in brain size may be related to human behavior. Starting from east and southern Africa, they started moving outward 500,000 years ago.

They learnt crossing oceans about 50,000 years ago and reached several islands and Australia. It is only less than 30,000 years ago, that humans reached Americas. In the earlier stages of human evolution (more than 1 million years ago) there was a pattern of sexual dimorphism (having different forms for males and females). Males had height more than 1.5 meters and weighed about 68 Kg while females had a height of 0.9 to 1.2 meters and weighed about 27 to 32 kg. This difference started vanishing 1 million years ago. Another difference between ancient humans and modern humans is the gradual ecrease in sizes of face, jaws and teeth. As the face, jaws and teeth became smaller, the brain size expanded. Thus, the relatively small face of modern humans is located below, rather than in front of, the large, expanded brain case.

Modern day human beings show continuous variation from one region to another. This evolutionary change is believed to have started from Homo erectus when they started to spread all over the continents of Africa, Asia and Europe about a million years ago. In the opinion of some scientists, human development since the time of Homo Erectus has been one of continuous, in-position evolution. That means, they have been continuously adapting to the local conditions of the regions where they settled and started to evolve toward Homo sapiens. Other scientists believe that the racial differences are a relatively recent phenomenon. It is believed that sometime during 10,000 years ago, language developed among humans as a part of social interaction. It is during this period that humans began to domesticate plants and animals. This agricultural revolution led to human societies and eventually led to human civilization.

Darwin's theory of evolution due to natural selection is based on the following assumptions:

1. There are inheritable variations among the members of a population;
2. Many more individuals are produced each generation than can survive and reproduce. This statement is based on Malthus' observation that populations can increase geometrically (1-2-4-8-16) while the food supply can increase only arithmetically (1-2-3-4-5);
3. Individuals with adaptive characteristics are more likely to be selected to reproduce by the environment;
4. Gradually, over long periods of time, a population can become well adapted to a particular environment;
5. The end result of organic evolution is many different species, each adapted to specific environments

Support for Darwin's theory of evolution came from tortoises and finches on the Galapagos Islands, an archipelago 600 miles west of the coast of Ecuador.

- All are "variations on a theme"
- Each island has its own unique species

المرا

Galapagos finches

The finches living on the Galapagos islands are a text-book example of adaptive radiation: the evolutionary diversification of a single lineage into a variety of species with different adaptive properties.

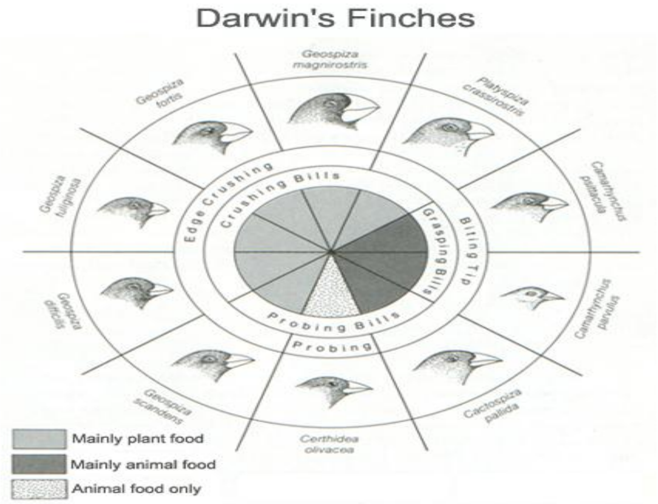

Darwin could not account for either mechanism of trait transmission or the basis of variability among individuals

1. Was a contemporary of Mendel, but apparently did not know of his work.
2. Weakness is compensated by **neo-Darwinism** or **synthetic theory of evolution**, developed in the 1930's and 1940's.

Scientific evidence supports evolution

Fossils

- Types include actual preservation, petrification, imprints, molds, casts, footprints & trails, borings, and coprolites. (You gotta be a special person to do research on coprolites.)

- Can be dated by radioactive isotopes in fossil or in geological formation in which fossils are found
- Requires long periods of time and unusual conditions for fossil preservation
- Some are still alive!!

Homologous features

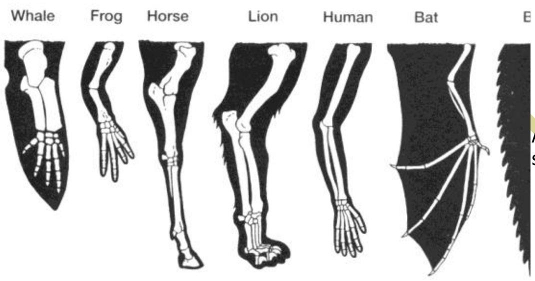

- Comparing the structural details of features found in different but related organisms reveals a basic similarity.
- Quintessential example is the forelimb of mammals - human arm, cat forelimb, whale front flipper, bat wing.

Although function is quite different, "there is no over-riding mechanical reason for them to be so similar structurally."

- Comparing the structural details of features found in different but related organisms reveals a basic similarity.
- Quintessential example is the forelimb of mammals - human arm, cat forelimb, whale front flipper, bat wing.
- Although function is quite different, "there is no over-riding mechanical reason for them to be so similar structurally."

Homoplastic features

- Reflect responses of dissimilar organisms to identical environmental challenge, e.g. flight led to evolution of wings in arthropods and birds.
- Similarity of desert euphorbs and cacti reflect responses to hot, dry environments.

Developmental features are retrained in vertebrate embryos

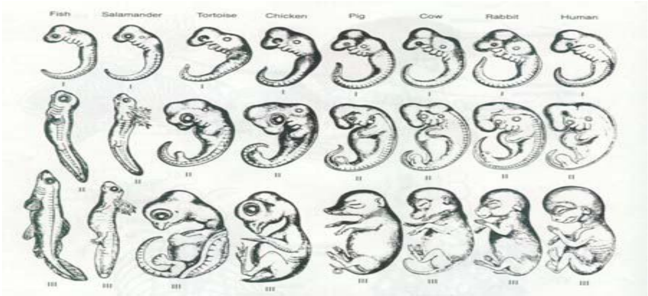

- All vertebrate embryos have segmented muscles, gill pouches, a tubular heart without left & right sides.
- "Evolution is a conservative process, and natural selection builds on what has come before rather than starting from scratch."

The Genetic Code is Universal

Proteins indicate degree of relatedness. Differences in Amino Acid Composition of the Protein Cytochrome C obtained from a Variety of Organisms on the Evolutionary Scale. (FromAtlas of Protein Sequence and Structure, 1967-68 by Margaret O. Dayhoff and Richard V. Eck. Washington D.C.: National Biomedical Research Foundation.

Number of different amino acids found in human cytochrome C as opposed to selected organisms		
Organism	**# of amino acids different**	**Where they are compared to humans in the phylogenetic tree.**
Human	0	Self (Family Hominidae, Order Primates)
Monkey	1	Different family (Pongidae), same order (Primates)
Pig, bovine, sheep	10	Different order (Carnivora), same class (Mammalia)
Horse	12	
Dog	11	
Rabbit	9	
Chicken, Turkey	13	Different class (Aves), same phylum (Chordata) - homeothermic
Duck	11	
Rattlesnake	14	Different class (Reptilia), same phylum (Chordata) - poikilothermic
Turtle	15	
Tuna	21	Different class (Ostheichthys), same phylum (Chordata) - poikilothermic
Moth	31	Different phylum (Arthropoda), same Kingdom (Animalia)
Candida fungus	51	Different Kingdom (Fungi)

Evolutionary hypotheses can be tested experimentally

- For guppies, size, color, and time required to reach sexual maturity are genetically determined
- When populations of guppies are transferred to "high predation areas", they become smaller, and reach sexual maturity sooner.

FOXP2

The eloquent ape: genes, brains and the evolution of language

Simon E. Fisher and Gary F. Marcus‡*

Abstract | The human capacity to acquire complex language seems to be without parallel in the natural world. The origins of this remarkable trait have long resisted adequate explanation, but advances in fields that range from molecular genetics to cognitive neuroscience offer new promise. Here we synthesize recent developments in linguistics, psychology and neuroimaging with progress in comparative genomics, gene-expression profiling and studies of developmental disorders. We argue that language should be viewed not as a wholesale innovation, but as a complex reconfiguration of ancestral systems that have been adapted in evolutionarily novel ways.

Linguistics
The scientific study of language.
Phonetics
The study of the production, perception and physical properties of speech sounds.
Phonology
The study of the sound systems of languages and the ways in which speech sounds can be combined.

Cerebral cortex
The outer layer of the mammalian cerebrum, which is involved in processes such as sensation, perception, cognition and (in humans) language.

**Wellcome Trust Centre for Human Genetics, University of Oxford, Roosevelt Drive, Oxford OX3 7BN, UK.*
‡Department of Psychology, New York University, 6 Washington Place, New York 10003, USA.
Correspondence to S.E.F.
e-mail: simon.fisher@well.ox.ac.uk
doi:10.1038/nrg1747

Human language seems to be unique in the natural world. Non-human communication is predominantly restricted to simple messages such as alarm calls and identification signals, with little in the way of complex structure1,2. By contrast, the average human has access to a vocabulary of tens of thousands of words and can, guided by an intricate set of structural rules, assemble them into a potentially infinite number of meaningful sentences, referring not only to the here and now, but also to the past, the future and the abstract3,4.
Remarkably, this rich linguistic system is usually acquired without conscious effort or formal instruction. The drive to acquire language is so robust that a lack of aural input does not necessarily abate it; deaf babies who are exposed to sign language babble using their hands5, and deaf children who have had little access to sign-language input can develop language-like gesture systems6. In comparison, no other living primate naturally acquires more than a few signals, and these are combined in rudimentary ways2. Given such sharp distinctions between communication in humans and that found in other species, language has often been investigated as an isolated phenomenon. Experts in linguistics have studied aspects of language that include its sound systems (phonetics and phonology), the ways in which words can be put together from smaller meaningful units (morphology), and the principles that govern sentence construction (syntax) and meaning (semantics), with little or no reference to the biology or psychology of non-human species. Similarly, neuroscientists who seek to understand the neural basis of human communication have tended to focus their attention on two regions of the cerebral cortex that were thought to provide specialized human-specific ubstrates for processing language — Broca's area (commonly described as the seat of grammar) and Wernicke's area (described as the seat of meaning and sound structure)7,8.
These efforts have proved effective for many purposes, such as clarifying the nature of language (BOX 1) and probing electrophysiological activity in the brain
during the production or comprehension of a sentence. Even so, although researchers have made progress by studying language purely on its own terms, it does not follow that language should be studied in this way. Few
if any phenotypic traits are entirely without precedent.
The avian wing, for example, can be thought of as a specially modified version of the basic vertebrate forelimb — an idea that is supported by a well-described molecular and developmental basis9. As suggested by Darwin over a century ago10, the behavioural and cognitive peculiarities of *Homo sapiens* — including our extraordinary capacity for language — should be similarly explicable as the product of descent with modification17.
Here we argue that with recent progress across many disciplines — including genetics and genomics, which are the focus of this article — the scientific community is finally approaching a position in which it can fulfil Darwin's promise.

CLICK FOR DETAILED DOCUMENT

المرا

The FOXP2 gene.
The first direct evidence of a specific gene that influences speech and language acquisition has come not from complex traits, but from an unusual autosomal dominant form of communication disorder[101] that is caused by mutation of the forkhead box P2 (FOXP2) gene, which encodes a forkhead box transcription factor[102]. The con-sequences of FOXP2 disruption differ from typical SLI in that they include prominent difficulties in learning and producing sequences of movements that involve the mouth and lower part of the face[103]. Affected individuals have problems with speech articulation (developmental verbal dyspraxia or DVD), which are accompanied by wide-ranging deficits in many aspects of language and grammar[104,105]. Crucially, although general intelligence varies among individuals who carry the same FOXP2 mutation, speech and language deficits are always evident, even for children with normal non-verbal intelligence[105]. Moreover, the associated problems with processing language and grammar are not exclusively tied to speech — they are evident in the written domain and occur for comprehension as well as expression[105]. (For more detailed discussion see REFS 47,106,107.) The link between FOXP2 and disordered language was initially identified through genetic studies of a large three-generational family (known as KE)[108,109], in which affected members carry a heterozygous missense mutation that alters the DNA-binding domain of the FOXP2 protein[102] (FIG. 1a). The KE substitution markedly affects the function of the encoded protein (J. Nicôd,
S.C. Vernes, F.M. Elahi, A.M. Coupe, L.E. Bird and S.E.F., unpublished observations). FOXP2 mutations are not a predominant cause of language impairment[110]; however, a second heterozygous point mutation in FOXP2 was recently identified that co-segregates with speech and language deficits in another family[111]. This nonsense mutation severely truncates the protein, deleting essen-tial functional motifs, including protein–protein interac-tion domains, the DNA-binding domain and suspected nuclear localization signals[111]. Independent chromosomal aberrations (including translocations and deletions) that disrupt FOXP2 are associated with speech and language deficits[102,109,112].

A naive view of language evolution might predict that genes such as FOXP2 are unique to humans, or at least are substantially different in non-speaking spe-cies. Instead, the FOXP2 sequence is highly conserved, even in distantly related vertebrate species [113–115]. Despite this conservation, there has been a profound (>60-fold) increase in amino-acid substitution rate in the human lineage[114] — of 3 substitutions that distin-guish the human FOXP2 protein from its mouse coun-terpart, 2 occurred on the human branch after splitting from the chimpanzee[113] (FIG. 1b). (The acceleration is unlikely to be due to relaxation of functional constraint, because the FOXP2 protein shows little polymorphism in current human populations[110].) Examination of the human within-species variability in intronic sequences that flank the substitutions indicates a selective sweep (BOX 3) that probably occurred within the past 200,000 years[113,114]. In short, one (or both) of the amino-acid substitutions or unidentified regulatory sequences in the flanking introns seem to have been subject to positive selection in recent human history. These studies also dispel the idea that genetically mediated language impairment must be atavistic in nature. Pathological mutations of FOXP2 (REFS 102,111) are distinct from the putative adaptive changes that occurred during human evolution[113,114] (FIG. 1a) and do not reflect reversions to the ancestral state.
Molecular windows into language origins
The discovery of language-related genes offers new routes for addressing old questions about human evo-lution. In the case of FOXP2, the human version of the gene seems to influence the development and function.[Cclick for detailed document]